

ماہنامہ علمی و ادبی و فنی و تاریخی و ہنری
خون کا دلچسپ
جوری 2016



خونی درندہ نمبر
RS:70

CPL No.219

ماہنامہ
خونناک ڈائجسٹ
لاہور

جلد نمبر 19 - شمارہ نمبر 8

ماہ جنوری 2016

قیمت - 70 روپے

خونی درندہ نمبر

خط و کتابت کا پتہ

ناو نامہ خونناک ڈائجسٹ لاہور

پوسٹ بکس نمبر 3202، غالب مارکیٹ، گلبرگ لاہور

بانی - شہزادہ عالمگیر

نگران اعلیٰ - شہلا عالمگیر

چیف ایگزیکٹو - شہزادہ آتش

جنرل منیجر - شہزادہ فیصل

سرکولیشن منیجر - جمال الدین

فون - 0333.4302601

آفس منیجر - ریاض احمد

فون - 0341.4178875

مارکیٹنگ انچارج - کرن - ماہ

نور - زارا - فاطمہ - رابعہ - سارا



خوفناک ڈائجسٹ ماہ جنوری 2016 کے شمارے خونریز درندہ نمبر کی جھلکیاں

خونریز درندہ

آر کے رحمان

6

آسیبی جال

اسد شہزاد

72

ڈر۔ اگلے ماہ

ابنا س سعادت

دو گھونٹ پانی

عروہ ہادی

66

قیمت 70 روپے

عاشق چڑیل

کشور کرن۔ پتوکی

36

شیطان دیوتا

ایم ذاکرستی

88

ماہ نومبر 2015

خونریز درندہ نمبر

چنیوٹی کا خوف

ایس امتیاز کراچی

50

کوئی چاند رکھ میری

شام پر۔ اگلے ماہ

وہ آنکھیں

ندا علی عباس

56

کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہیں ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر۔ رائٹر۔ ادارہ۔ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔

(پبلشرز شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹرز زاہد بشیر۔ ریٹی گن روڈ لاہور)

انجان مسافر

محمد وقاص انجم

106

آپ کے خطوط

دھنک کے رنگ

محمد قاسم رحمان

160

بے قرار روح

ملک اسد یامین

126

سادھو

تنظیم عباس

172

مردہ جادوگر

136

کالی چٹان

قیصر جمیل پروانہ

152

پھول اور کلیاں

اسلامی صفحہ

حضرت عمرؓ کا حضور ﷺ کے وصال پر رنج

حضرت عمرؓ باوجود اپنی اس ضرب المثل قوت سجاغت۔ دلیری۔ اور بہادری کے جو آج سازھے تیرا
سورس کے بعد بھی شہرہ آفاق ہے اور باوجود یکہ اسلام کا ظہور حضرت عمرؓ کے اسلام لانے ہی سے ہوا
کہا اسلام لانے کے بعد اپنے اسلام کا انفاء گوارہ نہ ہوا حضور ﷺ ساتھ محبت کا ایک ادلی سا کرشمہ یہ ہے
تھ کہ اپنی اس بہادری کے باوجود حضور ﷺ کے وصال کی حالت کا تحمل نہ فرما سکے سخت حیران و پریشانی کی
حالت میں کمواری لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو شخص کہے گا کہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا ہے تو میں اس کی
گردن اڑا دوں گا حضور اقدس ﷺ تو اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام طور پر تشریف لے گئے تھے عنقریب حضور ﷺ واپس تشریف لائیں گے اور ان لوگوں کے
ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے جو حضور ﷺ کے انتقال کی جھوٹی خبر اڑ رہے ہیں حضرت عثمانؓ بالکل کم سم تھے
کہ دوسرے دن تک بالکل آواز نہیں نکلتے پھر تے تھے مگر بولا نہیں جا تا تھا حضرت علیؓ چپ چاپ بیٹھے
رہ گئے کہ حرکت بھی بدن کو نہ ہوتی تھی صرف ایک حضرت ابو بکر صدیقؓ کا دم تھا کہ اس وقت کے پہاڑ
جیسے وقت کو برداشت کیا اور اپنی اس محبت کے باوجود جو پہلے قصد میں تیزی اس وقت نہایت سکون سے
تشریف لا کر اول حضور اقدس ﷺ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور باہر تشریف لا کر حضرت عمرؓ گوارشاہ
فرمایا کہ بیٹھ جاؤ اس کے بعد خطبہ پڑھا جس کا حاصل یہ تھا کہ جو شخص حضرت محمد ﷺ کی پرستش کرتا ہوں
وہ جان لے کہ حضور ﷺ کا وصال ہو چکا لیکن جو شخص اللہ کی پرستش کرتا ہو وہ سمجھ لے کہ اللہ شان زندہ
ہیں اور ہمیشہ رہنے والے ہیں اس کے بعد کلام پاک آیت محمد ﷺ قبلہ الرسل خیر تک تلاوت فرمائی
ترجمہ محمد ﷺ نے رسولِ نبی تو ہیں خدا تو نہیں جن پر موت وغیرہ نہ اسکے سوا اگر آپ کا انتقال ہو جائے
یا آپ شہید بھی ہو جائیں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر جائے گا خدا تعالیٰ کا تو کوئی
نقصان نہیں کرے گا اپنا ہی کچھ ٹھوڑے گا اور خدا تعالیٰ الشانہ جلدی ہی جزا دے گا حضرت ابو بکر صدیقؓ
نے خلافت کا اہم کام لینا تھا اس لیے ان کی نمایاں شان اس وقت یہی حالت تھی اسی وجہ سے اس وقت
جس قدر استقلال اور تحمل حضرت ابو بکر صدیقؓ میں تھا کسی میں بھی نہ تھا اور اس کے ساتھ ہی جس قدر
مسائل دفن و میراث وغیرہ کے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو معلوم تھے چنانچہ حضور اقدس ﷺ کے دفن میں
اختلاف ہو کر مکہ مکرمہ میں دفن کیا جائے یا مدینہ منورہ میں یا بیت المقدس میں تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے
فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ نبی کی قبر مبارک اسی جگہ ہونی ہے جہاں اس کی وفات ہوئی
لہذا جس جگہ وفات ہوئی ہے اسی جگہ قبر کھودی جائے۔

حضرت حمزہؓ کا کفن

حضور اقدس ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ غزوہ احد میں شہید ہو گئے اور بیدرد گاہ
وغیرہ اعضاء کاٹ دیئے اور سینہ چیر کر دل نکال لیا اور طرح طرح کے ظلم کئے گئے اور
دوسرے صحابہؓ شہیدوں کی لاشیں تلاش فرما کر ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام فرما رہے تھے
حالات میں دیکھا نہایت صدمہ ہوا اور ایک چادر سے ان کو ڈھانپ دیا اتنے میں حضرت حمزہؓ
صفیہؓ تشریف لائیں کہ اپنے بھائی کی حالت کو دیکھیں حضور اکرم ﷺ نے اس خیال سے
ہیں ایسے ظلموں کو دیکھنے کا تحمل مشکل ہوگا ان کے صاحبزادے حضرت زبیرؓ سے ارشاد فرمایا کہ
سے منع کرو انہوں نے والدہ سے عرض کیا کہ حضور ﷺ نے دیکھنے سے منع فرمایا ہے انہوں نے کہا
سنا ہے میرے بھائی کے ناک کان وغیرہ کاٹ دیئے گئے ہیں اللہ کے راستے میں یہ کون سی بڑی بات ہے ہم اس
پر راضی ہیں میں اللہ سے ثواب کی امید رکھتی ہوں اور انشاء اللہ صبر کروں گی حضرت زبیرؓ نے جا کر حضور ﷺ سے
اس حکام کا ذکر کیا تو آپ سر کا ﷺ نے اس کا جواب سن کا دیکھنے کی اجازت دے دی اگر دیکھا اللہ پڑھیں اور
ان کے لیے استغفار اور دعا کی ایک روایت میں ہے کہ غزوہ احد میں جہاں نعشیں رکھی ہوئی تھیں ایک عورت تیزی
سے آ رہی تھی حضور ﷺ نے فرمایا دیکھو عورت کو روکو حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے پہچان لیا کہ میری والدہ
ہیں میں جلدی سے روکنے کے لیے آگے بڑھا مگر وہ قوی تھیں ایک کھونسا میرے مارا اور کہا پڑے ہٹ میں نے کہا
کہ حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے تو فوراً کھڑی ہو گئیں اس کے بعد دو کپڑے نکالے اور کہا کہ میں اپنے بھائی کے
کفن کے لیے لائی تھی کہ میں ان کے انتقال کی خبر سن چکی تھی ان کپڑوں میں ان کو کفنا دیتا ہے ہم لوگ وہ کپڑے
لے کر حضرت حمزہؓ کو کفنانے لگے تو برابر میں ایک انصاری شہید پڑے ہوئے تھے جن کا نام حضرت سہیل تھا ان کا
بھی کفار نے ایسا ہی حال کر رکھا تھا جیسا حضرت حمزہؓ کا تھا ہمیں اس بات سے شرم آئی کہ حضرت حمزہؓ کو دو کپڑوں
میں کفن دیا جائے اور انصاری کے پاس ایک بھی نہ ہو اس لیے ہم نے دونوں کے لیے ایک ایک کپڑا تجویز کیا مگر
ایک کپڑا ان میں بڑا تھا ایک چھوٹا تھا تو ہم نے قرعہ ڈالا اور قرعہ میں جو کپڑا جن کے حصے میں آئے ان کے کفن
میں لگ جائے گا قرعہ میں بڑا کپڑا حضرت سہیلؓ کے حصے میں اور چھوٹا کپڑا حضرت حمزہؓ کے حصے میں آیا جو ان
کے قد سے بھی کم تھا اگر سر کو ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں کی طرف کیا جاتا تو سر کھل جاتا حضور اکرم
ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سر کو کپڑے سے ڈھانک دو اور پاؤں پر پتے وغیرہ ڈال دیئے جائیں تو یہ سر کا رو دو جہاں
نبی کریم ﷺ کے چاچا کا کفن ہے.....

خونی درندہ

-- تحریر: رحمان خان - پشاور --

آصف کا تمام وجود بھیا تک اور دہشت ناک طریقے سے جلنے لگا اس کے کالے اور بھیا تک چہرے میں بھی آگ لگ گئی اور اس کا سر بھی جلنے لگا وہ چیختے چلاتے ہوئے محل کے ادھر ادھر بھاگنے لگا وہ درد اور جلن کی وجہ سے پاگل ہونے لگا ظاہر نے جب آصف اور جنت کی حالت دیکھی تو محل کے باہر بھاگنے لگا اور اپنے بانی ساتھیوں کو توحید پر حملہ کرنے پر اسے آگے بھیج دیا مگر توحید میں اب اتنی طاقت آگئی تھی کہ منٹوں میں ہی اس نے ظاہر کے بھی درندے کو مار دیا وہ محل کے باہر بھاگے ہی والا تھا کہ توحید نے ہوا کی تیزی سے اسے پکڑا اور اس کو اس کے ایک پاؤں سے پکڑا اور ٹھپتے ہوئے محل کے اندر لے آیا اس کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا اس کو وہ بھی قلم ایک ایک کر کے یاد آنے لگے جو ظاہر نے ان پر کئے تھے اور اپنے خاندان کی موت کسی فلم کی طرح اس کی آنکھوں اور دماغ میں جلنے لگی۔ ادھر عاصمہ نے چلاتے ہوئے توحید سے کہا توحید اس کہنے کو چھوڑ نامت یہ تمہاری بیٹی اور میری جان سے پیاری دوست اقرا کی موت کا ذمہ دار ہے عاصمہ روتے ہوئے کہے جا رہی تھی جبکہ دوسری طرف آصف اور جنت کی چیخیں پورے محل کے اندر گونجتی رہی تھیں ظاہر نے بہت کوشش کی کہ وہ توحید کی مضبوط گرفت سے خود کو آزاد کرے مگر وہ ناکام رہا۔ آخر کار انہوں نے توحید کے پاؤں پکڑے۔ پلیز توحید مجھے چھوڑ دو مجھے معاف کر دو میں تمہارا غلام بن کر رہوں گا مجھے مت مارو۔ توحید نے غصہ سے اس کے چہرے پر ٹھونسوں اور متوں کی بارش شروع کر دی جس سے ظاہر کے چہرے کا گوشت اترنے لگا اور اس کی چہرے کی ہڈیاں نظر آنے لگی مگر توحید نے اس کے چہرے کی ہڈیوں کو بھی نہیں بخشا اسے بھی توڑ دیا۔ اور پھر اس کا ہاتھ اس کے جسم سے ایک زوردار چٹ کے ساتھ الگ کر دیا اور پھر ظاہر کا دوسرا ہاتھ بھی اس کے جسم سے الگ کر دیا۔ ظاہر کی چیخیں آسمان تک پہنچ رہی تھیں وہ چیختا ہوا ادھر ادھر بھاگتا رہا مگر توحید نے اس پر کوئی رحم نہیں کیا توحید نے اس کی دونوں ٹانگوں کو بھی اس کے جسم سے الگ کر دیا۔ ایک سستی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

میں پہلے ان سب قارئین کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جس کو میری قسط وار کہانی ڈر کے آگے جیت پسند آ رہی ہے۔ یہ ایک مشکل کہانی ہے جو میں صرف آپ قارئین کے لیے ایک تحفے کے طور پر لکھ رہا ہوں امید ہے کہ میرا یہ تحفہ خوفناک کے کبھی چاہنے والوں کو ضرور پسند

آئے گا اور ریاض انگل سے ریکوسٹ سے کہ میری یہ کہانی جلد شائع کر دیں۔ ریاض انگل جس شمارے میں میری یہ کہانی شائع کریں چاہے اس میں میری قسط وار کہانی شائع نہ کریں لیکن اس کو ضرور شائع کر دینا۔ شکریہ۔

کاش میں کبوتر ہوتا پرواز کرتا آسمانوں میں



بازی لاتا عشق کی گرتا تیرے مکانوں میں
دسمبر کی سرد ترین رات میں ایک سیاہ بیولہ
تیزی سے بہادر شہر کے ویران گلیوں میں ہوا کی
تیزی کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ اچانک وہ ایک گھر
کے سامنے رکا اور اسے موسم بھی ابرا آلود تھا آسمان
پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور چاند ان
سیاہ بادلوں کی اوٹ میں کہیں کھو گیا تھا بادلوں کی
گرج اور چمک سے ماحول بھی روشن ہو جاتا تو
کبھی پھر سے برسر اندھیروں میں پھیل جاتا
تھا وہ ایک بلند قد کا مالک تھا اس نے سیاہ کوٹ
پہنا ہوا تھا جو اس کے پاؤں تک تھا اچانک سے
بارش شروع ہو جاتی ہے ہر طرف ایک زوردار
بارش شروع ہو چکی تھی اس کا لے کوٹ والے
لڑکے دین کوٹ پہنا ہوا تھا۔ جس سے بارش کی
بوندیں سیدھا تیزی سے نیچے جا رہی تھیں۔ وہ
جس گھر کے سامنے کھڑا تھا اس کے گھر کے مین
دروازے پر وہ بڑے جسامت والے کتوں نے
اس کا راستہ روکا ہوا تھا وہ کتے اس لڑکے کو دیکھ کر
تیزی سے اس کی طرف بڑھے وہ کسی دیوانے
کتوں کی طرح اسے دیکھ دیکھ کر بھونک رہے تھے
جیسے ہی وہ دونوں کتے اس کے نزدیک پہنچے
اچانک سے اس لڑکے نے ہوا کی تیزی سے
دونوں کتوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑا ایک
کتے کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اوپر اٹھالیا
اور دوسرے کو اپنے بائیں ہاتھ سے دونوں کتے
اس کے ہاتھوں میں بے بس ہو چکے تھے
اور دونوں کتوں کی گردن ایک جھٹکے سے اس
لڑکے نے توڑ دی اور دونوں کتوں کو دائیں بائیں
پھینک دیا اور خود تیزی کے ساتھ اس گھر کے اندر
چلا گیا تھوڑی دیر بعد اس کے کندھوں پر ایک

حسین و جیل لڑکی بے ہوشی کی حالت میں جھول
رہی تھی اس لڑکے کا چہرہ اس کوٹ کی وجہ سے نظر
نہیں آ رہا تھا مگر اس کے ہونٹ نظر آ رہے تھے جو
اس لڑکے خون سے لال تھے اور خون کے قطرے
اس کے ہونٹوں اور منہ سے زمین پر گر رہے تھے
اس نے برسر اندھیروں کے ساتھ اپنے
ہونٹوں پر انگلی پھیری اور ہوا کی تیزی کے ساتھ
وہاں سے غائب ہو گیا۔

ہا ہا۔ شاباش تو حید بس ہم اپنے مقصد کے
قریب پہنچ چکے ہیں اب وہ دن دور نہیں جب اس
پورے شہر میں ہماری حکومت ہوگی سب لوگوں کو
میں اپنا غلام بناؤں گا تو حید تمہیں درندہ بنانے کا
ہمارا فیصلہ درست ثابت ہوا ہے بس وہ ایک
آخری لڑکی باقی رہ گئی ہے جس کو تم نے کسی بھی
حالت میں یہاں لانا ہے مگر ہم نے اپنا پورا عمل
خرج کر دیا ہے مگر پھر بھی وہ لڑکی ہمارے علم میں
نہیں آ رہی ہے مگر اس کے کچھ دوستوں کے
چہرے میں عمل میں آئے ہیں۔ تمہیں اس
دوستوں کے پاس جانا ہے اس کا خون پینا ہے وہ
لڑکی خود بخود تمہارے سامنے آئے گی۔ اس نے
لڑکی سمیت ایک تصویر دی جس میں تین لڑکیاں
تھیں۔

مگر سردار میں اگر ان تینوں لڑکیوں کا خون
لی بھی لوں تو مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ وہ چھوٹی لڑکی
کون ہے۔ اس پر وہ بھیانک شکل والا آدمی
بولا۔ جس نے سرخ خون کی طرح لال کوٹ پہنا
ہوا تھا جس کی آنکھیں بھی مکمل سرخ تھیں تو حید کی
اس بات پر وہ تیزی سے تو حید کے سامنے مڑا
اور اس کے چہرے کے قریب ہو کر بولا۔ اس

کے چہرے اور ہونٹوں پر برسر اندھیروں کی
توحید اس کی پہچان یہ ہے کہ اس کے ہاتھ
کی کلائی پر ہم درندہ کا نشان یعنی چمکا ڈر بنا ہوا
ہوگا۔ تم نے اسے فوراً اٹھا کر یہاں لانا ہوگا تب
ہمارا مقصد پورا ہوگا اس لڑکی کو میں درندہ بناؤں گا
اور اس کے ساتھ شادی کر کے پورے شہر سے پر
ہر چیز پر میری ہی حکومت ہوگی میں اس کی مدد
سے دھیرے دھیرے درندوں کی فوج بنا دوں گا
اور پھر ہر طرف ظاہر کی حکومت ہوگی ہا ہا۔ ہا ہا
اس نے ایک بلند آواز میں قبضہ لگا کر ہنسنا شروع
کر دیا۔

آؤ آؤ نازش کی بچی آج پھر سے لیٹ آئی
ہو سکول میں کل بھی سکول میں نہیں آئی تھی تم یہ
اقرا بھی جو اپنے دانت چباتے ہوئے نازش کو
دیکھ کر کیسے جا رہی تھی۔

انیلا بولی۔ اقرار یا کیوں بھینس کے آگے
بین بجا رہی ہو۔

نازش نے کمری پر بیٹھے ہوئے کہا۔ کیوں تم
دونوں کو آخر پرالہم کیا ہے میرے لیٹ آنے پر یا
سکول سے چھٹی رہ۔

ہاں ہمیں کیوں پرالہم ہوگی اگر تم ہماری
بیٹ فریڈ نہ ہوتی تو ہم تمہیں گھاس بھی دینا
گو اور نہ کرتے اقرار نے مسکراتے ہوئے انیلا کے
کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ اس پر نازش
نے عاصم کو خاموش دیکھ کر کہا۔

بھئی ذرا ہمیں بھی تو بتائیں کہ آج ہماری
شہزادی عاصم کیوں اتنی خاموش ہے۔

اقرار بولی۔ ہاں تمہیں تو لوگوں کو مسج کرنے
کے لیے علاوہ کچھ سوچنا بھی نہیں ہے شہر میں آج

کل ہو کیا رہا ہے۔ تمہیں ذرا بھی خبر نہیں ہے ہر
رات کو ایک نوجوان لڑکی غائب ہو جاتی ہے ہر
طرف مایوسی ہے جب رات ہوتی ہے تو سب کو
ایک انجانا سا خوف لگا رہتا ہے کہ آج پھر سے
کس گھر سے لڑکی غائب ہوگی۔

اقرا کی بات پر نازش بول پڑی۔ کیوں پتہ
نہیں چلتا اب دیکھو ناں رات کو بھی ایک لڑکی
غائب ہو گئی ہے کچھ پتہ نہیں ہے یہ خونی کھیل
کون کھیل رہا ہے۔

عاصم جو ابھی تک خاموش تھی بولی۔ شہر
میں چاروں طرف ماتم ہو رہا ہے دوستو مجھے بھی
ہرات کو ایک ڈر لگا رہتا ہے کہ ابھی کوئی آئے گا
اور مجھے اٹھا کر لے جائے گا اور ہر رات میری
کلائی میں بہت درد ہوتا ہے پتہ نہیں کیوں مگر
میری کلائی پر یہ قدرتی نشان ایسا محسوس ہوتا ہے
جیسے اس کے اندر کوئی موذی جانور گھسا ہوا ہے
جو مجھے ڈس رہا ہے جیسے کوئی اندر رینگ رہا ہے۔

انیلا بولی۔ عاصم یہ نشان مجھے بالکل بھی
اچھا نہیں لگتا ہے تم کسی ڈاکٹر کے پاس جا کر بتاتی
کیوں نہیں ہو۔

عاصم نے اپنی کلائی پر کالے رنگ کے
چمکا ڈر کو گور سے دیکھا اور بولی تھی بارمٹایا ہے لیکن
یہ پھر سے ظاہر ہو جاتا ہے اور مجھے ہر روز خواب
میں برسر اندھیروں نظر آتی ہیں جس میں ایک
کشش ہوتی ہے جو مجھے اپنی طرف کھینچتی ہے
مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے آج کل جیسے کوئی مجھے اٹھا
کر لے جائیگا کوئی انجانا چہرہ اس پر تینوں
لڑکیاں اس کے پاس جا کر بیٹھ گئیں۔
اور بولیں۔

نہیں عاصم تمہیں کچھ نہیں ہوگا ہم سب

دوست آپ کے ساتھ ہیں اقرانے عاصمہ کو گلے سے لگا کر کہا اور نازش انیلا نے بھی عاصمہ کو گلے سے لگا کر تسلی دی۔

یہ چاروں دوست بچپن سے ہی ایک ساتھ ہی تھیں ایک ہی سکول میں پڑھ رہی تھیں۔ اور یہ اب بھی دسویں کلاس کی سٹوڈنٹ تھیں اور بچپن سے ان چاروں لڑکیوں کی دوستی کی سب مثالیں دیتے تھے۔ اور یہ چاروں لڑکیاں اپنی مثال آپ تھیں۔ مگر عاصمہ کی خوبصورتی کی کوئی انتہا نہیں ہے وہ حد سے بھی زیادہ خوبصورت تھی اس کے ہاتھ براؤن مولی مولی آنکھیں تھیں اس کی دودھ کی طرح سفید رنگ اور اس کے چہرے کے نقوش ایسے تھے جیسے چاند بھی دیکھ کر شرم کر ڈوب جائے اس کے گلابی پھول کی پتھریوں کی طرح ہونٹ اور وہ اونچے قد کی بالک تھی اس کی باڈی بھی حد سے زیادہ سمارت تھی غرض کہ وہ خوبصورتی کا ایک سراپا تھی جو بھی اسے دیکھتا وہ دیوانہ ہو جاتا اور اس کی ایک ہی خواہش ہوتی کہ عاصمہ کے سپنے دیکھنے کی مگر عاصمہ نے آج تک کسی لڑکے پر توجہ نہیں دی وہ آگے پڑھ کر ڈاکٹر بننا چاہتی تھی اس وجہ سے وہ صرف اپنی پڑھائی پر توجہ دیتی تھی۔

رات کے نو بج رہے تھے چاروں لڑکیاں بازار گئی تھیں کچھ سامان خریدنے مگر آج اسے بہت دیر ہو گئی تھی اور وہ تیزی سے اپنے اپنے گھروں کو جا رہی تھی ان سب کے گھر شہر سے تھوڑے فاصلے پر تھے اب وہ چاروں لڑکیاں شہر کی حدود سے نکل چکی تھیں۔

عاصمہ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ نازش

نے عاصمہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ اس پر عاصمہ ان سے بولی۔

نہیں نازش تم مت ڈرو ہم سب تمہارے ساتھ ہیں ناں اور دیکھو اب ہم پہنچ چکے ہیں بس تھوڑی دیر کی بات ہے۔

وہ سبھی ویران راستوں پر جا رہی تھیں ہر طرف خاموشی کا راج تھا دور دور تک کوئی بھی کسی ذی روح کا نام و نشان نظر نہیں آ رہا تھا اور یہ سردی نے ان سب کی حالت اور بھی بگاڑ دی تھی سردیوں میں انسان خود بھی تھر تھرا کا ہوتا رہتا ہے اور اوپر سے جب اس پر ڈر بھی سوار ہو اور ایسے حالات میں جب ان سب کو پتہ ہے کہ شہر میں آج کل کیا چل رہا ہے انیلا نے بھی اقرار کیا ہاتھ پکڑتے ہوئے تیز قدم اٹھاتے ہوئے کہا۔

اقرار مجھے بھی ڈر لگ رہا ہے اگر کوئی ہمیں بھی باقی لڑکیوں کی طرح اچانک سے لے گیا تو۔۔۔ وہ یہ باتیں کر رہی تھی کہ اچانک سے وہاں ان کے سامنے ایک بڑا چگا ڈر آ گیا اور بالکل اس کے سامنے راستے پر بیٹھ گیا جیسے ہی اچانک راستے میں دیکھ کر سب کو خوف کے کئی جھٹکے لگے ڈر کی وجہ سے وہ سبھی تھر تھرا کا پ رہی تھی سب کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ کہ آخر یہ اتنا بڑا چگا ڈر کہاں سے آ گیا عاصمہ نے سب کے خوف سے جھپکے ہوئے چہرے دیکھ کر کہا۔

کچھ نہیں تم لوگ ڈرو مت آؤ چلتے ہیں۔ یہ کچھ نہیں کرے گا۔

اس کے ساتھ ہی وہ سبھی آگے بڑھنے لگی جبکہ وہ پراسرار چگا ڈر اسے ابھی بھی خونی نظروں سے دیکھ رہا تھا اچانک تھوڑی دیر جانے کے بعد

عاصمہ کی کلائی میں درد ہونا شروع ہو گیا۔ بالکل اسی چگا ڈر کے نشان پر درد اتنی شدت سے تھا کہ وہ بے اختیار درد سے کراہتے ہوئے زمین پر بیٹھ گئی۔

کیا ہوا عاصمہ پلیز بتاؤ۔ لڑکیاں بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئیں۔ عاصمہ کیا ہوا۔ پلیز بتاؤ جبکہ عاصمہ کی کلائی پر درد کی شدت اتنی تیزی تھی کہ وہ کچھ کہنے کے لائق نہیں تھی تینوں لڑکیاں بھی عاصمہ کو دیکھ کر پریشان ہو گئی اچانک اقرار کی نظر عاصمہ کی کلائی پر چگا ڈر کے نشان پر پڑی جس میں خون اتنی تیزی سے گردش کر رہا تھا جیسے عاصمہ کی چمڑی کے اندر کوئی چیز رینگ رہی ہو اقرار نے نازش اور انیلا سے کہا وہ عاصمہ کی کلائی اقرار نے خوف سے دبی ہوئی آواز میں ہلکاتے ہوئے کہا جسے دیکھ کر انیلا اور نازش کو بھی خوف کے کئی جھٹکے لگے۔ وہ سبھی یہ دیکھ رہی تھی کہ اچانک اقرار کے منہ سے ایک زوردار چیخ بلند ہوئی جو اندھیروں اور خاموشی کو چیرتی ہوئی چلی گئی جب اقرار اور نازش نے اقرار کی طرف دیکھا تو اس کے رونگھنے کھڑے ہو گئے پیچھے سے کالا لمبا کوٹ پہنے ہوئے ایک لڑکے نے اقرار کو اپنے ایک ہاتھ سے دھپے ہوئے رکھا تھا اس کا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا کوٹ پر سے ٹوپی کی وجہ سے اقرار اچھٹے چلاتے ہوئے کہے جا رہی تھی۔

بچاؤ بچاؤ۔ مگر اقرار اور نازش تو خوف کی وجہ سے تھر تھرا کا پ رہی تھیں جیسے کہ ابھی بے ہوش ہو جائیں گی جبکہ عاصمہ کی کلائی کا درد بھی اچانک سے ٹھیک ہو گیا تھا مگر اب بھی اس کی کلائی میں خون کی سانپ کی طرح گردش کرتی ہوئی لکیر دکھائی دے رہی تھی اچانک اس سیاہ کالے کوٹ

والے نے اپنی دونوں دانت باہر نکالے اور اقرار کی گردن میں پوسٹ کرنے ہی والا تھا کہ عاصمہ اس کی طرف تیزی سے بڑھی اور اقرار کا ہاتھ پکڑ کر روتے ہوئے کہنے لگی۔

نہیں پلیز نہیں اسے چھوڑ دو پلیز چھوڑ دو یہ معصوم ہے اس کچھ نہیں کہا پلیز اقرار کو چھوڑ دو جیسے ہی اس لڑکے نے عاصمہ کو دیکھا یکدم سے حیران ہو گیا یہ نہیں اسے کیا ہوا اسے ناچاہتے ہوئے بھی اقرار کو چھوڑ دیا۔ جبکہ اقرار نے اپنی موت کو قریب سے دیکھا ڈر اور خوف کی وجہ سے وہ تو وہی پر بے ہوش ہو گئی تھی۔

اقرار۔ اقرار۔ کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو۔ پلیز اپنی آنکھیں کھولو عاصمہ روتے ہوئے اقرار کو چھوڑ رہی تھی۔ پتہ نہیں اس لڑکے کو کیا ہوا عاصمہ کو یوں رونا اسے برداشت نہیں ہو رہا تھا اور انہوں نے اپنا کوٹ والی ٹوپی نکال دی اور عاصمہ کے قریب ہو کر دھیرے سے بولا۔

کچھ نہیں ہوا ہے یہ صرف بے ہوش ہے ابھی ہوش میں آجائے گی۔ عاصمہ نے جیسے ہی اس کی طرف دیکھا تو اس کے اوسان خطا ہو گئے اس کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا اس کو ایسا لگا جیسے وہ جاگتی آنکھوں سے کوئی سپنا دیکھ رہی ہو وہ اس لڑکے کی آنکھوں میں کھوس گئی وہ وہی آنکھیں تھیں جو وہ خواب میں دیکھتی آرہی تھی کالے ہیز مولی مولی آنکھیں تھیں جس میں بے پناہ کشش تھی وہ مضبوط جسم کا مالک تھا انیس سالہ نوجوان تھا وہ گورا اور سفید رنگ تھا اور چہرے کے عمدہ ترین نقوش تھے وہ کسی بھی لڑکی کا آئینہ بن سکتا تھا بے پناہ خوبصورتی تھی اس لڑکے میں پرستان کا کوئی حسین شہزادہ لگ رہا تھا

وہ وہ لڑکا خود بھی عاصمہ کو دیکھ کر عاصمہ کی خوبصورتی میں کھو گیا تھا جیسے وہ عاصمہ کو برسوں سے جانتا ہو وہ لڑکا پلکیں جھپکائے بغیر ہی عاصمہ کو ہی دیکھ رہا تھا جبکہ نازش اور انیلانے بھی اس لڑکے کو دیکھ کر اس کی جادوگر پرکشش خوبصورتی میں کھوس گئی تھیں وہ لڑکا سیدھا اقرار کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو فوراً اقرار ہوش میں آگئی اور اس لڑکے کو دیکھ کر وہ بھی حیران رہ گئی اس پر عاصمہ نے بڑی مشکل سے اس لڑکے کو کہا۔

کو۔ کو۔ کون ہو تم۔ اور ہمیں کیوں مارنا چاہتے ہو ہم نے کیا کیا ہے اس پر اس لڑکے نے عاصمہ سے صرف اتنا کہا۔

میرا نام تو حید ہے یہ سب میں آپ کو بعد میں بتاؤں گا پہلے یہاں سے چلو یہاں پر خطرہ ہے اٹھو جلدی کرو تو حید کی عجیب میٹھی آواز بھی اس کی آواز میں بھی کشش تھی۔

مگر آپ ہو کون۔ اور ہمیں پہلے مارنا چاہتے تھے اور اب کہہ رہے ہو کہ ہم سب کو خطرہ ہے عاصمہ کی اس بات پر تو حید نے عاصمہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے زبردستی اٹھاتے ہوئے کہا۔

اب اس کا وقت نہیں ہے کہ میں کون ہو تمہاری زندگی کو خطرہ ہے جیسے ہی تو حید نے عاصمہ کا ہاتھ پکڑا عاصمہ کو ایسا لگا جیسے اس کا ہاتھ کسی برف کے زیر اثر آچکا ہو تو حید کا ہاتھ برف سے بھی سرد تھا جیسے اس میں کون ہی نہ ہو خیر عاصمہ نے اس پر توجہ نہیں دی اور تو حید سے کہا۔ اگر مجھے خطرہ ہے تو میری باقی دوست یہ کیا کریں گی۔

تو حید نے کہا۔ میں ان تینوں کو نہیں بچا سکتا

وہ لوگ آتے ہی ہوں گے مجھے صرف تمہیں بچانا ہے اس پر عاصمہ نے توحید سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔

نہیں میں اپنی دوستوں کو موت کے منہ میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی میرے دوستوں کو مارنے سے پہلے ان کو مجھے مارنا ہوگا اگر میری کسی بھی دوست کو کچھ ہو گیا تو بھی اس کے لیے اپنی جان دے دوں گی اس پر تو حید سمجھ گیا کہ اگر عاصمہ کو بچانا ہے تو ان کے باقی سہیلیاں کو بھی بچانا ہوگا کیونکہ وہ جان چکا تھا کہ وہ ان تینوں کو ضرور ماریں گے عاصمہ کو تو وہ کچھ نہیں کہیں گے مگر باقی تین دوستی کو وہ کبھی بھی نہیں چھوڑیں گے کیونکہ عاصمہ طاہر کو زندہ چاہیے تھی اس وجہ سے توحید نے سب سے کہا چلو تم سب،

اقرار نے عاصمہ سے کہا۔ عاصمہ ہمیں فخر ہے تم پر کہ تم میری فریڈ ہو تم ہماری پرداہ مت کرو ہمیں کچھ نہیں ہوگا۔

نہیں اقرار ہم سب ایک ساتھ رہیں گے۔ تو حید بولا۔ یہ ٹھیک کہہ رہی ہے وہ تم تینوں میں سے ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے چلو جلدی چلو یہاں سے نکلتے ہیں تو حید نے اتنا ہی کہا تھا کہ اس کے سامنے وہ آؤں آگئے جس کے ہاتھوں میں نوکلی لکڑیاں تھیں جیسے خنجر وہ دونوں وہی درندے تھے جو طاہر نے بھیجے تھے وہ ہوا کی تیزی سے ساتھ تو حید کے سامنے آگئے اور تو حید سے کہا۔

تو حید تم نے اچھا نہیں کیا ایک لڑکی کے لیے تم نے پتہ ہے کس سے بغاوت کی ہے درندوں کے سردار طاہر سے دشمنی مول لے کر تم نے اپنی موت کو دعوت دی ہے سیدھے سیدھے ان

چاروں لڑکیوں کو میرے حوالے کر دو ورنہ اس کے لیے تمہیں وہ سزا ملے گی جو تم زندگی بھر یاد رکھو گے اس پر تو حید نے ان سے کہا۔

اگر تم دونوں کو اپنی جان چاری ہے تو میرا راستہ چھوڑ دو اور اگر ہمت ہے تو کسی ایک لڑکی کو بھی ہاتھ لگا کر دکھاؤ۔ تو حید کا اتنا کہنا تھا کہ وہ دونوں آدمیوں کے چہرے بدلنے لگے اور اس کے دو دانت باہر کو نکلنے لگے جسے دیکھ کر شدید سردی میں بھی چاروں لڑکیوں کے چہروں پر پسینے آنے لگے ڈر اور خوف سے ان سب کا پر حال تھا سب کو موت اپنی آنکھوں کے سامنے رقص کرتی ہوئی دکھائی دینے لگی اس کے چہرے عجیب سے نوکیلے ہونے لگے اور اس کے ناخن بھی بڑھنے لگے اچانک دونوں ان لڑکیوں پر حملہ کر دیا مگر تو حید ایک درندہ تھا اس لیے وہ پہلے ہی ان دونوں کے حملے کے لیے تیار تھا ایک درندہ عاصمہ کو ہاتھ لگانے والا تھا کہ تو حید نے ہوا کی تیزی سے اس کا ہاتھ جھٹکا جس سے وہ دور چلتا ہوا جاگرا جبکہ دوسرے نے بھی نازش کو پکڑا ہی تھا کہ تو حید نے جب لگا کر فلائنگ کلک سے وہ دوسرے درندے کو ایک لات ماری جو سیدھی اس کے سینے پہ گئی جس وہ بھی دور فلا بازی کھاتے ہوئے جاگرا تو حید نے چاروں لڑکیوں سے کہا۔

ایک ساتھ ہو جاؤ مگر سب پر خوف اور ڈر سوار تھا اور جو لڑکی ان تینوں درندوں کے بیچ ہو رہی تھی وہ سب ہی دیکھ رہی تھیں ان سب نے یہ سب موز بزمیں دیکھا تھا مگر آج وہ سب اپنے آنکھوں میں دیکھ رہی تھیں عاصمہ نے تینوں کو ایک ساتھ کیا اور خود اس کے سامنے کھڑی ہو گئی

وہ دونوں جھٹ سے کھڑے ہو گئے اور دونوں نے اس بار تو حید پر حملہ کر دیا جس سے تو حید زمین پر گر گیا وہ دونوں ان چاروں لڑکیوں کی طرف بڑھنے لگے تو حید سمجھ گیا کہ اب اس کو بھی جانور بننا ہوگا اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے ہاتھ آگے کی طرف کئے جس کے ناخن بڑھنے لگے اور اس نے ایک زوردار چیخ ماری۔

ہا ہ ہ ہ ہ۔ اس کے ساتھ ہی اس کے دو دانت باہر کو آگئے ادھر ایک نے انیلان کو پکڑا اس کے خون پینے ہی والا تھا کہ تو حید نے اس کا ایک ہاتھ پکڑا اور ایک جھٹکے سے جسم سے الگ کر دیا۔

جس سے اس درندے کے منہ سے درد کی وجہ سے ایک زوردار چیخ نکلی وہ دوسرا درندہ تیزی کے ساتھ تو حید کی طرف بڑھا اور تو حید کو مارنے کے لے وہ لکڑی کا نوکیلا خنجر تو حید کے سینے میں پیوست کرنے ہی والا تھا کہ تو حید نے وہ لکڑی پکڑی اور ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے لے لی اور اتنی تیزی کے ساتھ اس درندے کے سینے میں پیوست کر دی جو سیدھی اس درندے کے دل کے آر پار ہو گئی اور وہ تڑپتا ہوا زمین پر گر گیا اور تڑپنے لگا اور تڑپتے تڑپتے موت کے منہ میں چلا گیا اور وہ پہلا والا درندے کی گردن تو حید نے توڑ دی اور اس کا سر اس کے جسم سے الگ کر دیا جس سے اس کا جسم زمین پر گر گیا۔ اور اس کا سر تو حید نے اس کے جسم کے اوپر پھینک دیا اور جب سے ایک لاکڑ نکالا اور دونوں درندوں کو آگ لگا دی جس سے وہ جل کر راکھ ہو گئے جبکہ تینوں لڑکیاں تو حید کے اس روپ اور اس دہشت ناک منظر کو برداشت نہ کر پائیں اور تینوں وہی پر گر کر بے ہوش ہو گئیں جبکہ عاصمہ

نے خود کو سنبھالا ہوا تھا اور اس کے دل میں کئی سوال تھے جو وہ توحید سے پوچھنے والی تھی توحید کے دانت اندر کو چلے گئے اور اب وہ نارمل حالت میں ہو گیا۔ اس نے عاصمہ کے حسین چہرے کو دیکھا اور اس کی آنکھوں میں ناچا جتے ہوئے بھی آنسو آ گئے تھے وہ عاصمہ کے قریب ہو گیا جبکہ عاصمہ اب بھی اس کی آنکھوں کی کشش میں کھولی ہوئی تھی وہ کچھ کہنے والی تھی مگر زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی اس نے بہت کوشش کر کے توحید سے پوچھا۔

تو کون ہے اور میرا ساتھ آخر ایسا کیا رشتہ ہے جو میرے لیے تم نے اپنی جان کو خطرے میں ڈالا ہے۔ اور مجھے یہ حسین اور پرکشش آنکھیں خواب میں بار بار آتی ہیں۔ کیا رشتہ ہے میرا تمہارے ساتھ سوال زیادہ تھے مگر وہ ایک ہی سوال پوچھ نہیں سکی توحید سے توحید نے تھوڑی دیر عاصمہ کے حسین چہرے کو دیکھا اور اس نے کہا میں ایک درندہ ہوں۔ ایک جانور اور جب جب تمہیں میری ضرورت پڑے گی میں تمہارے سامنے ڈھال بن کر کھڑا ہو جاؤں گا میرے ہوتے ہوئے تمہیں ہتھ نہیں ہوگا اس کے ساتھ ہی توحید نے عاصمہ کے چہرے پر ہاتھ پھیرا جس سے وہ جھومتے ہوئے بے ہوش ہو گئی اور توحید نے سب لڑکیوں کو ہوائی تیزی کے ساتھ اس کے گھروں میں پہنچا دیا۔ اور اسی طرح یہ دہشت ناک رات اختتام پزیر ہوئی۔

صبح جب ان سب کی آنکھ کھلی تو سبھی اپنے اپنے گھروں پر موجود تھیں تھوڑی دیر بعد ان سب نے جب اپنے دماغ پر زور دیا تو رات والا سارا

واقعہ ایک فلم کی طرح ان سب کے ذہنوں پر چلنے لگا ان سب کو لگ رہا تھا کہ وہ سب ایک بھیا نیک خواب تھا تھوڑی دیر میں سبھی لڑکیاں سکول میں پہنچ چکی تھیں۔ وہ چاروں سکول کے لان میں بیٹھی ہوئی تھیں تھوڑی دیر خاموشی کے بعد انیلا بولی۔

کیا کوئی مجھے یہ بتا سکتا ہے کہ وہ رات کو وہ سب کیا تھا وہ خواب تھا یا حقیقت تھی انیلا کی اس بات پر نازش ہوئی۔

جو بھی ہو وہ لڑکا غضب کا ہینڈ سم تھا میں تو اس کو پہلی نظر میں دیکھ کر اس کی دیوانی ہو گئی تھی نازش کی اس بات پر افرابولی۔

نازش یار ہم سبھی اتنے سیریس ہیں رات کو ہم موت کے منہ سے بچ گئے تھے اور تمہیں لڑکوں کی پڑی بے لڑکوں کے علاوہ تمہیں کوئی اور سوچتا ہے کیا۔

افرا کی اس بات پر نازش ایسی چپ ہو گئی جیسے اس کے منہ میں لولی پوپ رکھ دی گئی ہو عاصمہ کیوں اتنی گہری سوچ میں ہو افرا نے عاصمہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

افرا یہ نہیں وہ آخر کون تھا۔ کہاں سے آیا تھا اور کہاں چلا گیا ہے کچھ سمجھ نہیں آرہی ہے آخر میں کیوں بچ سے اس کے بارے میں سوچ رہی ہوں افرا تم کو پتہ ہے اس کی پرکشش سحر زدہ آنکھیں میں خواب میں دیکھتی ہوں وہ وہی آنکھیں تھیں ہاں وہ یہی آنکھیں۔ افرا مجھے اس سے ایک بار ملنا ہوگا۔

عاصمہ ہوش میں آؤ وہ کوئی اور مخلوق سے تعلق رکھتا ہے تم نے رات کو اس کے وہ دو لمبے لمبے دانت نہیں دیکھے تھے جو ایک چیخ سے باہر

آگئے تھے اور اس کے وہ بڑے بڑے تیز دھار خنجر کی طرح ناخن بھی نہیں دیکھے تھے افرا نے سہمے ہوئے خوف میں دہی ہوئی آواز میں کہا۔ افرا کی بات پر انیلا بولی۔

یار مجھے تو بہت ڈر لگ رہا ہے کی سرح انہوں نے ایک آدم خور کا سراں کے جسم سے جدا کر دیا وہ جو بھی ہے وہ ہمیں چھوڑے گا نہیں وہ اگر پھر آگیا تو مجھے تو ابھی سے خوف آرہا ہے چلو پولیس کو سب بتاتے ہیں۔۔

انیلا کی بات پر نازش بولی بے وقوف لڑکی پولیس کیا کرے گی وہ الٹا ہم سے سوال پوچھے گی بس دعا کرو کہ وہ دوبارہ ہمارے سامنے نہ آئے۔

سردار اس نے ہمارے دونوں ساتھیوں کو مار کر جلا ڈالا ہے وہ اس لڑکی کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے کسی بھی حد تک جاسکتا ہے اچانک طاہر نے بلند آواز میں کہا۔

توحید دود۔ تم نے اس لڑکی یہاں نہ لا کر اپنی موت کو دعوت دی ہے تم نے ہم سے بغاوت کر کے اچھا نہیں کیا ہے۔ تمہیں ہم وہ سزا دیں گے جس سے تمہاری روح کی بھی سکون نہیں ملے گا اب تم اپنی موت کا تماشا دیکھو گے آصف جاؤ اپنی سب سے طاقتور چیلر کو اس لڑکیوں کے لیے مارنے کو بھیجو ایک لڑکی کو بھی وہ زندہ نہ چھوڑے اور عاصمہ کو پکڑ کر یہاں لے آئے اب میں دیکھوں گا کہ توحید اسے کیسے بچاتا ہے اور ہاں اسے کہہ دو کہ توحید اگر اس کے راستے میں آئے تو اسے بے بس کر کے یہاں ہمارے پاس پیش کرے اسے تو میں وہ سزا دوں گا کہ پھر کوئی میرا بنایا ہوا درندہ میرا گھر سے بغاوت نہ کرے اس پر

وہ کا لے رنگ کا آدمی بولا۔

جی سردار میں بھی بدی چیلر کو ان سب لڑکیوں کا خاتمہ کرنے کے لیے بھیج دیتا ہوں۔

وہ سبھی لڑکیاں ایک ہی محلے میں رہتی تھیں انیلا افرا اور نازش تینوں گزن تھیں وہ ایک ہی گھر میں رہتی تھیں جبکہ عاصمہ اس کی صرف بیسٹ فرینڈ تھیں وہ اس کے دوسرے ساتھ والے گھر میں رہتی تھی آج افرا نازش اور انیلا کے گھر والے کہیں کسی تقریب میں چلے گئے تو وہ تینوں لڑکیاں اور اس کے دوسرے بہن بھائی گھر پر اکیلے رہ گئے تھے اس لیے آج افرا نازش اور انیلا ایک ہی کمرے میں سونے کے لیے چلی گئیں۔ افرا کا چھوٹا بھائی تھا جو اس سے پانچ سال چھوٹا تھا اسے افرا سے کہا۔

میں بھی آج آپ تینوں کے ساتھ سوؤں گا مجھے ڈر لگ رہا ہے اکیلے میں۔

افرا نے اسے کہا۔ ہاں آ جاؤ۔ اس طرح وہ سبھی ایک کمرے میں سو گئے تھے سردیوں کی وجہ سے ہر طرف سناٹا تھا ہر کوئی اپنے نرم نرم بستروں پر بیٹھی نیند سو گیا تھا وہ تینوں بھی تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد دنیا جہاں سے بے خبر سو گئی رات کے بارہ بجے اچانک کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی تو نازش کی آنکھ کھل گئی کمرے میں چاروں طرف کا خاموشی اور اندھیرے کا راج تھا کچھ بھی دیکھائی نہیں دے رہا تھا نازش پھر سے سونے کے لیے لیٹ گئی انہوں نے صرف اپنا وہم سمجھا مگر اس بار وہ بھی وہی مسکرانے کی آوازیں آنے لگیں۔ نازش نے جب وہ آوازیں سنی تو خوف کی وجہ سے ادھر ادھر

دیکھنے لگی مگر کمرے میں اندھیروں کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا نازش نے لائسن جلائی جاہی مگر وہ بھی نہیں جل رہی تھی جبکہ پراسرار مسکرائے کی آوازیں بدستور جاری تھیں نازش کا در کی وجہ سے برا حال ہو گیا تھا اچانک مسکرائے کی آوازیں بند ہونے اچانک مسکرائے کی آوازیں بند ہونے لگیں۔ نازش کا ڈر ختم نہیں ہوا تھا کہ اس بار مسکرائے کی آوازوں کے ساتھ ساتھ نازش کی آوازیں بھی آنے لگیں۔

نازش شش شش۔ نازش شش ہاہاہا۔ میرے پاس آؤ۔

نازش نے جیسے ہی اپنا نام سنا تو اس نے فوراً اقرار اور ایلا کو بھی جگا دیا اور تیزی سے عاصمہ کو بھی فون کر دیا فون کی گھنٹی جیسے ہی بجی عاصمہ سوئی ہوئی نہ تھی انہوں نے جلدی سے فون اٹھایا اور دوسری جانب نازش کی ڈری ہوئی آواز سنائی دی۔ عاصمہ۔ وہ وہ ہمارے گھر میں کوئی ہے کوئی جج۔ چڑ۔ چڑ۔ چڑ۔ چڑ۔

نازش۔ نازش تم لوگوں کو کچھ نہیں ہوگا میں ابھی آتی ہوں ہمت مت ہارنا تمہیں کچھ نہیں ہوگا دوسری طرف آوازیں قہقہوں میں بدلنے لگیں۔ اور کمرے کے اندر طوفانی ہوائیں چلنے لگیں اور کمرے کے اندر ہواؤں سے خوف ہونا شروع ہو گیا سب کا خوف اور ڈر سے برا حال تھا اور بھی چیختی چلانے لگی وہ کبھی دروازے کی طرف بھاگنے لگی اقرانے اپنے چچو نے بھائی کو ہاتھ دیا اور دروازے کی طرف بھاگنے لگی مگر دروازہ کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا سب نے بہت کوشش کی مگر باہر نکل نہیں پائے اور حیرت کی بات تو یہ تھی کہ آوازیں صرف کمرے کے اندر سنائی دے

رہی تھیں باہر ہر طرف سناٹا تھا مگر کمرے کے اندر ایک دہشت ناک ماحول تھا ہر طرف خوف ہی خوف تھا اور بھیا تک چیخوں کا سلسلہ جاری تھا کبھی لڑکیاں زور زور سے چلا رہی تھیں اور اقرار کا بھائی تو اسی وقت بے ہوش ہو گیا تھا۔

اچانک کمرے کے اندر ایک بھیا تک وجود ظاہر ہوا جسے دیکھ کر سب کے ہوش اڑ گئے کبھی لڑکیاں ڈر اور خوف سے تھر تھر کانپنے لگی اس کے سامنے زمین اور آسمان گھومتے ہوئے نظر آنے لگے وہ ایک بھیا تک چڑیل تھی جس کے چہرے کا گوشت جگہ جگہ سے چلا ہوا تھا اس کی انڈے کی طرح سفید آنکھیں تھیں اور اس کے بکھرے بکھرے بال اس کے چہرے پر گر رہے تھے وہ ایک خوفناک چڑیل تھی جس کا چہرہ برداشت سے باہر تھا سب لڑکیوں نے خوف کی وجہ سے اپنے منہ دوسری طرف کر لیے تھے اور سوت سب کی آنکھوں کے سامنے ناچ رہی تھی اچانک سے اس چڑیل نے اقرار کے بھائی پر حملہ کر دیا اور وہ پہلے سے ہی بے ہوش تھا انہوں نے اقرار کے بھائی کو اپنے پیچوں میں دبوچ لیا تھا۔

ہاہاہا۔ کمزور انسان تم سب کیا سمجھتی ہو۔ کوئی معمولی درندہ تم لوگوں کو بچا سکتا ہے نہیں ہاہاہا۔ وہ ہنستے ہوئے کہے جا رہی تھی اب میں دیکھتی ہوں کہ وہ تمہیں کیسے بچاتا ہے۔ اس پر اقرانے روتے ہوئے چڑیل سے کہا۔

پلیز میرے بھائی کو چھوڑ دے پلیز اس پر رحم کر وہ معصوم ہے نادان ہے اگر مارتا ہی ہے تو مجھے مار دو مگر میرے بھائی کو چھوڑ دے۔ وہ روتے ہوئے گر گراتے ہوئے بولی۔

اپنی کزن اور بیٹ فرینڈ کو دیکھ کر نازش

اور ایلا بھی رونے لگی اور چڑیل کے سامنے بھگ مارتی لگی مگر ان ظالم نے کسی کی ایک نہ سنی وہ اقرار کے بھائی کی گردن کی شرک میں دانت پیوست کر رہے ہی والی تھی کہ اچانک کمرے کا دروازہ اچھل کر دور جا گرا اور چڑیل کو کسی نے پیچھے سے اس کے بالوں کو پکڑا جس سے اس کی گرفت چڑیل پر گئی اور اقرار کا بھی اس کی گرفت سے آزاد ہو گیا اچانک سے چڑیل کے بالوں کو کسی نے جھٹکا دیا جس سے وہ اچھلتے ہوئے دور جا گری وہاں پر کوئی اور نہیں بلکہ توحید کھڑا تھا اس نے چڑیل سے یہ کہہ کر جھٹکا دیا کہ بدی چڑیل ابھی نہیں ابھی میں زندہ ہوں۔ توحید کو دیکھ کر سب کی جان میں جان آنی اقرار بھاگ کر توحید کے گھلے سے لگ کر بے اختیار روئے لگی۔

بھائی تم آگئے تم آگئے بھائی توحید نے جب اقرار کی زبان سے بھائی کا لفظ سنا تو اس کے سوتے ہوئے جذبات جاگ گئے۔ اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ کوئی اسے بھائی بھی کہے گا انہوں نے اقرار کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

نہیں بہن تمہیں کچھ نہیں ہوگا جب تک میں زندہ ہوں تمہیں میں کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا اتنے میں اچانک سے وہ چڑیل زمین پر سے اٹھی اور ہوا میں لہراتے ہوئے بلند آواز میں بولی۔

بھائی بہن ہاہاہا۔ ہاہاہا توحید تم بھول رہے کہ تم ایک جانور ہو ایک درندہ ہو جو انسانوں کا خون پیتا ہے تم میں دل نہیں ہے اور تم کب سے انسانوں کے بارے میں سوچنے لگے اور اچھا ہوا کہ تم آگے یہاں پر اب میں دیکھتی ہوں کہ تم خود کو بچاتے ہو یا ان سب دوستوں کو۔ ہاہاہا۔ اس نے بلند آواز میں ہنستے ہوئے کہا اور وہ سیدھا

توحید کے سامنے چلی گئی اور توحید کو یکدم گلے سے پکڑ لیا اس اچانک حملے کے لیے توحید بالکل بھی تیار نہ تھا وہ چڑیل پہلے سے زیادہ غضب ناک ہو گئی تھی اور توحید کو گلے سے اتنی مضبوطی سے پکڑا اور توحید کو دھیرے دھیرے زمین سے اوپر اٹھانے لگی چڑیل کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ توحید اپنی تمام تر کوششوں سے بھی خود کو چڑیل کی گرفت سے آزاد نہ کر سکا چڑیل نے تو اپنے ہاتھ کو ایک جھٹکا دیا جس سے توحید ہوا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا توحید کو دیکھ کر کبھی لڑکیاں اس کی طرف بھاگی مگر توحید ابھی زمین سے اٹھنے ہی والا تھا کہ چڑیل نے توحید کے سینے پر اپنا پاؤں رکھا اور اسے زور دینے لگی اس کے پاؤں کا زور اتنا زیادہ تھا کہ توحید دھیرے دھیرے زمین میں دھنسا چلا گیا اقرار بھاگتے ہوئے توحید کو چڑیل کی گرفت سے آزاد کرانا چاہتی تھی مگر چڑیل نے اقرار کو بھی ایک ہاتھ سے پکڑا اور اوپر کی طرف اٹھانے لگی اقرار کی سانس بند ہونے لگی اقرار کو دیکھ کر ایلا اور نازش بھی اقرار کی طرف دوڑ لگا دی اور نازش نے ایک چھری لی اور چڑیل کی پیٹھ میں گھسادی مگر چڑیل کو کوئی فرق نہیں پڑا نازش چونکہ چڑیل کے پیچھے کھڑی تھی چڑیل نے بغیر مزے اپنا چہرہ صرف نازش کی طرف موڑ دیا باقی جسم اس کا سیدھا تھا مگر سر چڑیل کا دوسری طرف تھا نازش نے چڑیل کے سفید اٹھ سے جیسی آنکھوں کو دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھی اور اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنیوں نے نازش کو بھی پکڑ لیا اور اس کا گلا دبانے لگی بدی چڑیل میں غضب کی طاقت تھی تینوں اس کی گرفت میں بے بس ہو گئی تھیں توحید نے بہت کوشش کی نازش اور اقرار کو

بجای پائے مگر وہ مسلسل جدوجہد کر کے بھی خود کو
خیزانے میں ناکام رہا تھا اور نازش اور اقرار کی
سائیس بند ہونے لگی تھیں اب وہ دونوں کو اپنی
موت یعنی دکھائی دینے لگی اس کی آخری سانس
باقی تھی کہ اچانک وہاں پر عاصم
آگئی۔ اور اقرار نازش کو چڑیل کی گرفت میں
دکھ کر ترپ سی گئی وہ سیدھا چڑیل کے پاس گئی
پہلے جب اس نے چڑیل کے بھیاں کھل گود کچھ
تک کانپ سی گئی مگر اس نے اپنی دوستوں کو
بجانا تھا اس لیے اس نے چڑیل کے سر پر ایک
ایسٹ سے وار کیا جس سے چڑیل اور غصہ میں
آگئی اور عاصم کو ایک ایک لات ماری جو سیدھی
عاصم کے ہاتھ پر لگی اور اس سے خون بہتا ہوا
سیدھا توحید کے منہ میں چلا گیا اور عاصم
لڑکھاتے ہوئے دور جا گری توحید کے منہ پر
خون لگنے کی وجہ سے اس میں غضب کی طاقت
آگئی تھی اور اس کی آنکھیں مکمل کسی سانپ کی
طرن نیلی ہوئی اور اس کے دونوں بیلے دانت باہر
کی طرف نکلنے لگے توحید نے چڑیل کا پاؤں پکڑا
نہیں سے وہ آدھار زمین میں چسب لیا تھا اس نے
چڑیل کے پاؤں کو پکڑا اور غصہ سے دور چینیٹ
دیا۔ اور وہ ہوا کی تیزی کے ساتھ اقرار اور نازش کو
سنبھالنے لگا۔

پاس بجائے مگر اس نے خود کو کنٹرول کیے ہوئے
تھا۔ اس نے عاصم کو اپنی گود میں پکڑا اور کہا
عاصم تمہیں کچھ نہیں ہوگا میں تمہیں کچھ بھی
نہیں ہونے دوں گا۔
عاصم درد سے کراہتے ہوئے بولی۔ اس
کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ توحید بہت درد
ہورہا ہے عاصم کا نرم جسم خون میں لت پت
ہو گیا تھا توحید نے ہوا کی تیزی سے اٹھلا کر دوپٹے
پھاڑا اور عاصم کے بازوؤں پر باندھنے لگا مگر
اس سے پھر بھی خون نہیں رکا اچانک توحید نے
اپنے ہاتھ کو کاٹا جس سے خون بہنے لگا اور اس
خون کو عاصم کے بازوؤں پر لگا دیا جس سے
اچانک عاصم کا زخم سیکند میں ٹھیک ہو گیا جیسے
اب اس کے بازو میں کوئی زخم نہ ہو۔ چڑیل پھر
سے زمین سے اٹھی اور توحید سے کہنے لگی۔

اچھا تو یہ ہے وہ لڑکی جو پراسرار درندہ کی
مذہ بننے والی ہے۔ توحید تم اس کو ہم سے نہیں
بچا سکتے تم ایک خون پینے والے درندہ ہو ایک
جانور ہو توحید کو ویسے بھی غصہ آ گیا تھا عاصم
اور اقرار کے درمیان وہ جولا نہیں تھا جیسے ہی چڑیل
ہوا میں اہراست ہوئے توحید کے نزدیک آئی
توحید نے اس کا وار ایک ہاتھ سے روک لیا
اور اس چڑیل کا ہاتھ تن سے جدا کر دیا پتہ نہیں
اتنی طاقت توحید میں کیسے اور کہاں سے آئی تھی

اچانک توحید نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی اس کے
جسم سے نکال دیا اور اپنے نوکیلے خنجر جیسے ناخن
سے ایک زوردار وار اس کے پیٹ پر کیا جس سے
توحید کا ہاتھ چڑیل کے پیٹ میں چلا گیا اور جب
توحید نے واپس اپنا ہاتھ چڑیل کے جسم سے نکالا
تو اس کے ہاتھ میں اتھریاں اور جسم کے باقی

بہاں میں ٹھیک ہوں تم عاصم کو بچاؤ۔
توحید سیدھا عاصم کی طرف گیا جس کے
بازوؤں سے شدید خون بہہ رہا تھا توحید نے جیسے
ہی خون دیکھا وہ کنٹرول سے باہر ہو گیا کیونکہ وہ
خون پینے کا عادی ہو چکا تھا توحید کا دل چاہ رہا تھا
کہ عاصم کا بہتا ہوا خون وہ پی لے اور اسے اپنی

اعضا اس کے ہاتھ میں تھے جس سے چڑیل کے
منہ سے ایک بھیاں نکلا اور زنگی اور زمین
پر گر کر ترپنے لگی مگر توحید کا غصہ ابھی بھی ٹھنڈا
نہیں ہوا تھا اس نے چڑیل کو بالوں سے پکڑا
اور اس کی گردن پر اپنے دام میں ہاتھ کے ناخنوں
سے ایک زوردار وار کیا جس سے چڑیل کا سر تن
سے جدا ہو گیا اور اس کی سفید اندھے جیسی
آنکھیں توحید کو ہی دیکھتی رہ گئیں۔ پھر توحید نے
اپنی جیب سے لائسنز نکالا اور چڑیل کے جسم اور سر کو
آگ لگا دی جس سے چڑیل جل کر خاک بن گئی
توحید کے اس بدلتے ہوئے روپ کو دیکھ کر سب
ہی حیران ہو گئے اقرار بھاگ کر توحید کے پاس
چلی گئی اور توحید سے بولی۔
بھائی تم ٹھیک تو ہونا۔

ہاں بہن میں ٹھیک ہوں مگر خطرہ ابھی ملا
نہیں ہے بلکہ اور بڑھ گیا ہے یہ بدی چڑیل ظاہر
کے ایک خاص درندہ آصف کی ایک خاص
طاقت تھی اور مجھے نہیں لگتا تھا کہ میں اس
خط ناک چڑیل کو ختم کر پاؤں گا مگر پتہ
نہیں عاصم کے خون میں اس کی کیا بات تھی کہ
نہیں سے میرے بدن میں ایک کسی چیل چلی
اور میں آپ سے باہر ہو گیا اور خود میں بے پناہ
طاقت محسوس کرنے لگا میں نے صرف ظاہر سے
سنا تھا کہ عاصم کے جسم میں جو خون ہے وہ
درندے کو ایک نئی طاقت دے سکتا ہے ایسی
طاقت جسے آج تک کسی نے بھی نہیں سنا ہوگا نہ
دیکھا ہوگا توحید کی باتیں سننے کے بعد عاصم
تیزی سے توحید کے پاس گئی اور اسے زور سے
کہنے لگی۔

تم کون ہو آخر کون ہو تم۔ تم سے میرا آخر کیا

خونی درندہ

خونفاک ڈائجسٹ 19

رشتہ ہے کیوں ہر لمحہ میں تمہارے بارے میں
سوچتی ہوں کیوں تمہاری یہ سحر زدہ آنکھیں خواب
میں نظر آتی ہیں کیوں تم میرے دل کی گہرائیوں
میں اترتے چلے جا رہے ہو عاصم نے ایک ہی
سانس میں یہ سب سوال ایک ساتھ کہہ ڈالے۔
اس نے اپنے دل کی بات بھی توحید سے کہہ دی
تھی سب کے سامنے عاصم کا پیار دیکھ کر عاصم
کے دل میں اپنے لیے پیار دیکھ کر توحید کو اتنی خوشی
ہوئی جو میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا مگر پھر
توحید کو خیال آیا کہ وہ ایک درندہ ہے ایک خون
پیتا درندہ ہے ایک جانور ہے اور عاصم ایک
نازک سی بری ٹیسی پھول جیسی لڑکی ہے توحید نے
عاصم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا جس
سے عاصم اس کی سحر زدہ آنکھوں میں کھوسی گئی
اور خود کو کنٹرول کر کے بولی۔

مت دیکھو توحید مجھے اس طرح پلیز مت
دیکھو تم مجھے پاگل کر دو گے پلیز میرے سالوں
سے جواب دو۔

وہ آواز نازش کی تھی۔ جہاں ہاں آپ
کون سے سال آپ کی اس طرح کی حالت میں
ہونی سے ماں بتاؤ جہاں بتاؤ ہم کون ہو ظاہر کون
سے آصف کون ہے۔ اتنے میں اٹھانے بھی
سوال کر دیا۔

ہاں اور یہ سب ہمارے پیچھے کیوں گئے
ہیں ہمیں کیوں مارنا چاہتے ہیں ہم نے کسی کا کیا
بگاڑا ہے یہ سب سوال سننے کے بعد توحید نے
بات جاری کرتے ہوئے کہا۔

میں بھی آپ لوگوں کی طرح ایک نارمل
انسان تھا میری بھی فیملی تھی میرے بھی بہن بھائی
تھے میں اپنی زندگی میں بہت ہی خوش تھا مجھے کسی

چیز کی کوئی ضرورت نہیں تھی ان دنوں میں کالج میں تھا مجھے ایک جنت نامی لڑکی سے پیار ہو گیا وہ جنت کی طرح خوبصورت تھی جنت سے ملنے کے بعد مجھے زندگی بہت ہی پیاری لگنے لگی ہم دونوں کی محبت کالج میں ایک مثال بھی سینڈائیر کے بعد ہماری چھٹیاں ہوئی اور ہم کچھ فریڈز چھٹیاں میں سیر کرنے کا پروگرام بنالیا۔ ہم جس جگہ پر سیر کو گئے تھے وہاں پر ہماری محبت کو کسی کی نظر لگ جی اور کچھ لوگوں نے وہاں پر جنت کے ساتھ بدتمیزی کی تو میں اور میرے کچھ فریڈز نے ان دو لڑکوں کو مارا جس سے وہ کافی زخمی ہو چکے تھے اور اس کے بعد ہم واپس آ گئے اور اس بات کو ایک ماہ گزر گیا تھا کہ میری خوشحال زندگی میں طوفان آ گیا پہلے میرے ابو کی براسر اموت ہوئی پھر اس کے بعد میری پھول جیسی ماں اس کی گردن پر دو نوکیلے دانت پائے گئے تھے اور میرے ابو اور میرے امی کی موت ایک طرح کی ہوئی تھی دونوں کے جسوں سے سارا خون نکال لیا گیا تھا اور اس طرح میری دو بہنیں بھی اس طرح کی موت ہو گئی اس کے بعد میرے ایک بھائی تھا وہ بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا ایک ایک کر کے میرے سبھی گھر والے مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے میں اکیلا ہو گیا تھا مجھے اپنی زندگی سے نفرت ہونے لگی تھی میری آنکھوں کے سامنے میرے سب گھر والے موت کے منہ میں چلے گئے اور میں کچھ بھی نہیں کر پایا یہاں تک کہ میرے وہ دو فریڈز بھی اب میرا اس دنیا میں جنت کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا۔ میں ہر وقت اکیلا رہنے لگا اور میرے گھر والوں کے قاتلوں کی تلاش جاری رکھی کالج چھوڑ دیا اور جنت ہر

میں زندہ دفن کرنے کے بعد چلے گئے تو ہم نے تمہیں قبر سے نکالا اور جب ہمیں پتہ چلا کہ تمہاری سانسیں چل رہی ہیں تو ہم نے تمہیں یہاں لا کر ایک درندے کا خون دیا کیونکہ تمہارے جسم کو خون کی سخت ضرورت تھی اس وجہ سے ہم نے تمہیں ایک درندے کا خون دے کر زندہ کیا تاکہ پہلے تم اپنے خاندان کے اور اپنی جنت کی موت کا بدلہ لے سکو۔ اور پھر تمہیں ہمارے لیے کام کرنا ہوگا ہم چاہتے ہیں کہ ہر جگہ پر ہماری حکومت قائم ہو کوئی تمہیں پتہ چلا ہوگا کہ تمہارے خاندان کی کسی طرح موت ہوئی ہے اور کسی نے بھی تمہاری مدد نہیں کی ہے یہاں پر کوئی مطلب کا ہے اس لیے اب تمہیں انسانوں سے نفرت کرنی ہوگی اور انسانوں کا خون ہی کر کے تمہاری پیاس بجھنے چاہیے۔

اور پھر میں نے طاہری بات پر عمل کیا اور سب سے پہلے اپنے خاندان والوں کا بدلہ لیا اور پھر اپنی جنت کا اور ان سب کو دہشت ناک موت مار دیا میرے سبھی دشمن درندے تھے جو بہت زیادہ طاقت تھے مگر مجھ پر انتقام کی آگ سوار تھی وہ سبھی درندے طاہر کے دشمن میں سے تھے میں نے ایک ایک کر کے سب کو اذیت ناک اور دہشت ناک موت سے دو چار کیا اور اسی طرح میں طاہر کا غلام بن گیا۔ اور خود بھی مجھے لوگوں سے نفرت ہونے لگی جو طاہر کہتا تھا وہی کرتا تھا اور پھر طاہر کو اپنے علم سے عاصمہ کا پتہ چلا کہ دنیا میں ایک ایسی لڑکی ہے جس کے خون سے درندے کو ایسی طاقتیں مل سکتی ہیں جس کا آج تک کسی نے سوچا بھی نہیں ہوگا مگر وہ ہر درندہ کو نہیں مل سکتی جس کے خون میں انسانوں کا

میٹھا خون ہو وہ درندہ جو کسی زندہ انسان سے بنایا گیا ہو جو کہ مردہ انسانوں کو کہتے ہیں اور اس لیے طاہر کا خون میٹھا تھا اور طاہر بھی زندہ انسان سے درندہ بنا ہے۔ اور شاید میرے جسم میں بھی طاہر کا خون ہو اس لیے تو عاصمہ کے خون سے مجھے اتنی طاقت مل گئی تھی جبکہ صرف اس کے خون کا ایک قطرہ میرے اندر چلا گیا تھا۔

آپ لوگ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ مجھے آپ لوگوں پر رحم کیوں آیا ہے وہ اس لیے جب میں نے عاصمہ کو پہلی مرتبہ دیکھا تو مجھے لگا کہ وہ میری جنت ہے کیونکہ جنت کا چہرہ اور عاصمہ کا چہرہ ایک ہی ہے بالکل اسی طرح جس طرح میری جنت تھی عاصمہ کو زندہ دیکھ کر مجھے ایسا لگا جیسے میری جنت واپسی آ گئی ہو۔ اور اقرار کی پوری فیکٹی واپسی آ گئی ہو میرے سوتے ہوئے جذبات میرا سوا ہوا پیار پھر سے جاگ گیا تو حید نے جب بتا قسم کی تو اس کی آنکھوں میں بے پناہ آنسو تھے اور تو حید کی داستان سن کر سب کے چہرے آنسوؤں سے تر ہو گئے تھے نازش نے روتے ہوئے کہا۔

بھائی آج سے آپ کی ایک بہن نہیں بلکہ میں اور انیلا بھی ہیں آج سے آپ کی تین بہنیں ہیں ہاں بھائی آپ خود کو آج کے بعد بھی بھی اکیلا مت سمجھنا ہم سب آپ کے ساتھی ہیں اقرار کی اس بات پر عاصمہ نے بھی کہا۔

ہاں تو حید اور میں جنت جیسی نہیں بلکہ آپ ہو سمجھو کے میں ہی تمہاری جنت ہوں اس پر تو حید نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

تمہیں عاصمہ نہیں تم مجھ سے پیار نہیں کر سکتی

میں اب انسان نہیں ہوں ایک خون پینے والا
درندہ ہوں ایک جانور ہوں میں صرف مہمیں
ظاہر سے بچاؤں گا اور پھر تم سب کی زندگی سے
دور چلا جاؤں گا۔

نہیں توحید نہیں تم جو بھی ہو میں تم سے پیار
کرتی ہوں اور مرتے دم تک کروں گی میں تم
سے کئی نفرت نہیں کر سکتی ہوں کبھی تم سے دور نہیں
رہ سکتی۔

ہاں بھائی پلیز ایسا مت سوچنے آپ ٹھیک
ہو جاؤ گے اقرا کی بات پر توحید نے کہا چلو تم
سب یہاں سے یہاں بہت خطرہ ہے میری
زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے میری زندگی کا ایک
ہی مقصد ہے تم سب کی جان بچاؤ وہ لوگ یہاں
آتے ہی ہوں گے میں تم سب کو کسی محفوظ جگہ پر
لے جانا چاہتا ہوں اور پھر میں ظاہر کو ہار دوں گا
اگر وہ زندہ رہا تو ساری انسانیت کو خطرہ ہے وہ
بے ناہ لوگوں کا قاتل ہے اور اسی طرح وہ سبھی
وہاں سے نکل گئے اقرا نے باقی کزن وغیرہ کو
سمجھا دیا کہ انی ابو سے یہ سب کہہ دینا۔

باہر جا کر توحید نے پہلے سے ہی کار کا
بندوبست کیا تھا جس میں بیٹھ کر وہ شہر کی حدود
سے نکلے ہوئے دور در دور چلے گئے سینکڑوں میلوں
کے سفر کرنے کے بعد وہ سبھی ایک پہاڑ تک پہنچ
گئے جو سرسبز پہاڑ تھا جس میں سب کچھ موجود
تھا۔

توحید یہ کون سی جگہ ہے عاصمہ نے پہاڑ پر
نظر جماتے ہوئے کہا۔

یہ پہاڑ شاہکار ہے یہ پہاڑ ان درندوں کی
نظروں سے اوچھل ہے اس میں میں اکثر آیا کرتا

ہوں اور اپنے پرانے وقت اچھے ماضی کی یادیں
تازہ کرتا ہوں توحید کی بات پر انیلا بولی۔

مگر بھائی جان اتنی دور کو آپ کیسے آجاتے
ہیں انیلا کی بات پر توحید نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔ انیلا بہن درندوں میں ایک خاص
طاقت ہوتی ہے ہوا کی تیزی والی میں یہاں پر
میں منت میں ہی پہنچ جاتا ہوں بھائی جان یہ تو
واقعی میں اتنی خوبصورت جگہ ہے کہ میں نے
خواب میں بھی اس قسم کی خوبصورتی نہیں دیکھی
اتنا سرسبز پہاڑ اتنا چھین سکون میں زندگی میں
پہلی بار محسوس کرتی ہوں اقرا کی اس بات پر
عاصمہ بولی

ہاں اقرا دل چاہتا ہے کہ ساری زندگی ہی
یہی پرگزار لوں۔ اب چلو چلتے ہیں اوپر کی طرف
توحید نے آگے جا کر کہا۔ جب وہ اوپر کی طرف
چڑھ گئے تو سب کو اپنی اپنی آنکھوں پر یقین نہیں
آ رہا تھا ہر طرف سرسبز جڑ پودے پرندے اور ہر
طرف ایک حیران کن خوشبو تھی دور دور تک کا
نظارہ بہت پیارا تھا ہر طرف پرندوں کی مترنم
آوازیں سنائی دے رہی تھیں غار کے اندر جانے
کے بعد سب کو حیرت کے کئی جھٹکے لگے کیونکہ
وہاں پر ایک سرنگ تھی جب اس کے اندر گئے
سب وہاں پر انسانوں کا مکمل ساز و سامان تھا وہ
غار ایک کمرہ کی طرح سجایا گیا تھا۔

توحید یہ تم نے سجایا ہے عاصمہ نے چاروں
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں عاصمہ یہ میں نے خود سجایا ہے یہ کمرہ
غار کے اندر ہے یہاں پر بیٹھ کر میں اپنی یادیں
تازہ کرتا ہوں۔ تم سب یہاں پر بیٹھو میں تم سب
کے لیے کھانے کا بندوبست کرتا ہوں اس کے

ساتھ توحید چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد کڑیاں وغیرہ
بھی اپنے ساتھ لے آیا اور کچھ خرگوش وغیرہ بھی
اپنے ساتھ لے آیا اس پر اقرا نے کہا۔
میں سب کے لیے کھانا بناؤں گی۔

اچھا اچھا بنا لو نازش نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

اد کے تم بھی آؤ اکھٹا بناتے ہیں ایک ساتھ
نازش اور اقرا کھانا بنانے میں مصروف ہو گئی جبکہ
توحید نے عاصمہ سے کہا۔

تم کبھی یہاں پر رہو میں نے سب
بندوبست کر لیا ہے بس کچھ دنوں میں ظاہر کا کام
تمام کرنے کے بعد آ جاؤں گا اور اگر میں پانچ
دنوں میں نہیں آیا تو تم سب گاڑی میں بیٹھ کر چلی
جانا۔

نہیں توحید تم کہیں نہیں جاؤ گے یہاں پر
رہو گے ہمارے ساتھ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میرا
کیا ہوگا میں تمہارے بغیر جی نہیں سکتی۔

نہیں عاصمہ پلیز سمجھنے کی کوشش کرو میرا
وہاں جانا ضروری ہے جب تک ظاہر کو ختم نہیں
کر لیتا مجھے کچھ نہیں ہوگا پلیز اپنے دوستوں کے
لیے مجھے جانے دو میں نہیں چاہتا کہ تمہاری فریڈ
کو کوئی بھی نقصان ہو عاصمہ میں جا رہا ہوں میری
بات یاد رکھنا اگر میں پانچ دنوں میں واپس نہیں
آیا تو تم سب واپس چلی جانا۔

توحید نے عاصمہ کا ہاتھ پکڑا عاصمہ پلیز رو
مت جب تک میں زندہ ہوں تم سب کو کچھ نہیں
ہوگا میں ایک بار اپنے خاندان کو کھو چکا ہوں
دوبارہ کھونا نہیں چاہتا ہوں اس کے ساتھ ہی
توحید نے اپنا سامان اٹھایا اور تیزی سے وہاں
سے نکل گیا جب اقرا نے کھانا تیار کر لیا تو عاصمہ

سے بولی۔

توحید کہاں ہے۔

عاصمہ نے روتے ہوئے کہا اقرا وہ چلا گیا
ہے ان درندوں کو مارنے ہماری خاطر تاکہ ہمیں
کچھ نہ ہو جائے اقرا وہ کہتا ہے کہ وہ ایک جانور
سے میں اس سے پیار نہ کروں اقرا توحید جانور
سے مگر اس سے میں پیار کرتی ہوں میں اس کے
بغیر جی نہیں سکتی اس پر نازش نے عاصمہ کے آنسو
صاف کرتے ہوئے کہا۔

عاصمہ تم رومت ہم سب تمہارے ساتھ
ہیں تم اکیلے نہیں ہو اور جہاں تک توحید کا سوال
ہے اسے کچھ نہیں ہوگا ہمارا بھائی شیر ہے اسے کچھ
نہیں ہوگا ہاں عاصمہ بھائی جان کو کچھ نہیں ہوگا
انیلا نے بھی عاصمہ کو گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔

آج چھوٹا دن تھا مگر توحید کا کچھ پتہ نہیں
چل رہا تھا کہ وہ کہاں گیا ہے سب کا توحید کے
پیچھے برا حال ہو گیا تھا عاصمہ توحید کے پیچھے پاگل
ہو رہی تھی جبکہ دوسری طرف توحید کچھ درندوں
کے پاس گیا تھا جو اس کے دوستوں میں تھے ان
میں سے ایک نے کہا۔

توحید تم جلدی سے پہاڑ شاہکار پر پہنچو مجھے
پتہ چلا ہے ظاہر کو پتہ چل چکا ہے کہ وہ سبھی
لڑکیاں پہاڑ شاہکار پر ہیں انہوں نے آصف
سمیت اپنی تمام طاقت و درندوں کو وہاں پر بھیج
دیا ہے تم جلدی وہاں پر پہنچو اس سے پہلے کہ دیر
ہو جائے اور اگر عاصمہ ظاہر کے ہاتھوں لگ گئی تو
ظاہر کو کوئی بھی ہراس نہیں پائیگا تم جلدی جاؤ میں
اپنے باقی دوستوں کو لے کر پہنچتا ہوں۔

توحید نے جب یہ سنا تو ہوا کی تیزی کے

ہم نے نہیں سمجھا یا تھا کہ ظاہر سے بغاوت
تمہیں بہت مہنگی پڑے گی آج دیکھ لو خود کو تم بے
بس لاچار ہمارے سامنے ہو گئے ہو تم کیا سمجھتے ہو
کہ تم ہم سے جیت پاؤ گے نہیں بالکل ہمیں ہم نے

خوفناک ڈائجسٹ 25

ہاں تو حید ایک بات اور تمہارے خاندان کے سبھی افراد اور تمہارے جنت کو طاہر نے ہی مارا تھا مرنے سے پہلے یہ سچائی جان لو طاہر نے ہی وہ سب پلان بنایا تھا اور اس میں ہم سب بھی اس کے ساتھ شامل تھے طاہر نے اپنے دشمن و رندوں سے بدلا لیا تھا۔ اس لیے انہوں نے تمہارا استعمال کیا تو حید کا یہ سننا تھا کہ اسے زمین آسمان گھومتے ہوئے نظر آنے لگے۔ اس کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے جبکہ اس کا آدھا جسم جل چکا تھا آج اسے اپنے اصلی دشمن مل گئے تھے مگر وہ اتنا بے بس تھا کہ ہاتھ بھی ہلانے نہیں

پارہا تھا آصف نے عاصمہ کو لے جاتے ہوئے
باقی درندوں سے کہا۔

ان سب کو دہشت ناک موت مار دو میں
اس لڑکی کو طاہر کے پاس لے جا رہا ہوں
اور توحید کو تب تک نہ چھوڑتا جب تک اس کا پورا
جسم چاندی کی زنجیروں میں جمل کر رکھ نہ
ہو جائے آصف کا اتنا ہی کہنا تھا وہ ہوا کے تیزی
سے عاصمہ کو لے کر غار کے باہر نکل گیا اور باقی
درندے نازش اور انیلا کا خون پینے کے لیے اس
کی طرف بڑھنے لگے انیلا اور نازش چیخنے چلانے
لگیں۔ موت اس کی آنکھوں کے سامنے تھی وہ
درندے ان دونوں کا خون پینے ہی والے تھے کہ
ایک ناک غار کے اندر دوسروں درندوں کا ایک
گروپ داخل ہو گیا اور وہ باقی درندوں پر حملہ
اور ہو گئے غار کے اندر ایک بھیانک جنگ شروع
ہو گئی تھی نازش اور انیلا بھاگ کر توحید کے پاس
چلی گئیں جس کا آدھا جسم چاندی کے زنجیروں
میں جمل چکا تھا انہوں نے فوراً توحید کو چاندی کی
زنجیروں سے آزاد کیا جیسے ہی توحید چاندی کی
زنجیروں سے آزاد ہوا وہ بڑے پتے ہوئے زمین پر گر
گیا اور اس کی زبان سے فوراً اقرا کا نام نکلا
اقرا اقرا میری بہن اقرا وہ زمین پر رینگتا ہوا اقرا
کی طرف جا رہا تھا۔

انیلا اور نازش نے فوراً توحید کو اس کے
بازوؤں سے پکڑا اور اقرا کے پاس لے گئے اقرا
کی آنکھیں مکمل طور پر بند تھیں اس کا جسم خنفا
ہو چکا تھا۔

اقرا۔ اقرا بہن آنکھیں کھولو پلیز آنکھیں
کھولو۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ تم ہمیں اس طرح
چھوڑ کر نہیں جاسکتی ہو تم نے ہم سے وعدہ کیا تھا

کہ تم ہمیشہ ہمارے ساتھ رہو گی اب تم ہمیں
اکیلے چھوڑ کر جا رہی ہو۔

اقرا کے بدن میں چند سانس باقی تھیں
ابھی بھی انہوں نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں
اور پھیل گئی آنکھوں سے بولی۔

تم لوگ کیوں رو رہے ہو مجھے تو خوشی
ہو رہی ہے کہ تم لوگ زندہ ہو میں ہمیشہ تم لوگوں
کے ساتھ رہوں گی تم لوگ ہمیشہ مجھے اپنے پاس
باؤ گے بھائی مجھے خوش ہے کہ آپ کے دشمن آپ
قہر لے چکے ہیں بھائی مجھ سے وعدہ کرو۔ تم اپنے
کسی دشمن کو بھی زندہ نہیں چھوڑو گے اپنی فیملی کا
بدلتے تم ضرور لو گے اور ہماری دوست عاصمہ کو بھی
آزاد کرو گے

ہاں ہاں۔ بہن میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں
کسی بھی نہیں چھوڑوں گا اور آپ سب کی دوست
عاصمہ کو سبھی سلامت چھڑا کر لاؤں گا چاہے اس
کے لیے مجھے اپنی جان بھی کیوں نہ دینی پڑی اقرا
تمہارے اور اپنے خاندان کے ایک ایک زخم کا
بدلہ میں ان سے لوں گا کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔

بھائی میری آخری بھائی میری آخری خوا
ہش کو پورا کرو گے۔

ہاں ہاں بہن جو تم کہو گی میں وہیں کروں گا
بھائی جان آپ وعدہ کرو گے آپ عاصمہ کو
کبھی اکیلا نہیں چھوڑو گے وہ آپ سے بہت پیار
کرتی ہے اور میرے بعد آپ ان سب کے پاس
رہو گے آپ انیلا اور نازش کو بھی میری طرح
بہنوں والا بنی پیار کرو گے میرے بعد میری
دوستوں کا کوئی بھی نہیں ہے اب آپ ہی میرے
دوستوں کے سب کچھ ہو۔

پلیز اقرا بہن ایسا مت کہو آپ کو کچھ نہیں

ہوگا۔ اس نے کہا تو اقرا بولی۔

نہیں بھائی جان میرا آخری وقت آ گیا ہے
میری دوسری خواہش ہے کہ میرا خون ہی لو جس
سے آپ کو طاقت مل جائے گی۔

نہیں نہیں بہن ایسا مت کہو میں آپ کا
خون کبھی نہیں پی سکتا۔

بھائی جان آپ نے کہا تھا کہ آپ میری
آخری خواہش کو ضرور پورا کرو گے تو یہ میری
آخری خواہش ہے میں جاتے جاتے اپنے بھائی
کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی میں جانتی ہوں
کہ آپ کو اس وقت انسانی خون کی بہت
ضرورت ہے بس آخری بات انسان خون پی لو
پھر بھی مت بیٹا۔ آج میرے لیے پلیز بھائی
جان میرے پاس وقت بہت کم ہے میں جاتے
جاتے اپنے بھائی کی گود میں دم توڑنا چاہتی ہوں
میں جانتی ہوں کہ میری آخری سانس اپنے بھائی
کی گود میں نکلے پلیز بھائی جان۔

توحید کی آنکھوں سے ایک آنسوؤں کا
سیلاب روانہ ہو گیا انہوں نے نہ چاہتے ہوئے
بھی اپنی بہن کی آخری خواہش کو پورا کرنا شروع
کر دیا توحید نے ایک دردناک چیخ ماری جس
سے اس کے دونوں کیلے دانت باہر کو نکل آئے اس
نے اقرا کو اپنی گود میں پکڑا اور اپنی آنکھیں بند کی
اور اپنے نوکیلے دانت اقرا کے گردن میں پیوست
کر دیئے اور اقرا کا خون پینے لگا اقرا کے ہونٹوں
پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس کی آنکھیں دھیرے
دھیرے بند ہونے لگی نازش اور انیلا روتے
ہوئے پاگل ہو رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اقرا کی
آخری سانس بھی اس کے جسم سے پرواز کر گئی
اور اس کی آنکھوں کے سامنے موت کی کالی چادر

پھیل گئی اور وہ اس بے وفائے کو چھوڑ کر چلی گئی
توحید کے گود میں اقرا کی آخری سانس نکل گئی اور
اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ توحید کا پیٹ چل چکا تھا کہ
اقرا اب اس دنیا میں نہیں رہی توحید نے اقرا کی
گردن سے اپنے نوکیلے دانت نکالے اور اپنا چہرہ
اوپر کی طرف کر کے ایک بلند آواز میں اقرا کا نام
لیا

اقرا۔ اس کے ہونٹوں سے اپنی بہن
کا کون قطرہ قطرہ کر کے اس کے جسم پر گر رہا تھا
توحید اتنا زور سے رویا کہ پورے غار میں جنگ
کے ماحول کو اس کی آواز چرنی ہوئی چلی گئی توحید
کا جسم دھیرے دھیرے اپنی اصلی حالت میں آ
کیا تھوڑی دیر میں توحید کا جلا ہوا جسم ٹھیک ہو گیا
اقرا نے جاتے جاتے توحید کو بہت بڑی قربانی
دے دی تھی اقرا کا مردہ جسم توحید کی گود میں
جھول رہا تھا جبکہ نازش اور انیلا اقرا کی موت
برداشت نہیں کر پا رہی تھی رو رو کر ان دونوں کا برا
حال ہو گیا تھا۔

توحید کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا وہ ہوا
کی تیزی کے ساتھ اٹھا اور ان درندوں پر نوٹ
بڑا تھوڑی دیر میں وہاں پر جتنے بھی درندے تھے
جھبی ختم ہو گئے تھے توحید نے اپنے درندہ
دوست بارون کا شکر یاد کیا کہا۔

دوست اگر آج تم لوگ یہاں پر نہیں آتے
تو میں اپنی ان دونوں بہنوں کو بھی کھود دیتا۔

نہیں توحید ہم ہمیشہ آپ کے ساتھ تھے
اور آگے بھی آپ کا ساتھ دیں گے اب چلو جلدی
کر و عاصمہ کو چھڑانے جاتے ہیں اگر طاہر نے
چاندی کی چودھویں تک عاصمہ کا خون حاصل کر لیا
تو طاہر کو دینا کی کوئی طاقت بھی درندہ بننے سے

کوئی نہیں روک سکتا۔

اس پر توحید نے کہا نہیں مجھے پہلے اپنی بہن اقرار کی لاش کو صحیح سلامت اس گھر تک پہنچانا ہے اور میری ان دو بہنوں کو بھی۔

نازش بولی نہیں بھائی جان ہم عاصمہ کے پاس جائیں گے چاہے جو بھی ہو جائے مگر ہم پیچھے نہیں نہیں گئے ہم آخری سانس تک اپنی دوست عاصمہ کا ساتھ دیں گے۔

انیلا بھی بولی ہاں بھائی جان ہم اب چاہے جو بھی ہو جائے ہم پیچھے نہیں نہیں گئے ہم نے اقرار کو کھو دیا ہے اب عاصمہ کو نہیں کھونا چاہتے نازش نے اقرار کے مردہ جسم کو گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔

توحید نے نازش اور انیلا کو تسلی دیتے ہوئے کہا یہ بھائی آپ دونوں بہنوں سے وعدہ کرتا ہے کہ جو اقرار کے ساتھ ہوا وہ تم تینوں کے ساتھ نہیں ہوگا میں اپنی جان دے کر بھی تم سب کی حفاظت کروں گا توحید نے اقرار کا مردہ جسم اپنی گود میں اٹھاتے ہوئے کہا۔

اقرار میری بہن آپ کی یہ قربانی ضائع نہیں جائے گی میں آپ کی موت کا ایسا بدلہ لوں گا کہ درندوں کی تاریخ میں کسی نے ایسا بدلہ نہیں لیا ہوگا آپ کے ایک ایک زخم کا حساب دینا ہوگا آصف کو اور طاہر کو توحید نے سب سے کہا۔

ہارون تم نازش اور انیلا کو چاندی کی مالا بھی پہنا دو اور میں اقرار کو اس کے گھر لے جاتا ہوں بھائی جان آپ گھر والوں سے کہنا کہ ہم جلد آئیں گے اقرار کو ہمارے آنے سے پہلے دفنانا نہ جائے ہم آج ہی عاصمہ کو چھڑائیں گے نازش کی بات پر توحید نے کہا۔

ہاں میں کہہ دوں گا۔ ہارون تم سب کو لے کر طاہر کے اڈے پر قریب پہنچو میں وہاں پر آپ سے ملتا ہوں اور میری دونوں بہنوں کا خاص خیال رکھنا اس کے ساتھ ہی توحید اقرار کے مردہ جسم کو جسم کو لے کر وہاں سے نکل گیا جبکہ ہارون نے نازش اور انیلا کے سامنے ایک کال بیگ رکھا اور کہا۔ اس میں چاندی کے مالا ہیں ہم اس مالا کو ہاتھ نہیں لگا سکتے آپ دونوں اسے جلدی سے پہن لو اس کے ساتھ ہی انیلا اور نازش نے بھیگ کھول کر ان سے چپکتے ہوئے چاندی کے مالا نکالیں اور پہن کر وہ سب بھی وہاں سے طاہر کے خونی محل میں روانہ ہو گئے۔

سردار وہ سبھی یہاں پر آرہے ہیں عاصمہ کو چھڑانے آصف کی اس بات پر طاہر نے عاصمہ کو بالوں سے پکڑ کر کہا۔

ہا ہا ہا میں بھی دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے اسے بچا سکتے ہیں۔

عاصمہ نے غصہ سے پھنکارتے ہوئے طاہر سے کہا کہینے ظالم درندے توحید کو کمزور مرمت سمجھو وہ آ رہا ہے تمہارا کام تمام کرنے تمہیں جہنم رسید کرنے نہیں وہ ایسے عبرت ناک موت مارے گا کہ تمہاری روح بھی کانپ اٹھے گی وہ اپنے خاندان کے ایک ایک زخم کا حساب لے گا جس کو تو نے دھوکا سے مارا ہے وہ اپنی بہن اقرار کی موت سے زخمی شیر بن چکا ہے۔

طاہر نے جب یہ سنا تو غصہ سے عاصمہ کے منہ پر ایک پھنڑا مارا جس سے عاصمہ کے منہ سے خون بہنے لگا۔ وہ مجھے مارے گا ہاں وہ مجھے مارے گا میں نے اسے درندہ بنایا ہے اب وہ مجھے

مارے گا وہ کمزور ہے کچھ نہیں کر سکتا دیکھا نہیں اس کی آنکھوں کے سامنے تمہاری دوست کو بے رحمی سے مار گیا ہے اس نے کچھ کیا نہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ یہاں آئے عاصمہ کے منہ سے بہتا ہوا خون دیکھ کر وہاں کے سبھی درندوں کے دانت باہر نکل آئے۔ جیسے وہ ابھی عاصمہ کے سارے جسم کا خون پینے آرہے ہوں اس پر طاہر نے آصف سے کہا۔

آصف اسے کمرے میں بند کرو جب توحید آجائے تو اس کو باہر لے آنا تاکہ اس کے سامنے اس کے عاشق کا کام تمام کر ڈالوں تمہارے عاشق کا آج ایسا انجام ہوگا کہ تم نے سوچا بھی نہیں ہوگا عاصمہ نے بلند آواز میں کہا۔

اے شیطان کی ادا میں بھی دیکھتی ہوں کہ تم توحید کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہو اپنی موت کا انتظار کرو وہ آ رہا ہے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا وہ تم سب کو ایک ایک کر کے موت کے گھاٹ اتار دے گا۔

ادھر وہ سب طاہر کے خونی محل کے قریب تھے تھوڑی دیر میں توحید بھی وہاں پر آ گیا وہ اتنے زیادہ تو نہیں تھے جس آٹھ کے قریب تھے جبکہ طاہر کے پاس بڑے بڑے انسانی خون پینے والے طاقتور درندے تھے ہارون محل کے اندر کچھ بھی ہو سکتا ہے کیا تم اپنے گردپ کے ساتھ حملہ کے لیے تیار ہو۔

ہارون بولا۔ ہاں میرے دوست اگر ہم حملہ نہیں بھی کریں گے تو وہ پھر بھی ہم سب کو نہیں چھوڑے گا اس لیے اچھا تو یہ ہے کہ مار تو وہ دیے بھی نہیں دے گا اور اب اگر مار دے تو تمہارے

ساتھ لڑ کر تو ماریں گے بزدلوں کی موت تو نہیں ٹھیک ہے پھر سب تیار رہو آج ہم سب کے امتحان کا وقت ہے نیکی اور بدی کی اس جنگ میں اگر کسی کو کچھ ہو جائے گا تو وہ خوش نصیب ہوگا اس کے گناہ تو تھوڑے کم ہو جائیں گے۔ چاہے جو بھی ہو طاہر کے درندوں کو حملہ کا زیادہ وقت نہیں دینا چاہیے اور زیادہ تر وار اس کے دل پر کرنا توحید نے ایک بیگ سامنے رکھا نازش اور انیلا سے کہا۔

اس میں چاندی سے بنے ہوئے کپڑے ہیں جلدی سے پہن لو پھر تم دونوں درندوں کے وار سے محفوظ رہو گی انیلا اور نازش نے وہ چاندی کے جیکٹ پہن لیے۔ اور سبھی آگے کی طرف بڑھنے لگے سب درندوں کے ساتھ چاندی کی تلواں بھی تھیں جس سے وہ سب طاہر کے بنائے ہوئے درندوں کا مقابلہ آسانی سے کر سکتے تھے اس کے ساتھ ہی وہ سبھی ایک ساتھ محل کی طرف بڑھنے لگے جیسے ہی طاہر کے درندوں نے اسے محل کی طرف آتا دیکھا تو ہوا کی تیزی کے ساتھ توحید اور باقی درندوں کی طرف بڑھنے لگے اور اس طرح محل کے باہر ایک بھیانک اور دہشت ناک جنگ شروع ہو گئی توحید ایک ہی وار سے اس درندہ کا سر تن سے جدا کر دیا اور اسی طرح ہارون اور اس کے باقی دوست بھی بہادری سے لڑ رہے تھے رات ہو چکی تھی ہر طرف اندھیروں نے کالی چادر بچھا رکھی تھی جیسے جیسے وہ سبھی محل کے قریب بڑھتے جا رہے تھے ویسے ویسے ان درندوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا مگر توحید ایک درندہ کو بھی حملہ کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ اور اسی طرح وہ سبھی محل کے دروازے تک پہنچنے میں

کامیاب ہوتے جا رہے تھے محل کے اندران کے سامنے لوہے کی کپڑے پہنے ہوئے چند طاقت ور درندے آگئے لوہے کے اتنے موٹے تھے کہ ان پر تلوار کا ہر وار بے اثر جا رہا تھا۔

اچانک ان لوہے کے کپڑے پہنے ہوئے دو طاقتور درندوں نے توحید کے گروپ کے دو درندوں کو پکڑا اور بری طرح اس کے جسم چڑچھاڑ ڈالے جسے دیکھ کر توحید نے سب سے کہا۔

چھپے ہوئے توحید اب ہم کیا کریں محل کے اندر کسے جائیں اور ابھی چاند بھی نکل جائے گا اور اگر ایک بار طاہر نے چاند کی روشنی میں عاصمہ کا خون لی لیا تو قیامت آجائے گی کوئی بھی پھر طاہر کو روک نہیں پائے گا نہیں جیسے بھی کر کے اندر جانا ہوگا۔ ہمارے پہلے ہی دوسرا بھی مارے جا چکے ہیں اس پر توحید نے سب سے کہا۔

ہم چھوہ گئے ہیں اب ایسا کرو کہ ہارون تم تینوں آگے سے اس پر وار کرتے رہنا ہم تینوں پیچھے سے اس کا کام تمام کر دیتے ہیں اس نے

ساتھ ہی ہارون اور باقی دو درندوں نے ان پر آپس سے مدد کر دیا جلد توحید اور اس کے دو ساتھی اپنے سے چھٹک لے کر ان سب سے

ہارون پر وار کئے جس سے ان سب ۵۵ پرہام تمام ہو گیا۔ اور ابھی ایک ساتھ محل کے اندر جانے لگے محل کے اندر جیسے ہی توحید کی نظر طاہر پر پڑی تو سب کچھ بھول کر توحید نے طاہر کی طرف دوڑ لگا دی جبکہ عاصمہ بھی طاہر کے پہلوں میں بندھی ہوئی تھی توحید طاہر پر حملہ کرنے ہی والا تھا کہ طاہر نے ہلک جھپٹتے ہی ہی توحید کے وار کو روک لیا اور توحید کی طرف ہاتھ آگے کیا طاہر کا ہاتھ سیدھا توحید کے پیٹ پر لگا جس سے توحید کئی

فٹ دور جا گر جبکہ ہارون نے آصف پر حملہ کر دیا مگر آصف بھی غضب کا طاقتور تھا اس نے ہارون کو کافی زخمی کر دیا۔

نازش اور انیلا سیدھا عاصمہ کی طرف بھاگیں انہوں نے عاصمہ کو رسیوں سے آزاد کر لیا دونوں نے روتے ہوئے عاصمہ کو گلے سے لگالیا۔

ادھر توحید پھر سے زمین پر سے اٹھا اور طاہر پر حملہ کر دیا۔ توحید نے جب لگا کر طاہر پر حملہ کر دیا جس سے طاہر یکنڈ میں ہی دوسری طرف ہو گیا انہوں نے توحید کو پکڑا اور دیوار کے ساتھ دے مارا جس سے وہ کافی زخمی ہو گیا طاہر توحید پر پھر سے حملہ کرنے والا تھا کہ توحید دوسری طرف ہو گیا۔ اور طاہر کو ہاتھ سے پکڑ کر دوسری دیوار کے ساتھ دے مارا جس سے طاہر اچھلتا ہوا

دیوار کے ساتھ جا لگا۔ جس سے طاہر کے بدن پر بھی چوٹ لگ گئی اچانک طاہر کا رنگ بدلنے لگا اس کے دانت باہر کو نکلتے گئے اور اس کے چہرے پر تو کیلے دانے آنے لگے اور اس کا مکمل رنگ کالا پڑ گیا اس نے آنکھیں مہل مہل کر دیکھ کر

توحید جی تو ان رہ گیا یوں نہ طاہر کا یہ روپ وہ آج پہلی بار دیکھ رہا تھا مگر توحید پر خون سوار تھا اس نے اس بات کی پرواہ کئے بغیر طاہر پر پھر سے حملہ کر دیا مگر اس بار طاہر نے توحید کو گلے سے پکڑا اور زمین پر دے مارا جس سے توحید

آدھا زمین کے اندر دو ٹھنس گیا جس سے توحید کے جسم پر بہت چوٹیں لگیں مگر اس نے اپنی چوٹیں کی کوئی پرواہ نہیں کی اس کو صرف طاہر کو مات دینی تھی۔ وہ پھر سے حملہ کے لیے زمین سے اٹھا اور طاہر کو ایک فلائنگ کلک ماری مگر اس کا طاہر پر

کچھ اثر نہیں ہوا اچانک توحید کی نظر نیچے زمین پر پڑے چاندی کی مالا پر پڑی اس نے ہوا کی تیزی سے وہ چاندی کا مالا کو اٹھایا جو نازش نے توحید کی طرف پھینکی تھی توحید نے جھٹ سے وہ مالا اٹھائی اور جھلانگ لگا کر طاہر کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور وہ چاندی کی مالا طاہر کی گردن میں ڈال دی اور مالا کو زور دینے لگا مالا طاہر کے گردن کو جلائے لگی طاہر نے بہت ہاتھ پیر مارے مگر توحید نے اپنی پوری طاقت سے طاہر کو پکڑے ہوا تھا وہ چاندی کا مالا طاہر کے لیے پھانسی کا پھندہ بن چکی تھی توحید کو اب یقین ہو گیا تھا کہ طاہر کا آخری وقت آنے والا ہے اس نے چلاتے ہوئے طاہر سے کہا۔

اب دیکھ اپنی موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے آخر کیا تصور تھا میرے خاندان کا جس کو تم نے اتنی بے رحمی سے مار ڈالا آصف طاہر کو بچانے کے لیے اس کی طرف بڑھا مگر ہارون نے اپنی پوری قوت سے اسے روئے رکھا تھا اتنے میں عاصمہ توحید کے پیچھے کھڑی ہو رہی تھی۔

ابھی نہیں توحید اب تو میں زندہ ہوں اس کے ساتھ ہی پیچھے سے عاصمہ نے توحید کی پیٹھ میں چاندی کا بھڑکونپ دیا چاندی کا بھڑکونپ توحید کی ریزہ کی ہڈی کو چیرتا ہوا اس کے اندر چلا گیا اس کے ساتھ ہی طاہر توحید کے گرفت سے آزاد ہو گیا اور سامنے سے طاہر نے اسے نوکیلے ناخن

توحید کے پیٹ میں گونپ دیئے جس سے توحید نے ایک نظر پیچھے مڑ کر عاصمہ کو دیکھا توحید کے سامنے زمین اور آسمان گھومتے ہوئے نظر آنے لگے اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اس کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ عاصمہ نے

توحید پر حملہ کر دیا مگر کیوں۔

نازش اور انیلا بھی بھاگ کر توحید کے پاس چلی گئیں۔ اور چیختے ہوئے کہتے جا رہی تھی عاصمہ تم نے کیوں توحید کا مارا آخر کیوں توحید توحید نازش اور انیلا روتے ہوئے کہتے جا رہی تھی انہوں نے توحید کو گود میں پکڑا اور کہا۔

توحید یہ کیا ہوا توحید میرے بھائی یہ کیا ہو گیا نازش روتے ہوئے کہتے جا رہی تھی جبکہ توحید کو اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا اتنے میں عاصمہ نے نازش اور انیلا دونوں کو پکڑا اور اوپر اٹھا کر دور پھینک دیا۔ جسے دیکھ کر توحید کے اوسان خطا ہو گئے مگر اب وہ بے بس ہو چکا تھا اچانک طاہر نے ایک قہقہہ مارا۔

ہا ہا ہا۔ محبت پیار عشق سب دکھاؤا ہے فریب ہے دھوکا ہے حقیقت میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے جانتے ہو تو توحید یہ کون ہے یہ تمہارے زندگی پیار جنت ہے جس کو میں نے بھیجا تھا تمہارے پاس نہیں پیارے جال میں چسنا کر لانے کو توحید میں نہیں اپنا مہر دینا چاہتا تھا اس مقصد کے لیے میں نے جنت کو استعمال کیا یہ تمہاری محبت نہیں ہے یہ میری محبت ہے یہ میری رانی ہے جو عاصمہ کی طرح دھمکتی ہے توحید تم ایک بار پھر دھوکہ کھا گئے ہو یہ عاصمہ نہیں جنت ہے عاصمہ تو وہ رہی اس کے ساتھ ہی ایک درندہ عاصمہ کو وہاں پر لے آیا جو توحید کو کچھ کر باگل گھوٹی۔

توحید توحید یہ کیا ہوا تمہیں توحید یہ جنت یہ دھوکہ باز ہے یہ طاہر کی محبوبہ ہے تمہارے ساتھ بہت بڑا کھیل کھیلا گیا ہے توحید تم ہار نہیں سکتے ہو تمہیں اسے ظلم کا بدلہ لینا ہوگا اس پر توحید نے اپنی بھلی آنکھوں سے جنت کو دیکھا اور کہا۔

کیوں کیا میرے ساتھی ایسا کیا قصور تھا میرا
یہی ناں کہ میں نے تم سے سچا پیار کیا تھا اس کے
بدلے میں تم نے میرا سب کچھ چھین لیا جھوٹی
مکار دھوکہ باز میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔

نہیں توحید نے اپنے زخم کی پرواہ کئے بغیر
جنت کی طرف اٹھائی تھا کہ طاہر نے اسے ایک
لات ماری جس سے وہ اچھلتا ہوا دور جا کر
اور طاہر نے آصف نے مل کر ہارون اور اس کے
باقی ساتھیوں کو پکڑ لیا اور اس کو چاندی کی
زنجیروں سے باندھ دیا جس سے ان سب کے
جسم جلنے لگے وہ بھی بے بس ہو چکے تھے طاہر ہوا
کی تیزی سے توحید کے پاس گیا اور اس کے
چہرے پر اپنا حیر رکھ کر عاصمہ کی طرف دیکھتے
ہوئے بولا۔

کسی کے بارے میں کہہ رہی تھی کہ مجھے
موت کے گھاٹ اتارے گا اس کی اس نے اپنے
پاؤں کو زور دے کر کہا جس سے توحید کا آدھا چہرہ
زمین کے اندر دھنس گیا اس نے پھر سے توحید کو
زمین سے اٹھایا اور زور دے کر دور پھینک دیا
جبکہ توحید کی آنکھیں بند ہونے لگی وہ مکمل ساکت
ہو گیا تھا طاہر نے سبھی سے کہا۔

دیکھو اپنے اس بے بس لاچار بھائی کو دیکھو
اپنے ہیرو کو مجھ سے مقابلہ کرنے چلا آیا کمزور
بے بس اب میرے سامنے پڑا ہوا ہے توحید کی
حالت دیکھ کر تینوں لڑکیاں پاگل ہو رہی تھیں
عاصمہ چیخ مارتے ہوئے بولی۔

توحید ایسے ہمیں چھوڑ کر نہیں جاسکتے تم
تمہیں اٹھنا ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو زندہ چھوڑ کر تم
نہیں جاسکتے ہو۔

ادھر ہارون کے باقی سبھی درندے جل

چکے تھے ہارون کا تھوڑا جسم باقی تھا اس نے
عاصمہ سے کہا عاصمہ بھاگو توحید کو اپنا خون پلاؤ
کیونکہ ہارون جان گیا تھا کہ چودھویں کا چاند
نکل چکا ہے اس عاصمہ سب کچھ سمجھ گئی۔ اس نے
اس درندے کا اپنے دانت سے ہاتھ کاٹ کر ان
سے جان چھڑائی اور توحید کی طرف بھاگنے لگی
اس نے زمین پر پڑی چاندی کا بھرجکا لانا تیزی
سے توحید کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے اپنی کلائی
پر زور دار وار کیا جس سے اس کا خون فوارے کی
طرح بہنے لگا۔ طاہر اپنی پوری سپید کے ساتھ
عاصمہ تک پہنچ چکا تھا مگر اس سے پہلے کہ
عاصمہ کو روکتا عاصمہ نے اپنی کلائی توحید کے
برعکس دی جس سے کون فوارے کی طرح توحید
کے جسم میں چلا گیا۔ طاہر نے عاصمہ کو پکڑ
اور دور پھینک دیا اور جنت نے عاصمہ کو بالوں
سے پکڑا اور اسے پھینکارنے لگی جس سے اس
حسین چہرہ لبو لبان ہو گیا عاصمہ کا خون دیکھ
جنت کے دودانت باہر کو آنے لگے اور اس
حسین چہرہ کسی چڑیل کی طرح ہو گیا وہ عام
مارے جارہی تھی جبکہ عاصمہ توحید کا نام لے
چلا رہی تھی۔

توحید توحید اٹھو اٹھو توحید عاصمہ
چہرے اور منہ ناک سے خون بہہ رہا تھا اچھا
طاہر نے عاصمہ کو پکڑا اور اس کی کلائی پر
دانت گاڑ دئے اور عاصمہ کا خون بہنے لگا
جب طاہر کی نظر عاصمہ کی کلائی پر پڑی تو وہ
وہ چمکاؤ کا نشان نہیں تھا مطلب اب بہر
ہو چکی تھی طاہر سمجھ گیا کہ اب عاصمہ کا خا
بے کار ہے طاہر نے غصہ سے عاصمہ کو گ
پکڑا اور اوپر کی طرف اٹھانے لگا جس

عاصمہ کا دم گھٹنے لگا اس کی سانسیں بند ہونے لگیں
نازش اور انیلا بھی عاصمہ کی طرف دوڑنے لگیں
مگر جنت نے ان دونوں کو پکڑا اور دونوں کو زمین
پر دے مارا جس سے انیلا کا ایک ہاتھ ٹوٹ گیا
جنت کا ہاتھ انیلا کے بدن پر چاندی کی جیکٹ
کے ساتھ لگ کر اس ہاتھ جل گیا تھا مگر وہ پھر بھی
ان دونوں کو ماری تھی نازش کے سر سے خون
بہنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی جنت سے انیلا کو پکڑا
اور اس کا خون بہنے لیے تیار ہو گئی۔

ادھر عاصمہ کی ہمت جواب دے چکی تھی
اس کی آخری سانسیں چل رہی تھیں۔ اس نے
بشکل آواز نکالی۔
تو توحید اٹھو۔

وہ آواز سیدھی توحید کے کانوں کے ساتھ
لکرائی اچانک توحید کے زخم خود بخود ٹھیک
ہو گئے اور اس کی ریزہ کی ہڈی بھی خود بخود
جڑنے لگی اچانک توحید نے آنکھیں کھول دیں
اس کی آنکھیں مکمل سبز رنگ کی ہو چکی تھیں جس
سے ہزدھواں نکلنے لگا طاہر کو جو طاقت چاہیے تھی
وہ توحید کے جسم میں آگئی تھی توحید تیزی سے
زمین سے اٹھا اور طاہر کی طرف ہاتھ آگے کی
طرف کیا جس سے طاہر ہوا میں اچھلتا ہوا عاصمہ
کو چھوڑ کر دور جا کر عاصمہ زمین پر گر گئی ہی
والی تھی کہ توحید نے ہوا کی تیزی کے ساتھ اسے
اپنے ہاتھوں میں پکڑا عاصمہ نے جب توحید کو
دیکھا تو بولی۔

توحید تم ٹھیک ہو گئے۔ جبکہ توحید نے
عاصمہ کو کوئی جواب نہیں دیا۔

ادھر جنت نازش کے گردن میں اپنے
دانت پیوست کر چکی تھی جس سے نازش کی گردن

سے خون فوارے کی طرح بہنے لگا توحید تیزی
سے جنت کی طرف مڑا جنت کو پتہ بھی نہیں چلا
اس نے جنت کو بالوں سے پکڑا اور نازش سے
الگ کر کے دو پھینک دیا نازش کی گردن سے
خون تیزی سے بہہ رہا تھا توحید نے نازش کی
گردن پر ہاتھ پھیرا تو اس کا زخم فوراً ٹھیک ہو گیا۔
اور خون ٹھنکا بند ہو گیا۔ اچانک توحید نے ہارون
کو آزاد کیا جس کی آخری سانسیں چل رہی تھیں
اس سے پہلے کہ توحید اسے ٹھیک کراتا اس نے
صرف اتنا کہا۔

دوست مجھے خوشی ہے کہ میں آخری وقت
میں بھی تمہارے کام آ گیا عاصمہ کو بھی اکیلے مت
چھوڑنا وہ تم سے بہت پیار کرتی ہے اس کے
ساتھ ہی ہارون کی آنکھیں بند ہونے لگی اور اس
کی روح بھی اس کے جسم سے پرواز کر گئی۔
اچانک سے وہ چاندی کی زنجیر توحید نے اپنے
ہاتھ میں لی جس کا توحید پر اب کچھ بھی اثر نہیں
ہوا توحید ہوا کی تیزی کے ساتھ جنت کے پاس
گیا اور اس کو چاندی کی زنجیروں سے کھبے کے
ساتھ باندھ دیا جس سے اس کا جسم جلنے لگا اس
نے جنت سے صرف اتنا کہا

جنت ہمیشہ سچائی کی اور نیکی پر چلنے والے
لوگوں کی جیت ہوتی ہے اب تم اپنی موت خود
اپنے آنکھوں سے دیکھو گی۔

نہیں نہیں توحید پلیز مجھے معاف کر دو میں
ہمیشہ تمہاری غلام بن کر رہوں گی پلیز توحید مجھے
اس عذاب سے آزاد کر دو میرا جسم جل رہا ہے مجھے
بہت تکلیف ہو رہی ہے جنت گڑگڑاتے ہوئے
کہے جارہی تھی مگر توحید نے اس پر کوئی توجہ نہیں
دی اور طاہر کی طرف بڑھنے لگا۔

اجانک سے پیچھے سے آصف نے توحید پر حملہ کیا مگر توحید نے مڑ کر اس کا وار روک دیا توحید نے جیسے ہی آصف کو دیکھا اسے اقرا کی موت یاد آئے گی توحید نے اس کو پکڑ کر اپنا ہاتھ سیدھا اس کے پیٹ میں گھونپ دیا جس سے اس کی بھیاںک چیخ پورے محل کو چرتی ہوئی چلی گئی وہ توحید کے سامنے بھیک مانگنے لگا۔

توحید پلینز اپنا ہاتھ میرے جسم سے نکالو مجھے معاف کر دو میں تمہارا غلام ہوں مجھے معاف کر دو توحید اپنے بہن کے قاتل کو کیسے معاف کر سکتا تھا اس کی نظر سامنے بڑے چاندی کے خنجر پر پڑی توحید نے اپنا ہاتھ آگے کیا وہ چاندی کے چھٹی تیز دار خنجر توحید کے ہاتھ میں آگئے توحید نے وہ سبھی خنجروں کو آصف کے اندر پیٹ میں گھونپ دیے۔ اور آصف کے دونوں ہاتھ اس کے جسم سے علیحدہ کر دیے تاکہ آصف وہ خنجر اپنے پیٹ سے نکال نہ سکے۔

آصف کا تمام وجود بھیاںک اور دہشت ناک طریقے سے چلنے لگا اس کے کالے اور بھیاںک چہرے میں بھی آگ لگ گئی اور اس کا سر بھی چلنے لگا وہ جیتنے چلاتے ہوئے محل کے ادھر ادھر بھاگنے لگا وہ درد اور جلن کی وجہ سے پاگل ہوئے لگا ظاہر نے جب آصف اور جنت کی یہ حالت دیکھی تو محل کے باہر بھاگنے لگا اور اپنے باقی ساتھیوں کو توحید پر حملہ کرنے پر اسے آگے بھیج دیا مگر توحید میں اب اتنی طاقت آگئی تھی کہ منٹوں میں ہی اس نے ظاہر کے سبھی درندے کو مار دیا وہ محل کے باہر بھاگنے ہی والا تھا کہ توحید نے ہوا کی تیزی سے اسے پکڑا اور اس کو اس کے ایک پاؤں سے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے محل کے اندر

لے آیا اس کی آنکھوں میں خون اتر ا ہوا تھا اس کو وہ سبھی ظلم ایک ایک کر کے یاد آنے لگے جو ظاہر نے ان پر کئے تھے اور اپنے خاندان کی موت کسی ظلم کی طرح اس کی آنکھوں اور دماغ میں چلنے لگی۔

ادھر عاصم نے چلاتے ہوئے توحید سے کہا توحید اس کینے کو چھوڑنا مت یہ تمہاری فیملی اور میری جان سے پیاری دوست اقرا کی موت کا ذمہ دار ہے عاصم روتے ہوئے کہے جارہی تھی جبکہ دوسری طرف آصف اور جنت کی چیخیں پورے محل کے اندر گونجتی رہی تھیں ظاہر نے بہت کوشش کی کہ وہ توحید کی مضبوط گرفت سے خود کو آزاد کرانے مگر وہ ناکام رہا۔ آخر کار انہوں نے توحید کے پاؤں پکڑے۔

پلینز توحید مجھے چھوڑ دو مجھے معاف کر دو میں تمہارا غلام بن کر رہوں گا مجھے مت مارو۔

توحید نے غصہ سے اس کے چہرے پر گھونسوں اور متقوں کی بارش شروع کر دی جس سے ظاہر کے چہرے کا گوشت اترنے لگا اور اس کی چہرے کی ہڈیاں نظر آنے لگی مگر توحید نے اس کے چہرے کی ہڈیوں کو بھی نہیں بخشا اسے بھی تو زردیا۔ اور پھر اس کا ہاتھ اس کے جسم سے ایک زوردار چنچ کے ساتھ الگ کر دیا اور پھر ظاہر کا دوسرا ہاتھ بھی اس کے جسم سے الگ کر دیا۔ ظاہر کی چیخیں آسمان تک پہنچ رہی تھیں وہ چیختا ہوا ادھر ادھر بھاگتا رہا مگر توحید نے اس پر کوئی رحم نہیں کیا توحید نے اس کی دونوں ٹانگوں کو بھی اس کے جسم سے الگ کر دیا۔

نازش اور انیلا یہ دہشت ناک منظر دیکھ نہیں پائیں ان دونوں نے اپنی آنکھیں دوسری طرف

کر دین توحید نے جب ظاہر کی دونوں ٹانگوں کو اس کے جسم سے علیحدہ کیا پھر توحید نے اپنا ہاتھ اپنے نوکیلے ناخن سیدھا ظاہر کے پیٹ میں گھمائے اور ظاہر کا دل اس کے سینے سے باہر نکال دیا اور اس کے بعد توحید نے ظاہر کے جسم کو آگ لگا دی وہ ترپنے لگا اور ترپتے ترپتے آگ میں جل کر خاک بن گیا۔ توحید نے اپنا بلبلے لیا تھا اب وہاں پر توحید کے علاوہ کوئی بھی درندہ نہیں تھا۔ عاصم بھاگ کر توحید کے گلے سے لگ گئی اور رونے لگی۔

توحید مجھے اقرا کے پاس لے چلو۔ توحید تھوڑی دیر بعد اپنی اصلی حالت میں آگیا مگر اس کے اندر بے پناہ طاقت آگئی تھی نازش اور انیلا نے عاصم کو گلے سے لگا کر رونے لگی اور اس طوط وہ سبھی اس خونی محل سے باہر نکل گئے۔ اجانک راستے میں اسے ایک نورانی چہرے والا بزرگ ملا اور توحید سے بولا۔

توحید جینا تم نے ان سب ظالموں کو مار کر یہ ثابت کر دیا ہے دنیا میں اب بھی نیکی باقی ہے جو برائی کو بھی جیتے نہیں دے گی جینا تمہارا علاج ہو سکتا ہے تم مردہ درندہ نہیں ہو تمہیں بتایا گیا ہے زندہ انسان ہو یعنی عاصم اس کا علاج تمہیں کرنا ہوگا تم اسے یہاں سے دور وادی سے جس کا نام ہے خوبصورت وادی وہ دنیا کے آخری کونے میں ہے تمہیں توحید کو وہاں لے جانا ہوگا اور وہاں پر اس کا علاج ممکن ہے مجھے امید ہے کہ جلد ہی توحید درندہ سے انسان بن جائیگا۔ جتنی جلدی ہو سکے تم سب دوست وہاں پر توحید کے ساتھ چلی جانا میں اب چلتا ہوں اس کے ساتھ ہی وہ نورانی چہرے والا بزرگ تھوڑی دیر دور جانے

خونی درندہ

خونفاک ڈائجسٹ 35

کے بعد ان سب کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور اس طرح اقرا کو سپرد خاک کر دیا گیا اس دن سب کو ایسا لگا جیسے ان سب کی زندگیوں سے کوئی انمول چیز جدا ہو گئی ہو۔ اقرا کو بھی بہت پیار کرتے تھے مگر جو اللہ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور اس طرح وہ چاروں وادی خوشبو میں چلے گئے وہاں پر توحید کا علاج ہونے لگا۔ اب کافی حد تک توحید کا علاج ہو چکا تھا اور وہ اب چاروں وہاں پر بہت خوش ہیں وہ جلدی واپس آئیں گے توحید اور عاصم کی شادی جلد ہی ہو جائے گی۔

اقرا آج بھی ان سب کی یادوں میں زندہ ہے جب بھی اقرا کی یاد آتی ہے ان سب کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ کسی گئی میری کہانی اپنی رائے سے مجھے ضرور نوازے گا۔ مجھے آپ کی رائے کا شدت سے انتظار ہیگا۔ ریاض بھائی آپ کا شکریہ کہ آپ میری قسط وار سٹوری کو شائع کر رہے ہیں لیکن میری کہانی جو میں بہت محنت سے لکھی ہے اس کو جلد کسی شمارے میں جگہ دینا میں آپ کا بہت ہی مشکور ہوں گا۔

ہم سوئے غمو کی چادر اوڑھ کے بہت سے لوگ خوش تھے ہمیں ان دکھوں میں چھوڑ کر

دل کے زخم بھی بھرتے گئے وہ تو خوش تھا ہم سے ناط تو ڈاکر بچھتا رہے ہیں ہم عمر بھر کی ریاست بہت غلطی ہوئی ہم سے پیار کی کشتی میری

عاشق چڑیل

تحریر: کشور کرن۔ پتوکی۔ حصہ اول۔۔۔

آج بھی حسب معمول اپنے کمرے میں لیٹا ہوا تھا نجانے کن کن سوچوں میں گم تھا یا اسے اپنا بچپن یاد آرہا تھا لیکن آج نجانے اسی کو کیوں اپنے گھر سے اپنے کمرے سے ڈر لگنے لگا تھا وہ خود بھی حیران ہو رہا تھا کہ اس کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے وہ کیوں ڈر رہا ہے کیوں اس کی ایسی حالت ہوئی ہے حالانکہ اس سے قبل اس کے ساتھ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ اس کے باوجود اس نے اپنے اوپر چھائے ہوئے خوف کو کم کیا اور بند سے پیر نیچے زمین پر رکھا اور جوتا پہنتے ہی باہر جن کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا اور جب دروازہ کھولا تو باہر جن میں دھند کا راج تھا اس نے ایک نظر آسمان کی طرف ڈالی پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا لیکن اس کا دھیان پھر سے اس طرف چلا گیا جس کو وہ بھولنا چاہتا تھا اس کو ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی اس کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے وہ پریشان ہو رہا تھا کہ خدا خیر کرے اس کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے وہ کیوں ڈر رہا ہے اس نے ادھر ادھر دیکھ کر اپنا وہم سمجھ کر خیال کو دل سے نکال دیا لیکن پھر بھی وہ مطمئن نہ تھا شاید اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہو رہا تھا۔ باہر جن میں لگے درخت سے اس کو سب سے زیادہ خوف آرہا تھا اس درخت کا تناس کو ایک بہت بڑا عفریت دکھائی دے رہا تھا وہ ہمت کر کے واش روم میں گیا وہاں بھی وہ اپنے دل کی کیفیت کے بارے میں سوچتا رہا۔ اور جب وہ وہاں سے نکل کر دوبارہ اپنے کمرے کی طرف جانے لگا تو ایک بار پھر اس نے اپنے لان کی طرف دیکھا اس درخت کی طرف دیکھا جو اس کو وحشت میں ڈوبا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ بمشکل وہ واپس اپنے کمرے کے دروازہ تک آیا اور اپنے بند کی طرف نظر گئی تو اس کی ایک خاموش سی چیخ اس کے غلط گئے اندر ہی دب کر رہ گئی اس کو بند پر ایک دھمکنی بھی ہوئی دکھائی دی جو اس کے ہی لمبل میں پاؤں کر کے گھونکتا اوزہ کر نظر میں جھکائے ہوئے اسی کا دیٹ کر رہی تھی۔ ایک خوفناک سنواری

دسمبر کی سرد ترین رات تھی کہ وہ اچانک اٹھا اور اپنے بند پر بیٹھ گیا اس کو کچھ ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کوئی اس کے آس پاس ہی موجود ہے مگر اس نے ایک وہم سمجھ کر جھٹک دیا۔ کیونکہ وہ بھی ڈرنا نہ تھا اور نہ ہی وہ ایسے وہم و خیال کو بھی ہوا دیتا تھا وہ تو ایک بیک سمارٹ اور ہارٹ قسم کا لڑکا تھا اسکی بہادری کے چرچے پورے گاؤں میں مشہور تھے وہ بہت بہادر تھا۔



ماں اس دنیا کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر جا چکی تھیں وہ ابھی بہت چھوٹا تھا جسے ابھی کسی کے سہارے کی ضرورت تھی کہ چند دن کا بچہ کیا ہوتا ہے اور کیا کر سکتا تھا ابھی تو اس نے اپنی ماں کا چہرہ پہچانا بھی نہ تھا اور نہ ہی اسے یہ پتہ تھا کہ میں کہاں ہوں بس کچھ دنوں بعد ماں سے ٹاٹوٹنے ہی وہ اپنی دادی کی گود میں جا لینا اور اس کی دادی نے ہمیشہ سے اسے لاد پیار سے رکھا تھا کہ کیوں کہ بہت خوبصورت بچہ تھا اور اس کی عادتیں بھی اس کی خوبصورتی کی نشانی تھیں آج تک اس نے محلے میں کوئی ایسا کام نہیں کیا تھا جس سے کسی کو کوئی شکایت ہو۔

بچپن سے دادی کے گود میں کھیلے ہوئے وہ جوانی میں قدم رکھ چکا تھا اور اب وہ اکیلا ہی اپنے کمرے میں اپنے بید کی روتی تھا ایک بہت بڑا گھر اور اس گھر میں ایک بہت بڑا پتیل کا درخت جس پر وہ اکثر چڑھ کر کھیلا تھا اور جس کے ساتھ ایک موٹی مضبوط سی کھجور کا پتہ لگا ہوا تھا اور اسی درخت کی چھاؤں میں وہ کھیلے کھیلے جوان ہوا تھا اور اسے اکثر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ اس کو کوئی جھولے دے رہا ہے اور ان کے جھولے کی دسی خود بخود ہی حرکت کر رہی ہے وہ پریشان ہو جاتا تھا کہ میں نے خود تو جھولا جھلایا نہیں پھر کیسے جھولنے لگ جاتا تھا۔ اسے پتہ ہی نہ چلا کہ تھا کہ وہ کب کا جوان ہو چکا ہے اس کے جذبات مچلتے تھے اور وہ اکثر اپنے کمرے میں رمانٹنگ گانے لگا کر ساتھ ساتھ گایا کرتا تھا۔

آج بھی حسب معمول اپنے کمرے میں لینا ہوا تھا نجانے کن کن سوچوں میں گم تھا یا

اسے اپنا بچپن یاد آ رہا تھا لیکن آج نجانے اس کو کیوں اپنے کمرے سے اپنے کمرے سے ڈر لگنے لگا تھا وہ خود بھی حیران ہو رہا تھا کہ اس کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے وہ کیوں ڈر رہا ہے کیوں اس کی ایسی حالت ہو گئی ہے حالانکہ اس سے قبل اس کے ساتھ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ اس کے باوجود اس نے اپنے اوپر چھائے ہوئے خوف کو کم کیا اور بید سے بید نیچے زمین پر رکھا اور جوتا پہنے ہی باہر صحن کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا اور جب دروازہ کھولا تو باہر صحن میں دھند کا راج تھا اس نے ایک نظر آسمان کی طرف ڈالی پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا لیکن اس کا دھیان پھر سے اس طرف چلا گیا جس کو وہ بھولنا چاہتا تھا اس کو ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی اس کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے وہ پریشان ہو رہا تھا کہ خدا خیر کرے اس کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے وہ کیوں ڈر رہا ہے اس نے ادھر ادھر دیکھ کر اپنا دہم سمجھ کر خیال کو دل سے نکال دیا لیکن پھر بھی وہ مطمئن نہ تھا شاید اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہو رہا تھا۔ باہر صحن میں لگے درخت سے اس کو سب سے زیادہ خوف آرہا تھا اس درخت کا تنہا اس کو ایک بہت بڑا غفریت دکھائی دے رہا تھا وہ ہمت کر کے واش روم میں گیا وہاں بھی وہ اپنے دل کی کیفیت کے بارے میں سوچتا رہا۔ اور جب وہ وہاں سے نکل کر دوبارہ اپنے کمرے کی طرف جانے لگا تو ایک بار پھر اس نے اپنے لان کی طرف دیکھا اس درخت کی طرف دیکھا جو اس کو وحشت میں ڈبا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ بمشکل وہ واپس اپنے کمرے کے دروازہ تک آیا اور اپنے بید کی طرف نظر گئی تو اس کی ایک خاموش سی چیخ اس کے خلق

کے اندر ہی دب کر رہ گئی اس کو بید پر ایک دلہن بیٹھی ہوئی دکھائی دی جو اس کے ہی کبل میں پاؤں کر کے گھونگھٹ اوڑھ کر نظریں جھکائے ہوئے اسی کا دھت کر رہی تھی اس نے اپنے بید پر یہ منظر دیکھا تو وہ اپنی ہی جگہ پر ساکت ہو گیا اتنی سردی ہونے کے باوجود بھی اس کا جسم پسینے میں بھیک سا گیا۔ ڈر اس کی رگوں میں سرعیت کرتا چلا گیا سامنے اس کے بید پر بیٹھی ہوئی دلہن اس کا دہم نہ سمجھتی حقیقت بھی وہ جانتی آنکھوں سے اس کو دیکھ رہا تھا اور اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کرے یہ کون ہے اور کیسے یہاں آن پہنچی گی۔

کک۔۔ کک۔۔ کک۔۔ کک۔۔ کک۔۔ کون ہو تم اور۔۔ اور یہاں کیا کر رہی ہو اس کی زبان بالکل اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی اسے اس کے الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکھر رہے تھے وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ پایا تھا اور اس کے پورے جسم سے پسینہ اُسرے کر رہا تھا جیسے وہ ابھی نہا کر آیا ہو اس کے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں وہ دھیرے دھیرے اپنے قدموں کو پیچھے ہٹانے لگا وہ باہر دوڑنا چاہتا تھا مگر اس لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا وہ جیسے بھی دیے ہی بیٹھی رہی اس کو بہت غصہ آیا اور ڈر کے مارے اس کے جسم پر کچنی طاری تھی جواب نہ پا کر اس کو غصہ آنے لگا پھر اس کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے وہ کہیں سے بھاگ کر آئی ہو اور میرا کمرہ بھلا دیکھ کر اندر چلی آئی ہو۔

اس نے دروازے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس کے ہاتھ کو ایک کرٹ سا لگا اس نے اپنے ہاتھ کو واپس کھینچ لیا اس کو پتہ چل چکا تھا کہ یہ کوئی انسانی دلہن نہیں ہے یہ میرے ساتھ کچھ کرنے والی ہے اس کی کیفیت ایسی تھی کہ اس کا

دل ابھی پھٹ جائے گا اور کے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا اس نے باہر جانے کے لیے قدم واپس موڑے ہی تھے کہ وہ دلہن اس کے سامنے کھڑی ہو گئی اور ایک شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ اس سے۔

کہاں جا رہے ہو۔ اس کی آواز میں ایک دہشت بھی اور اس کی شکل خونفاک چڑیل کی سی ہونے لگی وہ چیخ کر رہ گیا اک یہ اکیلا ہی اس کے مقابلے میں خود کو ہارتا ہوا محسوس کر رہا تھا اچانک اس چڑیل کا ہاتھ سامنے آیا اور اس کے ناخن بڑھنے لگے یہ دیکھ کر تو اس کو اپنی موت قریب آتی ہوئی نظر آنے لگی تھی۔

یہ کیا کر رہی ہیں۔ آپ ہو کون جو میرے ساتھ اس طرح کا سلوک کر رہی ہیں کیا چاہتی ہیں آپ پلیز خدا کے لیے مجھے چھوڑ دیں۔ وہ اس کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑا تھا پھر اس دلہن نے گھونگھٹ ہٹا کر اپنا اصل روپ دکھایا شاید یہ بھی اس کا اصل روپ نہ تھا۔ جیسے دیکھ کر تو وہ ایک دم پیچھے کی طرف بھاگا اور دیوار کے ساتھ جا کر لگا اور نیچے زمین پر بہت بری طرح گرا اور گرتے ہی بے ہوشی چھا گئی کچھ پل کے لیے وہ بے ہوش رہا اور پھر جب ہوش آیا تو وہاں پر کچھ نہ تھا اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اپنا ایک دہم سمجھ کر خود کو ریس کر لیا اور اپنے بید کو اچھی طرح جھاڑ کر کبل لپیٹ کر سو گیا تھا۔

صبح تک اسے وہ واقعہ یاد تھا اور کے ذہن میں وہی دلہن اس کے سامنے بار بار آ رہی تھی مگر وہ خود کو ایک بے بس انسان سمجھ رہا تھا کہ اس نے اس عورت کا گلہ کیوں نہ دیا تھا وہ رات اس کے ہوش حواس پر چھائی رہی تھی اس کے تو دل و

کر رہا ہے جب اٹھے گا تو پوچھوں گا کہ کیا مسئلہ ہے۔۔۔

جب ابو کو واپس جاتے ہوئے محسوس کیا تو منہ سے کھل ہٹا کر دیکھا اور پھر سوچو میں ڈوب گیا حیرت تھی کہ اس نے کبھی اتنا نہ سوچا تھا آج اس کا دماغ پھٹ رہا تھا کہ کیا ہو گیا ہے اسے بھی اپنے ہی پاس اسی کھیل میں وہ ہی عورت محسوس ہوئی تو بھی اپنے آس پاس کمرے میں پر جھانکی محسوس ہو رہی تھی مگر واضح کوئی سامنے نہیں آرہی تھی وہ تھا کہ وہ اسے کبھی کسی کو نے میں متوجہ کر لی تو کبھی کس کو نے میں آج وہ ڈر بھی رہا تھا اور اس نے اس سے بات کرنے کی ٹھان لی تھی۔ اچانک دادی کی آواز نے اس کی سوچوں اور خوف کے پہرے کو توڑا اور کھانے کے لیے بلا یا۔

بیٹا آؤ میرے پاس بیٹھ کر کھانا کھاؤ۔
دادی اماں جسے وہ ہمیشہ بے بے کہتا تھا بے آج بھوک نہیں ہے۔
مگر بے بے کہاں ماننے والی تھی اسے بلا کر اپنے پاس چولنے کی پیش کے قریب بٹھا دیا اور پیار سے پوچھنے لگی۔

بیٹا تم مجھ سے کیوں چھپا رہے ہو کیا بات ہے تم نے کبھی ایسا رویہ نہیں رکھا آج اتنا روکھا روکھا کیوں بول رہے ہو۔ یونس نے ہاتھ آگ کے سگلتے ہوئے کونکوں کے اوپر ہاتھ کر کے تاپتے ہوئے کہا۔

بے بے ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے بس آج سر میں تھوڑا درد تھا تو آرام کرنا چاہتا تھا۔
یہ سن کر بے بے بولی ٹھیک ہے بیٹا تم جاؤ اپنے کمرے میں سردی بہت ہے اور میں ابھی چائے بنا کر دیتی ہوں۔

دماغ اور روح تک کو جھنجھوڑ کر رکھ گئی تھی اس کا بچپن سے لے کر جوانی تک کا ریکارڈ ڈیل بھر میں توڑ کر رکھ دیا تھا وہ پہلے بھی اتنا نہ ڈر تھا کہ جیسے آج اس کے رنگ پتیلی پر رہے تھے۔ یہ حالت دیکھی تو رہ دادی ماں نے اس کی یہ حالت دیکھی تو رہ نہ کی اور بہت پیار سے بولی۔

یونس آج تم ٹھیک تو ہو کیا بات ہے کچھ ہے سہمے ہو کیا ہوا ہے تمہارے ابو نے تو کچھ نہیں کہا۔ بے بے نے ایک ہی سانس میں تین چار سوال کر ڈالے تھے۔

نہیں بے بے مجھے کچھ نہیں ہوا بس ویسے ہی اس نے اپنی دادی کو دو ٹوک الفاظوں میں چپ کر دیا اور خود اپنے کمرے میں جا کر اسی بیڈ پر لیٹ کر سوچنے لگا کہ یہ سب کیا تھا اور وہ کون تھی کیوں آئی میرے سامنے اس کی آواز بھی عورتوں جیسی نہ تھی ایک اس نے میرے کمرے میں آکر میرا رستہ روکا میں اسے چھوڑوں گا نہیں ایک بار وہ میرے سامنے آئے تو میں پوچھوں کے مجھ سے کس جرم کا بدلہ لے رہی ہو اور کیوں میرے ساتھ ایسا کر رہی ہو وہ۔

یونس کے ابو جیسے ہی گھر میں آئے تو بے بے نے انہیں بتا دیا کہ آج یونس کچھ پریشان ہے اور پورا دن چپ چاپ رہا آج کوئی شرارت نہ کی اور نہ ہی باہر گیا آج اس کو کوئی دوست بھی یاد نہیں آیا لگتا ہے اسے کچھ ہوا ہے اسے پوچھو بیٹا ورنہ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔

یونس کے ابو نے اس کے کمرے کا دروازہ ٹوک کیا تو یونس نے آواز سنتے ہی منہ پر کھیل لے لیا اور فوراً لیٹ گیا ابو سمجھے کے بیٹا آرام کر رہا ہے ہو سکتا ہے آج اسکی طبیعت ٹھیک نہ ہو اور وہ آرام

آج رات وہ کافی ڈرا ہوا تھا اسے بالکل بھی نیند نہیں آرہی تھی اور وہ یہی سوچ رہا تھا کہ یہ کون ہے اور میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی اکثر اس نے جنوں اور چڑیلوں کی باتیں سنیں تھیں اور وہ بچپن سے لے کر سنتا آیا تھا۔

اس کا دادا کوئی عام انسان نہ تھے وہ ایک پیر تھے جو وہ ان چیزوں کو قابو کر لیتے تھے مگر جب سے وہ فوت ہوئے تھے تو اس وقت سے لے کر آج تک یونس کو کبھی کسی نے جھولا نہیں جھولا یا تھا اور نہ ہی اسے گھر میں رات کو شور کی آوازیں آئی تھیں ورنہ وہ پوری پوری رات جاگتے ہوئے طرح طرح کی آوازیں سنتا اور سوچتا کہ یہ پوری رات گرمیوں میں ہم لوگ تو باہر تھیں میں سوتے ہیں اور کمرے کے دروازے کا لاک لگاتے ہیں مگر اندر کپڑے کون سلائی کرتا ہے پوری رات شیشین چلنے کی آواز آتی کبھی اندر سے سے ٹھنکرو جھٹکنے کی آوازیں آتی تو کبھی ناچ گانے کی لیکن بچپن سے لے کر اب تک کسی کو واضح نہیں دکھائی نہیں دیتی تھیں۔

آج رات یونس نے بہت کچھ پڑھا اور اپنے اوپر دم کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کہ مجھے اس خوفناک دہکن سے نجات دلا دو مگر اس کی دعا نے قبول ہونے میں دیر نہ کر دی تھی وہ ڈرا ہوا سہما ہوا لیٹا ہوا تھا کہ اچانک کمرے کی لائٹ آف ہو گئی اور اسے اس سردرات کے اندر صرے میں بہت خوف آ رہا تھا اسے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اسے صرف دو آنکھیں ہی کھلی ادھر کبھی ادھر چلتی ہوئی نظر آرہی ہیں مگر وہ ان کی طرف دیکھ دیکھ کر پسینہ سے تر ہوتا گیا اور کانپنے لگا کہ آج یہ مجھے چھوڑے گی نہیں۔ اس کو آج اپنے دل کی دھڑکن صاف

سنائی دے رہی تھی اور اسے اپنا دل مٹھی میں سمٹا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس کو اپنی آنکھوں پر بھر دسہ نہیں ہو رہا تھا وہ اتنی سردرات میں بھی پسینے سے نہ پایا ہوا تھا اسے وہ آنکھیں آہستہ آہستہ اور بھی چمکتی ہوئی محسوس ہوتی وہ سرسراہٹ بھی محسوس کر رہا تھا اور پھر اچانک ایسا ہوا کہ ایک برتن گرا اور اس کا شور اٹا تھا کہ وہ بہت ڈر گیا اور اسے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اس کا دل ابھی پھٹ جائے گا اور وہ زمین بوس ہو جائے گا دل تو سینے میں ہی چٹا جا رہا تھا اور آنکھیں بھی کہ پتھر کی ہو گئی تھیں انہی آنکھوں کو دیکھ دیکھ کر وہ اس کی سرسراہٹ پر جھتی جا رہی تھی اور وہ ایک سائے میں بدلنے لگی پھر اس کے سامنے ایک سایہ تھا جو اس کے بالکل اوپر لہرا رہا تھا۔ یونس کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ ابھی مجھے دیو جگے گا اور کہیں دور لے جا کر چیر پھاڑ کر کھا جائے گا وہ سایہ اس کے اوپر سے ہوتا ہوا دیوار پر چڑنے لگا اور بالکل قدم دیوار کے ساتھ چپکا کر کمرے کے اندر کی دیوار پر چل رہا تھا وہ چاروں دیواروں پر چلتا رہا جیسے میرے سات چکر کاٹ رہا ہو جیسے وہ اسے اپنی جان کی بلی چڑھا دے گا اسکے دل کی دھڑکن کے ساتھ ساتھ جسم کی نبضیں بھی تیز ہونے لگی۔

پھر وہ اچانک اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا اور وہی دہکن کا روپ دھارنے لگا کچھ ہی بل میں وہ دہکن بن کر اس کے سامنے تھی۔ یونس نے دیکھا کہ وہ وہی کل والی دہکن ہے اور اس کے روپ میں اتنا نکھار تھا کہ وہ حیران رہ گیا کہ جس کو دیکھ دیکھ کر میں خوف سے مرنے والا تھا وہ تو ایک دو شیرہ ہے اور بہت ہی پیاری ہے مگر پھر جھٹ سے اس کے دل میں وہ دیوار پر چلنے

والے سائے کا خیال آیا وہ ایک بار پھر اپنی سوچوں میں سکرانے لگا کیا وہ حقیقت میں ایک چیز ہے یا پھر کوئی شیطانی طاقت مجھے اپنے شیعے میں کر رہی ہے اس نے اپنی آنکھیں بھیج دیں اور وہ سب سین اس کے سامنے گھومنے لگا جیسے ہی اس کے سامنے سب کچھ آیا اس کے کبل میں ایک سرسراہٹ ہوئی اس نے ایک بار اپنے کبل کو اٹھا کر دیکھا مگر اس میں کچھ نہیں تھا وہ ایک طرف بیٹھ کر رو رہی تھی اور اس کے آنسو نیچے گرتے ہوئے صاف دیکھائی دے رہے تھے یونس نے اسے روتے ہوئے دیکھا تو اسے لگا کہ اس چیز کی بچی کو سبق مل گیا ہے یہ اب مجھ سے معافی مانگے کی میں اس کے قابو نہیں آیا مگر ایسا کچھ نہیں تھا وہ جیسے ہی اپنے بیڈ سے اٹھ کر کھڑا ہوا تو اس نے سامنے اپنے وجود کو بڑھا کر دیوار بنالی اور بہت ہی سلو آواز میں بولی۔

دیکھو یونس تم سے میرا بہت پرانا رشتہ ہے اور میں نے بیس سال تک تمہارا انتظار کیا ہے کیا اب جب تم جوان ہو گئے ہو تو میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی اب تو میرے دل کی تمنا پوری ہوئی ہے میں تم سے بچپن سے ہی پیار کرتی تھی اور اس لیے بچپن سے تمہارے سامنے نہیں آتی تھی کہ تم بچے ہوؤر جاؤ گے مگر آج تمہیں ایسی حالت میں دیکھ کر مجھے خود پر افسوس ہو رہا ہے کہ میں جس انسان کو پیار کرتی رہی وہ آج میرے ساتھ یہ سلوک بھی کرے گا خیر دیکھو تم میرے ہو اور میرے ہی رہو گے میں تمہیں کبھی کچھ نہیں کہوں گی ہاں ایک وعدہ کرو کہ تم بھی کسی انسانی لڑکی سے شادی نہیں کرو گے۔

یونس جو کہ ایک لڑکی سے بہت پیار کرتا تھا

اور کے رشتے کی بات بھی چل رہی تھی اس کے گھر والے اسے جلد سے جلد شادی کر کے اپنا فرض ادا کرنا چاہتے تھے مگر آج اس چیز نے ایسی بات کہہ دی کہ وہ حیران ہو گیا اور بولا۔

نہیں تمہیں جو کرنا ہے کر لو میں شادی کروں گا اور کروں گا تم چاہو تو میں تمہارے سامنے ہوں ابھی جان لے سکتی ہو مگر میری شادی میں رکاوٹ پیدا کی تو میں اپنی جان دے دوں گا سنا تم نے اب جاؤ اور میرے سامنے بیٹھ آنا یہ کہہ کر یونس لپٹ گیا اس لڑکی کو نہ جانے کیوں اسکی بات ناگوار گزری تھی اس نے یونس کے منہ سے کبل ہٹایا اور پاس بیٹھ کر بولی۔

میں برادر کے رکھ دوں گی اور تمہارے پورے خاندان کو پتہ چل جائے گا کہ میرا انتقام کیا چیز ہے مجھ سے بچنا لینے سے پہلے سوچ لو میں پیار سے کہہ رہی ہوں اور تمہیں کسی کا ہونے سے پہلے ہزار بار سوچنا ہو گا سنا تم نے یونس صاحب۔

اب یونس کو زمین گھومتی ہوئی محسوس ہونے لگی اور وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ ابھی اپنے اصل روپ میں آکر میرا کچھ اپنا دے گی یونس کے دماغ کی رگیں بھٹنے کے بالکل قریب تھیں وہ باہر بھی نہیں جاسکتا تھا اور اندر کمرے میں بھی اس کے مضبوط شیعے میں جکڑا ہوا تھا اسے اپنے ہاتھ پاؤں ایسے لگ رہے تھے جیسے سن سن کے وزنی پتھر کے ہو گئے ہوں اسے اپنا وجود ایک پہاڑ کی مانند لگ رہا تھا پورا کمرے اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اڑ رہا ہو اور وہ ہوا میں جا کر پھٹ جائے گا او ر میرے ذرے ہوا میں بکھر کر جانے کہاں کہاں چلے جائیں گے۔ آج یونس کو ایسی ہی محسوس ہو رہا

تھا کہ کے اوپر بہت بڑا سا پہاڑ کرنے والا ہے یہ کمرے کی دیواریں اسے پہاڑوں کی چھوٹی سے بڑی اور چوڑی نظر آ رہی تھیں۔

یا خدا یا یہ کیا ہو رہا ہے مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں ایک جن ہوں اور وہ مجھے حاصل کرنا چاہتی ہے اور وہ کہہ رہی تھی کہ میرا تم سے بیس سال پرانا رشتہ ہے میں نے تمہاری جوانی کی دعا مانگی تھی پتہ نہیں وہ کچھ کہہ رہی تھی یا جھوٹ یونس یہ بات سوچ کر اللہ کا نام لے کر اٹھا اور باہر نکل گیا آج اس کے گھر اس کے سسرال والے آرہے تھے مگر یونس خوشی کے بجائے بہت پریشان تھا کہ وہ کیا کرے گی خیر اس نے اپنی بے بے کو کہا کہ جو بھی کی پیشی ہو مجھے بتا دینا میں اپنے دوستوں کے ساتھ باہر بیٹھا ہوں بے بے نے دعا دی اور کہا ٹھیک ہے بیٹا۔

مہمانوں کی آمد کا بہت بے چینی سے انتظار ہو رہا تھا گھر میں انتظام کیا جا رہا تھا اور ہو سکتا ہے آج وہ اس کو پسند کرنے کے بعد منگنی کی انگوٹھی پہنا کر جائیں یونس خوش بھی تھا اور پریشان بھی اس نے اللہ پر سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔

بے بے ہمیں یہ لڑکا بہت پسند ہے جب ہماری بیٹی اور یہ ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں تو پھر ہم انکار کیسے کر سکتے ہیں لڑکی کی ماں نے کہا اور یونس کے لیے انگوٹھی نکالنے لگی۔

یونس پاس ہی کھڑا تھا تم اور خوشی کے ملے جلے تاثرات اس کے چہرے پر نمایاں دکھائی دے رہے تھے مگر کسی نے نہیں کیا یہ تو وہ ہی جانتا تھا کہ اس پر کیا بیت رہی ہے اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔ سب کا منہ میٹھا کر دیا گیا دعا خیر مانگی گئی اور سب اپنے اپنے گھر روانہ ہو گئے

رات کو یونس نے بے بے سے کہا۔

بے بے ایک بات بتاؤ ہمارے گھر میں جو دادا جی کے ہوتے ہوئے سایہ تھا وہ اب بھی ہے یا نہیں بے بے نے کہا۔

بیٹا کیا بات ہے تم یہ بات آج کیوں پوچھ رہے ہو۔

بس ویسے ہی بے بے جب میں چھوٹا تھا تو مجھے اتنا پتہ تھا کہ آپ کے پاس سے کوئی چیز مجھے اٹھا کر لے جاتی تھی اور باہر کھیتوں میں میرے ساتھ کھیلا کرتی تھی اور جب میں سو جاتا تھا تو رات بھر کمرے میں مٹین سے کپڑے سلائی ہوتے تھے اور جب میں جھولے پر بیٹھ کر جھولتا تھا تو کوئی مجھے جھولے دیتا تھا یہ سب سچ ہے یا پھر میرا شک تھا۔

بے بے بولی بیٹا سب سچ ہے اور جو کچھ تم دیکھتے تھے وہ شک نہیں تھا وہ ایک حقیقت تھی اور تم ہماری طرح سب کو ہی پیارے تھے اور سب تم سے بہت پیارے کرتے تھے جب تمہاری ماں اللہ کو پیاری ہو گئی تھی تو پھر تیرے دادا نے ان سے کہا تھا کہ یہ لڑکا بھی رونا نہیں چاہئے یہ میرا سب سے لالہ پوتا ہے اور پھر وہ چیزیں جو تیرے دادا نے رکھی ہوئی تھی وہ تمہارے لیے بہت کچھ کرتیں تھی وہ ایک نہیں بہتر تھیں یعنی 72 سے مراد وہ پوری تھی خیر بیٹا تم اس بات کو چھوڑو اگر تمہیں کسی نے تنگ کیا ہے تو بتاؤ وہ تو کئی سال پہلے کی تمہارے دادا نے مرتے وقت ہی آزاد کر دی تھیں وہ چاچکی ہیں پتہ نہیں کہاں ہیں اب تو کبھی وہ نہیں آتی مگر تمہیں یہ خیال کیسے آیا۔

بے بے وہ کچھ نہیں آج مجھے اپنا بچپن یاد

آ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے اب وہ بھی چیزیں ہوں۔
نہیں یونس بیٹا اب وہ چیزیں ہمارے گھر
میں نہیں ہیں اور نہ ہی وہ اب بھی آتی ہیں۔
خیر چھوڑو اب تم بچے ہو نہیں جو تمہیں پتہ نہ
ہو چھوڑو اس موضوع کو تمہیں پتہ ہے تمہارا سر
کہہ کر گیا ہے کہ تم لوگ کل ہمارے گھر آؤ اور اپنی
بہن کے سر پر دو پندے جاؤ کل جانا ہے میں تم
سے بات کرنے کے لیے آئی تھی تم نے تو مجھے اور
ہی کہا ہی سنا دی اور وہ بات سچ میں ہی رہ گئی اب
کل کیا کچھ لے کر جاتا ہے تیاری کرتی ہے سب
ایک دوسرے سے مشورہ کے ساتھ کرنا ہے ہمیں
تمہاری خوشی چاہئے بس۔

بے بے مجھے آرام کرنے دیں یہ آپ کا
کام ہے اور آپ ہی کریں جو کرنا ہے جو لے کر
جاتا ہے آپ کو پتا ہے میں سونے لگا ہوں آپ
دوسرے کمرے میں جائیں اور تیاری کریں دھبہ
کے دن چھوٹے ہوتے ہیں تو ایسا نہ ہوتا تیاری میں
آدھا دن گزر جائے اور شام کو وہاں جا چکیں۔
واہ بھی متفنی ہوئی تو اتنا سیانہ ہو گیا جب
شادی ہوگی تو یہ تو ہمیں ہر کام سے وال نکال کر
دکھائے گا تیرے صدقے جاؤں سو جا۔
بے بے کے جانے کی دیر بھی کہ اسے فلنگ
ہونے لگی کہ کوئی موجود ہے وہ ان کی باتیں بھی
سن رہا تھا اور جب بے بے کے جانے کے بعد
یونس نے دروازہ بند کیا تو ایک خوفناک شکل کی
عورت سامنے کھڑی تھی یونس کے سانس رکنے
لگیں اور لڑکھڑا کر دیوار کے ساتھ جا کر لگا اسے
سمجھ نہیں آ رہی تھی میرا بند کہاں ہے اور اسے اس
کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔
یونس پیچھے کی طرف سرک رہا تھا مگر وہ اس

کے ساتھ ساتھ اس کے پیچھے دھبہ بٹا ہے اس
کے ساتھ ہی دھبے دھبے قدم اٹھاتی ہوئی
برابر چل اس کی جانب بڑھ رہی تھی اس نے
اپنے نوکیلے اور قاتل ناخن والا ہاتھ آگے بڑھا کر
یونس کے گردن سے پکڑا اور بولی۔
دیکھو یونس تم نے میری بات نہ مان کر بہت
برا کیا ہے میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم شادی نہیں
کرو گے مگر تم نے میری بات نہ مانی اور منگی کی
انگوٹھی پہن لی تم کیا سمجھتے ہو میں تمہیں چھوڑ دوں
گی نہیں میں تمہیں اپنے ساتھ ہی لے جاؤں
گی۔

یونس سمجھ رہا تھا آج یہ مجھے زندہ نہیں
چھوڑے گی یونس ایک بت کی طرح اس کے
سامنے بھرم بنا ہوا کھڑا تھا۔
چھوڑ دو مجھے پلیز خدا کے لیے چھوڑ دو
تمہاری جو بھی دشمنی ہے وہ بتاؤ مگر میری جان بخش
دو۔ وہ کانپتے ہوئے بولا۔

نہیں یونس اتنی آسانی سے تو میں تمہیں
چھوڑنے والی نہیں ہوں اور اور یہ رشتہ اتنی آسانی
سے نہیں ٹوٹے گا۔ بابا بابا دیکھتی ہوں تم لوگ
کل کیسے جاؤ گے تمہارے پاس کچھ ہوگا تو جاؤ اس کو کچھ نہ کرنا وہ غریب لوگ ہیں ان کی ایک
گے نام میں تمہیں ماروں گی نہیں مگر یاد رکھنا اگر تمہاری بہن ہے اسے کچھ ہو گیا تو خدا تمہیں معاف
میرے نہ ہوئے تو میں تمہاری زندگی عذاب میں گرے گا۔
دوں گی اور نہ تم مر سکو گے نہ جی سکو گے بس اتنا یاد
رکھنا مجھے قبول کر لو تو بہتر ہے۔

نہیں میں ایک انسان ہوں اور چڑیل سے نام مست لینا اور مجھ سے شادی کر دے اگر آپ
شادی نہیں کر سکتا اور نہ ہی میں اپنی موت کو گے نگار ہوا تو میں بھول جاؤں گی کہ وہ تمہارا پیارا بھئی
لگنا چاہتا ہوں۔
چڑیل نے اس بات پر یونس کو اٹھا کر بند پڑا ہے اگر اس کی زندگی چاہتے ہو تو یہ رشتہ توڑ دو
پھینکا اور پاس جا کر کھڑی ہوئی وہ اپنے خوفناک منہ سے
ماتھ کر داسے کچھ نہیں کہو گی مجھے مار دو مجھے کوئی

آنکھوں سے شعلے اگتی ہوئی بولی اس کی آواز
ایک کی آواز نہیں تھی ایک ساتھ کئی جلی آوازیں
اس کے حلق سے نکل رہی تھی اور اتنی کڑک دار آوا
ز تھی کہ یونس کا کمرے اس کے اوپر گرتا ہوا محسوس
ہوا یونس نے اپنے کمرے کی چھت کی طرف
دیکھا اور آنکھیں بند کر لیں اور بولا۔
پلیز خدا کے لیے چھوڑ دو۔

بابا بابا چھوڑ دوں کیسے چھوڑ دوں میں انسان
نہیں ہوں جو ہار جاؤں گی میں ایک چڑیل ہوں
اور تم سے پیار کرتی ہوں اور اپنا پیار چھوڑ دوں
کیسے چھوڑ دوں بتاؤ تم اپنا پیار چھوڑ سکتے ہو اور
تمہیں چھوڑنا بھی ہوگا میں تم دونوں کو کبھی ایک نہ
ہونے دوں گی تمہیں تو پیار کرتی ہوں اس لیے
کچھ نہیں کہوں گی مگر اس لڑکی کو تمہاری وجہ سے
مارنا پڑے گا۔

یونس نے یونس کو روک لیا اور ہاتھ جوڑ کر بولا
نہیں تم اس کو کچھ مت کہنا اس نے تمہارا کیا لگاؤ
سے نہیں ٹوٹے گا۔ بابا بابا دیکھتی ہوں تم لوگ
کل کیسے جاؤ گے تمہارے پاس کچھ ہوگا تو جاؤ اس کو کچھ نہ کرنا وہ غریب لوگ ہیں ان کی ایک
گے نام میں تمہیں ماروں گی نہیں مگر یاد رکھنا اگر تمہاری بہن ہے اسے کچھ ہو گیا تو خدا تمہیں معاف
میرے نہ ہوئے تو میں تمہاری زندگی عذاب میں گرے گا۔
دوں گی اور نہ تم مر سکو گے نہ جی سکو گے بس اتنا یاد
رکھنا مجھے قبول کر لو تو بہتر ہے۔

یونس دیکھو میں تم سے پیار سے کہتی ہوں کہ
میں اسے بھی تمہیں بھی کچھ نہیں کہوں گی تم اس کا
نہیں میں ایک انسان ہوں اور چڑیل سے نام مست لینا اور مجھ سے شادی کر دے اگر آپ
شادی نہیں کر سکتا اور نہ ہی میں اپنی موت کو گے نگار ہوا تو میں بھول جاؤں گی کہ وہ تمہارا پیارا بھئی
لگنا چاہتا ہوں۔
چڑیل نے اس بات پر یونس کو اٹھا کر بند پڑا ہے اگر اس کی زندگی چاہتے ہو تو یہ رشتہ توڑ دو
پھینکا اور پاس جا کر کھڑی ہوئی وہ اپنے خوفناک منہ سے
ماتھ کر داسے کچھ نہیں کہو گی مجھے مار دو مجھے کوئی

نہیں ایسا کبھی نہیں ہوگا جو کرنا ہے میرے
ماتھ کر داسے کچھ نہیں کہو گی مجھے مار دو مجھے کوئی

دکھ نہیں مگر اس کو کچھ بھی ہوا تو یہ سب آپ کا کیا
دھرا ہے اور پھر جانتی ہو تمہاری سزا کیا ہوگی پوری
زندگی تم میری غلام بن کر رہ جاؤ گی میں تمہاری
اصلیت کو جانتا ہوں تم کون ہو مجھے کیسے جانتی ہو
اور تمہارا میرا بیس سال سے رشتہ کیسے بنا ہوا ہے
یہ رشتہ تم نے بنایا تھا میں نے نہیں اور میں ایک
انسان ہوں اور انسانی لڑکی سے شادی کروں گا
اور آج کے بعد تم نے میری شادی میں رکاوٹ
ڈالی تو دیکھ لینا کہ تمہاری انجام برا ہوگا۔

یونس کی بات کی بات سن کر اس کے چہرے
پر تڑپ کے تاثرات تیرنے لگے اور وہ نرم لہجے
میں بولی۔

دیکھو یونس میرا انجام کچھ بھی ہو مگر اس لڑکی
کو آپ کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی تم میرے ہو
میرے ہی رہو گے۔

یونس اس کی یہ بات سن کر تنک آچکا تھا
غصے سے بولا۔ جو کرنا ہے کر لو اور دفعہ ہو جاؤ مجھے
تمہاری شکل سے ڈر لگتا ہے اور تم زندگی کی بات
کر رہی ہو تم ایک چڑیل ہو اور میں انسان ہوں ہم
کبھی نہیں مل سکتے۔

وہ لڑکی کے یونس کی بات سن کر کمرے کی
ایک ایک چیز توڑ پھوڑ کر رکھ دی اور کمرہ ہلا کر رکھ
دیا یہاں تک کہ بند جس پر یونس بیٹھا تھا وہ بھی
اٹھا کر دوسری دیوار کے ساتھ مارا یونس تو لڑکھڑا
کر کسی کاغذ کی طرح اڑتا ہوا دوسری دیوار کے
ساتھ جا کر لگا اور اس کے سر سے خون بہنے لگا وہ
ڈر کے مارے لرز رہا تھا اور اسے کے منہ سے کوئی
بھی بات نکل نہیں پا رہی تھی۔ آج اس نے اس
کی طاقت کو محسوس کر لیا تھا۔

یونس نجانے کتنی دیر تک بے ہوش رہا پھر

جب ہوش آیا تو دن کے کے دس بج رہے تھے اور وہ دادی کے پاس باہر صحن میں چار پائی کے اوپر لیٹا ہوا تھا اس کے سر پر پنی بندھی ہوئی تھی۔

اسے رات والا واقعہ بالکل صاف دکھائی دے رہا تھا اور وہ سوچوں میں گم ہو گیا کہ رات اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اگر وہ اسے پسند کرتی ہے تو کوئی بھی اپنے پیار کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتا پیار کرنے والے کے لیے تو ہر چیز قربان کر دی جاتی ہے اور اپنے پیار کو گرم ہوا بھی برداشت نہیں ہوتی۔

بے بے بولی یونس بیٹا تم ہوش میں آچکے ہو تم بتا سکتے ہو یہ سب کیسے ہوا۔

وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ بے بے۔ وہ وہ آدمی اندر آگئے تھے اور وہ چوری کرنا چاہتے تھے میں نے ان کا مقابلہ کیا وہ بہت زخمی حالت میں بھاگ گئے چوٹ تو مجھے بھی آئی مگر ان کو سبق مل چکا ہے وہ اب کبھی کسی کے گھر میں نہیں جائیں گے بے بے شاید لوگوں کو پتہ ہے کہ ان کی شادی کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور اس دور میں تو کوئی کسی کو کھاتے پیتے نہیں دیکھ سکتا۔ بے بے ان کو بھی پتہ ہوگا کہ ان لوگوں نے کچھ جوڑا ہوا ہے شادی کے لیے اسے لیے وہ چوری کرنے آئے تھے ان کی قسمت بری کے وہ میرے کمرے میں چلے آئے اور اس وقت آئے جب میں واش روم میں گیا ہوا تھا جب واپس آیا تو انہوں نے حملہ کرنے کی کوشش کی مگر میں ان پر ہیوی پڑ گیا تھا جاتے جاتے انہوں نے میرے سر میں نہ جانے کیا مارا کہ میں بیوش ہو گیا اور وہ بھاگ گئے۔

یہ بے بے کو یونس نے جھوٹی کہانی سنا کر چپ کر دیا۔ مگر یونس اس کے وار پر بہت ڈر گیا

تھا اس کو اپنا ہی وجود ایک پہاڑ لگ رہا تھا وہ کسی دیو جیسا خود کو ہی محسوس کر رہا تھا اور اس کی نظروں میں ہر چیز بہت بڑی بڑی لگ رہی تھی وہ دادی کی طرف بڑے غور سے دیکھنے لگا اور حیرت میں سوچنے لگا کہ بے بے کو کیا ہو گیا ہے وہ اتنی بڑی کیسے ہو گئی ہے کیوں کہ دماغ تو اس کا اپنا کام نہیں کر رہا تھا وہ پاگل کی سی حالت بنا کر بیٹھا تھا۔

یونس بیٹا بتاتے ہو کہ کیا ہوا تھا یہ اس کے ابا کی آواز تھی مگر دادی نے سائیڈ لے لی اور کہا کہ اس کو گہری چوٹ آئی ہے اسے آرام کرنے دو دیکھا نہیں کمرے کی حالت سے لگتا ہے کہ وہ رات کو ڈٹ کر مقابلہ کرتا رہا ہے اور آخر کار جیت گیا ہے پھر بولے۔

بیٹا اب بتاؤ وہ آپ کے سسرال والے انتظار کر رہے ہیں گے اب کیا کرنا ہے جانا ہے پھر پیغام بھیج کر اگلے کوئی دن رکھ لیتے ہیں۔

نہیں ابو جان آپ لوگ چلے جائیں میں ٹھیک ہوں اور اب مجھے کچھ نہیں ہوگا ان لوگوں نے بہت خرچہ کیا ہوگا اور اس دن کی خوشی بہت کم نصیب ہوئی ہے آپ جائیں اللہ کرم کرے گا۔

یونس نے ان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

بے بے کی بات سن کر باپ کے دل کو کچھ سکون ملا اور بے بے سے کہا کہ بے بے آپ جلدی تیار ہو جائیں ہم چلتے ہیں۔

وہ لوگ منگنی کی تیاری کر کے گھر سے رونا ہی ہوتے تھے کے یونس کو صحن میں اکیلے پر کر دیا چڑ مل پھر اس پر ہیوی ہو گئی اور ایک پہاڑ کی دیو کی شکل میں جب سامنے آئی تو یونس کو لگا جیسے سورج کے آگے بہت گہرا بادل چھا گیا ہوا اور یک

دم اندھیرا ہو گیا دھوپ کا نام نشان بھی نہ تھا یونس کاپنے لگا آج یہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے کی مگر یونس نے دور تک اور اس کے چہرے کو دیکھنے کی کوشش کی اس کا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا وہ ایک بہت بڑا ہیولا بن کر کھڑی تھی یونس کی نظریں اسے تلاش کر کے تھک کر نیچے زمین پر اس کے پاؤں پر آکر ٹھہر گئے جب یونس نے اس کے پاؤں دیکھے تو وہ مزے ہوئے تھے اور بہت بڑے بڑے یہاں تک کہ اس کا پورے اتنے بڑے گھر کے صحن میں اس کے دو پاؤں پھیلے ہوئے تھے کالا سیاہ ہیولا یونس اس کے آگے ایک چوٹی کی مانند لگ رہا تھا یا پھر اس سے بھی چھوٹا یونس نے اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی مگر اس کے جسم کو کسی غائبی طاقت نے وہاں سے ہلنے نہ دیا وہ چیخ کر بے ہوش ہو گیا کچھ ہی بل میں اسے ہوش آیا وہ ہیولا ایک دو شیر ہلا کی کی شکل اختیار کر چکا تھا اور اس کے سامنے اس کی چار پائی پر بیٹھی تھی۔

یونس کو شاید وہ خود ہی ہوش میں لائی تھی جب یونس نے اسے اتنی پیاری شکل میں دیکھا تو اپنے حواس بحال کر کے بولا۔

تم آخر کس چیز کا بدلہ لے رہی ہو بتاتی کیوں نہیں۔

اس پر وہ مسکرائی اور بولی۔ یونس یہ بہت لمبی کہانی ہے اور اس سے پہلے کے وہ لڑکی تمہارے بندھن میں بند جائے میں جا رہی ہوں تمہیں تو کچھ نہیں کہہ سکتی کیوں کہ تم میرا پیار ہو اور میں اس لڑکی کو تمہاری نہیں ہونے دوں گی یہ کہہ کر وہ ایک دھوئیں کی شکل میں تبدیل ہو کر وہاں سے غائب ہو گئی۔

نہیں۔۔۔ نہیں تم اسے کچھ نہیں کہو گی میں

اسے کچھ نہیں ہونے دوں گا یونس چیخ چیخ کر اسے روک رہا تھا مگر وہ کب کی جا چکی تھی۔

ادھر بے بے اور ابو اور یونس کا بڑا بھائی اسے انگوٹھی پہنانے کی تیار کر رہے تھے کہ اس لڑکی کے جسم پر اس جڑیل نے قبضہ جمانا شروع کر دیا وہ لڑکی ٹیکم ایک ٹرک لہجے میں بولی۔

یہ منگنی نہیں ہو سکتی۔

سب لوگ یہ سن کر حیران ہو گئے اس کی ماں نے اپنی بیٹی کی حالت دیکھی تو حیران رہ گئی کہ اسے اچانک کیا ہو گیا ہے لڑکی پھر بولی۔

سنا نہیں تم لوگ لوٹ جاؤ اپنے گھر یہ منگنی نہیں ہو سکتی میں یہ منگنی نہیں کروں گی یہ انگوٹھی کسی اور کی ہے اور اسے پہناؤ سب کے چہرے پر پسینے تیرنے لگے ماں اپنی بیٹی کے پاس گئی اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ بیٹی نے کسی ہال کی طرح ماں کو پکڑ کر دور پھینکا اور ماں گرتے ہی بے ہوش ہو گئی شاید اس کے دماغ پر چوٹ لگی تھی۔ یہ سب ماجرہ دیکھ کر بے بے اور ابو اور بھائی پریشان تھے کہ کیا ہو گیا ہے اچانک ہی لڑکی نے بدلنا شروع کر دیا ہے بے بے کو محسوس ہوا کہ لڑکی کے اندر کوئی روح آکر لڑکی کو نقصان پہنچا رہی ہے بے بے نے اس کو لکار کر کہا۔

تم جو بھی سامنے آؤ۔ اس بیٹی نے تمہاری کیا بگڑا ہے مگر وہ ایک شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ بولی نہیں۔ ہاہا۔ ہاہا۔

بے بے آپ کو منع کیا ہے یہ منگنی مت کرو ورنہ میں چھت سے کود کر مر جاؤں گی۔

بے بے یہ سن کر پریشان ہوئی اور آگے بڑھنے لگی کہ لڑکی لڑکھرائی ہوئی سیر حیا چڑنے لگی

سب اسے آوازیں دے رہے تھے مگر وہ لڑکی جیتی ہوئی اس کی آواز کسی ایک کی نہیں مختلف آوازیں ملی جلی ہوئی تھی اور اس نے کہا۔

کوئی میرے پیچھے نہیں آئے گا تم سب اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہو ورنہ میں کوہ جاؤں گی لڑکی کا باپ اور رشتے دار تو ڈر کے بھاگ گئے تھے مگر ماں بے ہوش تھی یونس کے بھائی بھی گھر سے جا چکے تھے اور اب شاید کسی عامل بابا کے لینے چلے گئے تھے دادی بھی جو اسے روک رہی تھی۔

دیکھو بیٹی نیچے آ جاؤ پلیز کچھ نہ کرنا تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ ہم آپ کو بہت پیار سے رکھیں گے اور تم جو کہو گی وہ کریں گے مگر ایک بار میرے بیٹے کے نام کی انگوٹھی پہن لو مگر انگوٹھی کا نام سننے ہی اس نے اوپر سے جھلانگ لگا دی چھت سے گرتے گرتے وہ روح نکل چکی تھی اور لڑکی بہت بری طرح نیچے کسی سوکھے پتے کی طرح جھولتی ہوئی زمین پر آ کر گری اور گرتے ہی خون کی ندی بنے گی اس کے ناک منہ سے اور سر سے خون نکل رہا تھا اسے سیدھا کیا تو وہ کب کی سوچیں تھی خوشی کا گھر ماتم کدہ بن چکا تھا یہ وہ سب اسے ابھی اٹھا کر چار پائی پر لٹا رہے تھے کہ یونس پہنچ گیا اور جب اس نے یہ ماجرہ دیکھا تو ہوا اس کو بیٹا تھا اور نگرین مار مار کر رونے لگا کہ یہ سب کیا ہو گیا ہے دراصل یونس نے آنے میں دیر کر دی تھی ورنہ ایسا کچھ نہیں ہوتا۔

یونس دیکھو کیا ہو گیا ہے۔ اس کی حالت پچیانی نہیں جا رہی تھی سب نے اسے چار پائی پر لٹا تو اتنے میں یونس کے ابو ایک پیر بابا کو لے کر آ گئے اور پیر بابا نے بھی کچھ ہی بل میں سب کچھ سمجھ لیا کہ یہ کیا ماجرہ ہے اب بابا جی تو کچھ نہیں کر

سکتے تھے وہ بولے۔

تم لوگ اس کام سے فارغ ہو کر میرے پاس آؤ میں بتاتا ہوں کہ کیا مسئلہ ہے

آج یونس کے دل پر بہت برا اثر پڑا تھا اور وہ جینا نہیں چاہتا تھا کہ اس کا پیار اس ظالم چڑیل نے اس کی جان لے کر اس سے دور کر دیا تھا اور اب یونس نے اس تمام ماجرہ جاننے کی نیت کر لی تھی لڑکی کے ماں باپ اپنے اکلوتی اولاد کے لیے غم سے نڈھال ہو چکے تھے یہ ان کی واحد اولاد بھی جینا ان کا سرمایہ وجود اب منومنہ کے ڈھری میں تبدیل ہو گیا تھا اور وہ ایک زندہ لاش بن کر رہ گئے تھے ان کے گھر کا چراغ بجھ چکا تھا اس ظالم چڑیل کو تو میں سبق سکھا کر رہوں گا یہ جو بھی ہے اس کا رشتہ کب سے ہے اور یہ کیوں میرے پیچھے پڑی ہے یہ اس کا انجام بہت برا ہو گا خیر رو دھو کر سب اپنے اپنے گھر واپس آ گئے اگلے دو چار دن سکون کے گزرے مگر یونس کے دل کی دنیا آباد ہونے سے پہلے ہی برباد ہو گئی تھی اب یونس اس چڑیل کے بارے میں جاننا چاہتا تھا اس نے اپنے ابو اور بے بے کے ساتھ جانے کا پروگرام بنایا کہ وہ بہت جلد بابا کے پاس جا کر حقیقت کا پتہ لگا میں گے۔

قارئین کسی گئی میری کہانی ابھی جاری ہے اپنی قیمتی رائے کے ضرور آگاہ کیجئے گا۔ آگے جانے کے لیے اگلے شمارہ ضرور پڑھیں سب پڑھنے لکھنے والوں سلام اور سب کو نئے سال پر مبارکباد۔ آپ کی دعاؤں کی محتاج۔ لیڈر آف ریسرچ روپ۔ کشور کرن پتوکی۔

میں محبت اور تم
آج یوں موسم نے دی جشن
محبت کی خبر
پھوٹ کر رونے لگے میں محبت
اور تم
ہم نے یوں ہی کر لیا منزل ہے
قرب

راستے میں کھونے لگے ہیں میں
محبت اور تم
کھو گئے انداز بھی الفاظ بھی آواز
بھی
خاموشی ڈھونڈنے لگے ہیں میں
محبت اور تم

میں پتھر نہیں ہوں
میں پتھر نہیں ہوں میرا
یقین کرو
بس کہیں دل سے اتارنے میں
سادی دنیا میرے دل سے اتر گئی
اب تو شاید مجھ سے محبت کرے
کوئی
میری آنکھوں میں تم صاف نظر
آتے ہو

محبت
کیوں محبت اداس
رہتی ہے
کیوں محبت غمزدہ غمزدہ رہتی ہے
آنسو چیتی ہے اور جیتی ہے

پیاس پتھر کی بھی نہیں جیتی
ذرہ ذرہ دکھوں کے موسم میں
وصل کے انتظار میں چل کے
ہونٹ سی کے جدائی کو سہہ کر
بس غموں میں رہتی ہے
کیوں محبت اداس رہتی ہے

میری زندگی
زندگی یہ میری کیا سے کیا ہو
گئی

تو پتھر جاتا میری ہر ادا کھو گئی
تجھے دیکھ کر سہایا کرتے تھے اس
گلشن میں پھول
تیری اداسی دیکھ کر ان کی ہر ادا کھو
گئی

تیرا ساتھ تھا تو ہر سو بہار تھی
تو جو رخصتی جانا تو میری ہر ادا کھو گئی
کیوں ترساتی ہو ہم بے قراروں کو
ابرار
اب تو اس دل کی ہر گلی ہی وہیران
ہو گئی
ابرار آرائیں گلگون منڈی

غزل
مجھے اپنا کر ٹھکرا دیا چلو اچھا کیا
عہد وفا کو بھلا دیا چلو اچھا کیا
جب روشنی کی ضرورت پڑی تم کو
تو نے میرا ہی گھر جلا دیا

خود کے لیے بنالیا پھولوں کا ہنر
مجھے کانٹوں پر سلا دیا چلو اچھا کیا
کھیل کھیل میں ہی میرے پیار کو
تماشا جو بنا دیا چلو اچھا کیا
اپنی ایک خوشی کی خاطر تم نے
مجھے اتنا رلا دیا چلو اچھا کیا
میں نے چاہا تھا تجھ کو دیوانوں کی
طرح
مجھے پاگل جو بنا دیا چلو اچھا کیا
اکمل زخمی جھنگ

غزل
وہ کسی اور کا ہے دل سے یہ سوچا
نہیں جاتا
آنکھوں سے دل کا درد دیکھا نہیں
جاتا
اکثر لڑتی رہتی ہیں دل سے یہ
آنکھیں
دل غصے میں اکے بولتا نہیں
پیار وہ میرا ہے تیرا کچھ نہیں جاتا
زندگی کے موسم میں پہلے خزاں
آتی ہے
پھر بہار اور دل کے موسم میں پہلے
بہار آتی ہے پھر خزاں جو ہمیشہ
رہتی ہے
عابدہ ربانی

چیونٹی کا خوف

تحریر۔ ایس امتیاز احمد۔ کراچی۔

زرد چیونٹی۔ اس کے ذہن میں ایک دم دھماکہ سا ہوا۔ کیا یہ وہی زرد چیونٹی ہے جس کا ذکر کتاب میں ہے جیکو کے ذہن میں فقرہ گونجا۔ پھر اپنی سوچ پر مسکرانے لگا۔ بھلا زرد چیونٹی کا یہاں کیا کام۔ یہ وہ صرف افریقہ میں ہوتی ہیں اور افریقہ میں ایک معمولی چیونٹی ہے اس نے دل ہی دل میں کہا طبعی ایک معمولی چیونٹی ہے میں چاہوں تو اسے چٹلی سے مسل دوں۔ چیونٹی اب کاغذ کے درمیان میں پہنچ کر رک گئی تھی اس کا منہ جیسر کی طرف تھا اور جیکو کو اچانک محسوس ہوا کہ چیونٹی کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں تیزی سے چمک رہی ہیں ان میں عجیب سی چمک تھی جیسے وہ جیکو کا منہ دکھا رہی ہو۔ جیکو نے چیونٹی کو چمکتے کے لیے بے اختیار ہاتھ آگے بڑھایا تھا مگر وہ پھر رک گیا اس کا ہاتھ بے جان سا ہو کر لٹک گیا تھا اس کے تصور میں کتاب کا وہ باب آگیا تھا جس میں زرد چیونٹی کی خوفناک اور خطرناک خصوصیات کا ذکر نہایت ہی تفصیل سے کیا گیا تھا۔ اس نے چیونٹی کو مارنے کے لیے کسی اور چیز کا سہارا لینا چاہا مگر اس نے محسوس کیا کہ اسکی نظریں چیونٹی سے ہٹنے میں ناکام ہیں اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے چیونٹی کی چھوٹی آنکھیں رفت رفت چمکتی چلی جا رہی ہیں اور خود اسے اپنا جسم سکڑتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کے جسم میں سردی کی ایک لہر دوڑ گئی وہ یقیناً خوفزدہ ہو گیا۔ ایک ششمنی چیز کہانی۔

اپنی پسندیدہ دھن کو سنٹی بجاتے ہوئے اس نے اپنے فلیٹ کا دروازہ کھولا اور ایک طویل بے بس۔ بیک فلیٹ میں قدم رکھ دیا اس کے سر سے بہت بڑا بوجھ اترا یہ تھا فلیٹ میں کھڑا بڑی عجیب سی نظروں سے سب چیزوں کو دیکھ رہا تھا خوبصورت مسہری کا رنگ پر بھی نہایت کشی اور فرش پر ایرانی قالین اس کی توجہ اپنی جانب کھینچے جا رہے تھے۔

وہ ایک طویل عرصہ باہر گزار کر اپنے فلیٹ میں آیا تھا فلیٹ کی ہر چیز پر بھی ہوئی گردش کی مولی مولی تہ اس عرصے کا پتہ دے رہی تھی کہ جو وہ باہر

گزار کر آیا تھا اس نے ایک بھر پور انگڑائی لی اور پھر کونے میں بڑا ہوا کپڑا اٹھا کر اس نے آرام سے مسہری کو بھارتی شروٹ کر دیا۔ وہ بڑے ذہیلے انداز میں صفائی کر رہا تھا جیسے یہ سب کچھ اسے بیگانہ محسوس ہو رہی ہو مسہری صاف کرنے کے بعد اس نے اپنے کپڑے اتارنے کی بھی ہمت نہ کی اور وہ ایک جھٹکے سے مسہری پر دراز ہو گیا۔

اپنے دونوں ہاتھوں کو گردن کی پشت پر قہجی کی صورت میں رکھے اور بغور فلیٹ کی چھیت کر دیکھ رہا تھا اس کی نظریں تو چھیت پر جمی ہوئی تھیں

گھر ذہن اسکی مہم کی جانب تھا جس سے فارغ ہو کر رہا تھا۔
جیکر ایک مشہور شکاری اور سیاح تھا اسے یورپی دنیا جانتی تھی وہ انتہائی نڈر اور دلیر مشہور اس کے متعلق یہ بھی کہا جاتا تھا کہ کوئی چیز اسے خوفزدہ نہیں کر سکتی تھی درحقیقت بات بھی سچ تھی اس نے شیر چیتے اور بھینسے جیسے خونخوار جانوروں سے کئی بار درست بدست جنگ کی تھی اور ہمیشہ فتح اس کی ہوتی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے دل میں خوف نام کی چیز آج تک پیدا نہیں ہوئی تھی۔

خوف لفظ اس کے لیے مہم تھا ایک بے ایک بے معنی لفظ جین سے ہی نڈر واقع ہوا تھا اس نے اپنی طبیعت کے مطابق ہی پیشہ اختیار کیا تھا یعنی پیشہ ور شکاری اس پیشے میں اس نے بے انداز دولت کمائی تھی وہ جانوروں کی کھالیں سلانی کر نیوالی ایک فرم ملازم تھا اسے کئی بار دوسری فرموں نے بھی بھاری معاوضے پر مستقل ملازم رکھنے کی آفر دی تھی لیکن اس نے بھاری معاوضے کو ٹھکرا دیا تھا کیوں کہ وہ جس فرم سے وابستہ تھا اس فرم سے اسے رنج رہنا چاہتا تھا اس بات پر کھالوں کی ایک مشہور فرم کے منیجر سے اس کی غلط کلامی بھی ہوئی تھی منیجر نے اس کی فرم میں ملازم نہ ہونے پر اسے خطرناک نتائج کی دھمکی دی تھی وہ بھلا ایسی دھمکیوں کو کب خاطر میں لاتا تھا۔

اس نے سر جھٹک کر گھٹے سر والے منیجر کی فضول بکواس کو ذہن سے نکالا اور سمجھتی کے پاس موجود بک شلف میں سے ایک کتاب کا انتخاب کرنے لگا جلد ہی ہی سنہری جلد والی ایک کتاب پر اس کی نظریں جم گئیں پچھلی مہم پر جانے سے پہلے وہ یہ کتاب بازار سے خرید کر لایا تھا ابھی تک اسے

کتاب کے مطالعے کا وقت ہی نہیں مل سکا تھا اور دراصل اسے یاد بھی نہیں رہا تھا یہ تو اسے اب یاد آیا کہ یہ کتاب تو اس نے پڑھی ہی نہیں اس نے بے چینی سے کتاب شلف میں سے سمجھ لی اور پھر ہاتھوں سے جھاڑنے لگا کتاب کی جلد بے حد خوبصورت تھی اس نے کتاب کھولی اور عنوان پر نظر پڑے ہی اس نے برا سامنے بنایا کتاب کا نام تھا چیونٹی کا خوف لکھنے والا ایک مشہور ادیب تھا جس کی کتابیں بڑی دلچسپی سے پڑھی جاتی ہوں۔ چیونٹی کا خوف کیا خوب فضول کتاب ہے اب لوگ چیونٹی سے بھی خوفزدہ ہونے لگے اس نے سوچا اور پھر اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا کہ یہ کیا سوچ کر یہ کتاب خرید لایا تھا بہر حال اس وقت کوئی اور کتاب نہیں تھی جو اس نے نہ پڑھی ہو اس لیے اس کتاب کا دوسرا صفحہ پلٹا اور پھر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔

کتاب بے حد دلچسپ تھی اور دنیا میں پائی جانے والی ہزاروں اقسام کی چیونیوں کی عادات اور خصائل پر بڑی تفصیلی رپورٹ تھی وہ اسے پڑھتا ہی چلا تھا مصنف کا انداز بیان بے حد پسند تھا اور وہ کتاب مطالعہ میں کچھ اس حد تک مہذب ہوا کہ اسے اپنے گرد پیش کا بھی خیال نہ رہا تقریباً دو گھنٹے بعد اس نے کتاب پڑھ ڈالی تھی اس نے کتاب میز پر رکھی اور ایک طویل سانس لی کتاب کا ایک باب اس کے ذہن سے چٹ گیا تھا یہ افریقہ کے وسط میں پائی جانے والی چیونی کے متعلق تھا جیسے دنیا کی خطرناک ترین چیونی قرار دیا گیا تھا۔

یہ چیونی اتنی زہریلی ہوتی ہے کہ وہ اگر کسی انسان کو کاٹ لے تو چند ہی منٹ میں آدمی کا جسم

بری طرح سوج کر پھٹ جاتا ہے اور ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔

ہونہ۔ زہر نہ ہوا ہم ہوا۔ اس نے سوچا اور پھر اپنے خیال پر مسکرایا یہ یقیناً فرضی کہانی ہے جو دو سینکڑوں بار افریقہ کے وسط میں جا چکا تھا اسے آج تک اس قسم کی چیونی سے پالائیں پڑا تھا اور نہ ہی اس نے کہیں اس کا ذکر سنا تھا اسے مصنف پر غصہ آنے لگا جو عام آدمیوں کو فرضی باتیں لکھ لکھ کر بے وقوف بنا رہا تھا۔

ہونہ۔ زرد چیونی۔ وہ بڑ بڑایا قطعی بکواس اس کی بڑ بڑاہٹ بڑھتی چلی گئی اسے دراصل غصہ اس بنا پر آ رہا تھا کہ مصنف نے اس کی معلومات کو چیلنج کیا تھا اس کی قریباً آدھی زندگی افریقہ کے گھنے اور خطرناک جنگلوں میں گزری تھی اور اس نے اس قسم کی زرد چیونی نہیں دیکھی تھی اسے یقین تھا کہ لندن میں رہنے والے مصنف نے نہ صرف افریقہ کا نام ہی سنا ہو گا یا پھر فلمیں یا تصویریں دیکھی ہوں گی چنانچہ اسے مکمل یقین کہ ایک زرد چیونی صرف ایک گگ کے سوا کچھ نہیں جو مصنف نے صرف سسٹی پیدا کرنے کے لیے لگائی ہوگی۔

میں آج ہی مصنف کو خط لکھوں گا تاکہ اسے احساس ہو کہ اس کا جھوٹ پکڑنے والے آدمی بھی مہذب دنیا میں رہتے ہیں اور وہ آئندہ ایسی پگ سے باز رہے۔

جیکر نے فیصلہ کیا اور پھر اس کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا اس کا ذہن مطمئن سا ہو گیا تھا اس نے کتاب شلف پر رکھی اور کانس پر پڑی ہوئی ناٹم جیس پر نگاہ ڈالی۔

اوہ۔۔۔ دو بج رہے ہیں اب سونا چاہئے اس نے ریشمی لحاف کو اپنے اوپر پھینچتے ہوئے سوچا اور

چیونی کا خوف

خونفاک 53

پھر ناٹ بلب جلا کر آنکھیں بند کر لیں لیکن کافی دیر تک بند رکھنے کے باوجود بھی اس کو نیند نہیں آ رہی تھی بار بار ذہن میں زرد چیونٹیاں اور ان کی خونفاک اور خطرناک صورتیں رہنک آئی تھیں۔

کیسی منحوس کتاب تھی زرد چیونی تو اس کے ذہن سے چٹ کر رہ گئی تھی اس نے جھنجھٹا کر ذہن سے زرد چیونی کے تصورات کو جھٹک دینا چاہا مگر اس کی ہر کوشش ناکام ثابت ہو رہی تھی آخر کار تنگ آ کر وہ اٹھ بیٹھا اس نے نیکل لیسپ جلا یا اور پھر میز کی دراز سے پیڈ اور قلم نکال کر سر ہانے پر رکھ دیا۔

میں بھی اس منحوس کتاب کے منحوس مصنف کو خط لکھتا ہوں اس نے سوچا اور پھر پیڈ کا گرد پوش الٹ دیا۔

اس نے قلم کھولا اور پیڈ پر لکھنے کے لیے زاویہ درست کیا مگر دوسرے ہی لمحے اس کی نظریں پیڈ سے سفید کاغذ پر چمٹ کر رہ گئیں قلم اس کے ہاتھ سے بے اختیار جھوٹ کر بستر پر گر گیا تھا اور وہ بے حس و حرکت پیڈ پر نظریں جمائے ہوئے تھا جس پر ایک چھوٹی سی زرد رنگ کی چیونی رہینک رہی تھی۔

زرد چیونی۔ اس کے ذہن میں ایک دم دھماکا سا ہوا۔

کیا یہ وہی زرد چیونی ہے جس کا ذکر کتاب میں ہے جیکر کے ذہن میں فقرہ گونجا۔

پھر اپنی سوچ پر مسکرائے لگا۔

بھلا زرد چیونی کا یہاں کیا کام۔۔۔ وہ صرف افریقہ میں ہوتی ہیں اور افریقہ میں ایک معمولی چیونی ہے اس نے دل ہی دل میں کہا قطعی ایک معمولی چیونی ہے میں چاہوں تو اسے چٹکی سے

خونفاک 52

چیونی کا خوف

مسل دوں۔

چیونٹی اب کاغذ کے درمیان میں پہنچ کر رک گئی تھی اس کا منہ جیکو کی طرف تھا اور جیکو کو اچانک محسوس ہوا کہ چیونٹی کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں تیزی سے چمک رہی ہیں ان میں عجیب سی چمک تھی جیسے وہ جیکو کا منہ کاغذ اڑ رہی ہوں جیکو نے چیونٹی کو کھینچنے کے لیے بے اختیار ہاتھ آگے بڑھایا تھا مگر وہ پھر رک گیا اس کا ہاتھ بے جان سا ہو کر لٹ گیا تھا اس کے تصور میں کتاب کا وہ باب آگیا تھا جس میں زرد چیونٹی کی خوفناک اور خطرناک خصوصیات کا ذکر نہایت ہی تفصیل سے کیا گیا تھا۔

اس نے چیونٹی کو مارنے کے لیے کسی اور چیز کا سہارا لینا چاہا مگر اس نے محسوس کیا کہ اسکی نظریں چیونٹی سے نیچے میں ناکام ہیں اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے چیونٹی کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں رفتہ رفتہ پھیلیں چلی جارہی ہیں اور خود اسے اپنا جسم سکڑتا ہوا محسوس ہوا۔

اس کے جسم میں سردی کی ایک لہر دوڑ گئی وہ یقیناً خوفزدہ ہو گیا اور یہ واقعہ چوں کہ اس کی زندگی میں پہلی بار اڑا انداز ہوا تھا اس لیے اس میں کافی سے زیادہ شدت تھی اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے جسم کا خون اس کے چہرے پر سٹنا شروع ہو گیا ہے۔

خوف اور دہشت اسے اپنی گرت میں لیے جارہی تھی یہاں تک کہ اسے اپنا سانس رکنا ہوا محسوس ہو رہا تھا زرد چیونٹی رنگتے ہوئی اس کے ہاتھ تک پہنچ گئی تھی اور جیکو کا جسم خوف اور دہشت کی وجہ سے اس حد تک سن ہر گیا تھا کہ وہ اپنا ہاتھ

اٹھانے سے بھی قاصر ہو گیا تھا اور پھر چیونٹی اس کے ہاتھ پر چڑھ گئی تھی جیکو کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے اور اندھیرے کی چادر اس کی آنکھوں کے سامنے گرنے لگی پھر اسکے ہاتھ سے درد کی تھیں ابھی درد کی ایک چھوٹی سی لہر جو ہاتھ سے ہوتی ہوئی اس کے پورے جسم میں پھیل چکی تھی چیونٹی نے اسے ہاتھ پر کاٹا تھا جیکو کے حلق سے چیخ بھی نکل دئی اور وہ مسہری پر لڑھک گیا۔ اخبارات میں جیکو کی موت کی خبر چلی حروف میں شائع ہوئی کیونکہ وہ مشہور معروف شکاری تھا ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق اس کی موت بے پنا خوف اور دہشت کے سبب ہوئی تھی ڈاکٹر اور اس کی موت سے دلچسپی رکھنے والا ہر فرد حیران تھا کہ اتنا دلیر نڈر شخص کسی چیز اسے اتنا خوفزدہ ہوا کہ اس کی موت ہو گئی۔

لوگوں کے لیے جیکو کی موت ایک معمہ بنی ہوئی تھی لیکن میرے لیے جیکو کی موت کوئی معمہ نہیں سمجھے سردالے میجر نے جو کھالیں فروخت کرنے والی ایک مشہور فرم سے وابستہ اپنے اسسٹنٹ سے کہہ رہا تھا جیکو کی موت میرے نزدیک قطعی خیر متوقع نہیں ہے۔

وہ کیسے مسٹر چارلس۔ اسسٹنٹ میجر نے کافی کا ایک آخری گھونٹ لیتے ہوئے دلچسپی سے پوچھا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ مر جائے گا چارلس بڑے پراسرار انداز میں بولا۔

لیکن کیوں۔ تمہیں یہ کیوں معلوم ہوا۔ اس کے اسسٹنٹ نے حیرت سے پوچھا۔ تم جانتے ہو کہ میں جیکو کو اپنی فرم میں کام کرنے کی دعوت دی تھی اگر وہ ہماری فرم میں

سے وابستہ ہو جاتا تو ہماری فرم بے حد ترقی کر سکتی تھی لیکن اس نے میری پیش کش کو ٹھکرا دیا اور یہی چیز اس کی موت کا سبب بن گئی میجر چارلس اپنے اسسٹنٹ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا ہوا بولا۔

یعنی اس کی موت میں تمہارا ہاتھ ہے اس کے اسسٹنٹ نے حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا ہاں جب وہ دوسری بار یہاں آیا تھا تو میں نے کافی میں ایسی دو ملا کر پلا دی تھی جو انسانی ذہن کے خوف اور دہشت کے خلیات پر اثر انداز ہوتی ہے جیکو مضبوط عصاب کا مالک تھا اس لیے گھر تک پہنچ گیا تھا ورنہ راستے میں ہی کسی چیز سے خوفزدہ ہو کر مر سکتا تھا چارلس نے ایک پراسرار مسکراہٹ کے ساتھ انکشاف کیا۔

اوه۔۔۔ اسسٹنٹ میجر کے ہونٹ گول دائرے کی شکل میں سکڑ گئے۔

لیکن چارلس تم یہ راز مجھے بتا کر اپنی پوزیشن کو ختم کر رہے ہو میں کسی بھی وقت یہ راز کسی اور کو بتا سکتا ہوں اسسٹنٹ میجر مسکراتے ہوئے کہا تم بڑی خوشی سے یہ بات پولیس کو بتا سکتے ہو میری طرف سے مکمل اجازت ہے کیونکہ پولیس کسی طرح بھی قتل ثابت نہیں کر سکتی۔

کیونکہ پوسٹ ماٹم میں بھی اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی رپورٹ دہرائے گی چارلس نے بڑے فاتحانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا بہت خوب یعنی تم نے سوچ سمجھ کر یہ قدم اٹھایا تھا۔

اسسٹنٹ میجر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اسی لمحے اس کی نظر فرش پر رینگتے ہوئے ایک سرخ کینے پر پڑی یہ کینا وہاں عام پایا جاتا تھا اور بے ضرر تھا اسسٹنٹ میجر کی آنکھیں چمک اٹھیں اور اس نے بی بی جی پھرتی سے کینے کو اٹھایا اور

چارلس کی میز پر رکھ دیا۔

کینا چارلس کی لمبی اور چمکدار میز پر چنبلوں کے لیے ساکت کھڑا رہا پھر چارلس کی جانب بڑھنے لگا۔

چارلس کی نظریں جونی کینے پر پڑی اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات چھیننے لگے اس کے جسم میں سرد لہر دوڑ گئی سرخ کینا آہستہ آہستہ اس کی جانب بڑھ رہا تھا اور اسسٹنٹ میجر کے چہرے پر بھیٹکی ہوئی مسکراہٹ گہری ہوتی جارہی تھی۔ چارلس کا ایک ہاتھ میز پر بڑا ہوا تھا اور اب خوف و دہشت کے سبب میں اتنی جی ہمت نہ رہی تھی کہ وہ اسے میز پر سے اٹھائے کیوں کہ کینا اب ہاتھ کے قریب پہنچ گیا تھا اور چارلس کا چہرہ خوف کی وجہ سے بگڑ کر رہ گیا تھا۔

پھر سرخ کینا اس کے ہاتھ پر چڑھ گیا تھا اور چارلس کو اپنی سانسیں اپنے سینے میں رکتی ہوئی محسوس ہونے لگیں اس کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے تھے اور آنکھوں کے سامنے تاریکی سی ناچ رہی تھی پھر سرخ کینے نے اسے کاٹ لیا درد کی ایک تھیں ابھی اور پورے جسم میں پھیل گئی۔ اسے حلق سے ایک چیخ نکلی اور وہ کمری پر ہی ڈھیر ہو گیا اسسٹنٹ میجر بڑے اطمینان سے اٹھا اور چارلس کے کمرے سے نکل گیا اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے اسسٹنٹ میجر کی تختی اٹھا کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دی کیونکہ اسے یقین تھا کہ کل وہ اس فرم کا میجر تھا۔

وہ آنکھیں

تحریر: نذاعلی عباس۔ سوادہ۔ گوجران۔

امن میری جان جب تم یہ خط پڑھ رہی ہوگی تب میں تم سے دور بہت دور ہوں گا تمہاری نگاہوں تمہاری پناہوں سے دور امن میں کوشش کر کے بھی اب تم تک پہنچ نہیں سکتا۔ امن میں نے تمہیں بتایا تھا میں ہمارے خاندان میں قبیلے سے باہر شادی نہیں ہوتی میں نے تم سے شادی کر لی اور یہاں میرے قبیلے کو علم ہو گیا یہاں تمہیں مارنے کی تیاریاں کی جانے لگی مگر میرے ساتھیوں نے مجھے پہلے ہی خبردار کر دیا میں جب یہاں پہنچا امن سب کے غصہ کو مشکل سے ٹھنڈا کیا یا بتی ہو۔ لوگ تمہیں مارنے کے درپے ہیں میں جیتے جی تمہارے ساتھ ایسا ہوتے ہوئے کیسے دیکھ سکتا تھا بھی قبیلے والوں نے شرط رکھی کہ میں تمہیں چھوڑ دوں طلاق دے دوں ورنہ تمہیں مار دیا جائے گا امن تم سے دور رہنا تو گوارے مگر تمہیں خود سے الگ نہیں کر سکتا تم تو میری سانسوں میں بستی ہو یاد میں کیسے خود اپنے ہاتھوں سے مار سکتا ہوں امن میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا مگر خود کو تمہاری جان کے بدلے میں اپنے قبیلے والوں کے پاس گروی رکھوا دیا ہے یہ

لوگ اسی بات کے لیے مائے ہیں۔ امن یہ لوگ کہتے ہیں خود کو ان کے حوالے کر دوں تو یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے میں نے ذ خود کو ان کے حوالے کر دیا امن میں جانتا ہوں امن یہ قبیلہ میرا خاندان ہے جلد ہی ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائیگا تو یہ مجھے معاف کر دیں گے پھر میں لوٹ کر تمہارے پاس آؤں گا بہت مشکل سے خط تم کو لکھنے کی اجازت ملی ہے میں آؤں گا انھی میں لوٹ کر آؤں گا مگر تمہیں ایک بات کا خیال رکھنا ہے تم میری امانت ہو میں واپس آؤں گا تمہیں اپناؤں گا تم میری منکوہ ہو امن تمہیں کو دو میرے لیے سنبھالنا ہوگا۔ خوفناک کہانی۔

آئے دن اباجان کی ٹرانسفر کبھی ایک شہر کبھی دوسرے شہر و صحیح معنوں میں تنگ آچکی تھی جہاں اس کی پڑھائی ڈسٹرب ہوتی وہی اسے اپنی دوستوں سے جدا ہوتا پڑا اللہ اللہ کر کے باباجان ریٹائرڈ ہوئے وہی اس نے شکر کا کلمہ پڑھا بلکہ دل لگا کر شکرانے کے نوافل ادا کئے خذیفہ بھیا کی تو جاب تھی اس لیے بابا نے ریٹائرمنٹ کے بعد خذیفہ بھائی کی سہولت کے لیے اسلام آباد میں ہی بنگلہ خرید لیا سب کاموں سے فراغت پاتے ہی



اس سے آگے وہ لمٹ نہ کر اس کرتی نہ انہیں
رہنے دیتی یونیورسٹی سے آکر سیدھا روم میں بند
ہو جاتی گھر میں تھا کون امی ابو جو گھر کے کاموں
میں اٹھے رہتے بابا جان جو ریاض ہونے کے بعد
آئے دن دوستوں کے ساتھ شطرنج کی بساط جما
کر ڈرائیگ روم میں پائے جاتے حذیفہ بھیا کو
اپنی جانب سے فرصت نہ ملتی صبح کے گئے رات کو
لوٹنے تھیا ورہ گئی بھابھی حذیفہ بھائی کی بیوی تو
آئے دن میکے کے چکر ہی ختم نہ ہوتے بھائی کا
ایک ہی بیٹا تھا رافع ساڑھے پانچ سال کا تھا اس
بھی تو اس کی جان بھی ہر وقت چھپو چھپو کرتا اس
کے آگے پیچھے پھرتا رہتا رات کو بھی اکثر ماں باپ
کے پاس جانے کے بجائے اسی کے پاس سونے
کی ضد کرتا بھی تو وہ سلا لیتی تو بھی صبا بھابھی
اسے بہلا پھلا کر اپنے روم میں لے جاتی آج
کل تو وہ میکے پائی جاتی تو رافع کو بھی اپنے ساتھ
رکھتی گیا گھر تھا نیا روم تھا اسے نئی جگہ شروع شروع
میں خند ڈرام ہی آتی آج کل بھی کچھ ایسا ہی
مسئلہ تھا مگر اس کے بچکے میں شغف ہوتے ہی نئی
ترسیدی شروع ہو گئی تھی ایک ماہ سے وہ مسلسل
ایک ہی خواب دیکھ رہی تھی اور اس خواب میں نظر
آنے والی آنکھیں اف خدا یادہ کتنی خوبصورت تھیں
وہ جب بھی دیکھتی ان آنکھوں میں کھو جاتی تھی
خواب کا تسلسل ٹوٹتا ہوا وہ حیران ہوتی کہ کیسے اور
کتنے دن سے وہ مسلسل ایک ہی خواب دیکھ رہی
ہے وہ پہروں کڑھتی رہتی مگر کسی سے کچھ نہ کہہ پائی
پھر کیا ہوا ایک دن دو دن پورے سات دن گزر
گئے مگر پھر وہ آنکھیں اسے خواب میں نہ آئیں وہ
تڑپ اٹھی اسے لگا اسے آنکھوں سے محبت ہو گئی
ہے وہ دن کو بھی سلیپنگ لینے لگی مگر نیند بھی کے

آ کے کسی نہ دے رہی تھی اگر غلطی سے آ بھی جاتی
تو وہ آنکھیں نظر نہ آتی وہ پاگل ہی ہونے لگتی
یونیورسٹی جاتی بھی تو بولائی بولائی پھرتی گھر آتے
ہی کمرے میں بند ہو جاتی اس دن تو وہ حد سے ہی
گزرنے لگی رات ساڑھے تین تک جب وہ
کروٹ پہ کروٹ بدل بدل کر تھک گئی تو بے بسی
سے رو دی چیخا چلا نا شروع کر دیا۔

کون ہو تم آخر مجھے اپنا دیوانہ کر کے سامنے
کیوں نہیں آتے پلیز سامنے آ جاؤ میں تمہیں دیکھنا
چاہتی ہوں۔

وہ رو رہی تھی ملتی رہی حیرانگیر طور پر اس کے
رونے چلانے کی آواز گھر والوں تک پہنچی ہی نہ
ورنہ اتنا گہرا سکوت اور شور کسی کو سنائی نہ دے
امپابل فخر کے قریب غیند اس پر مہربان ہو گئی تھی
جب اس نے خواب دیکھا کہ پانی کا شور بہتی
آبشار کے قریب پڑے بڑے ساڑھے کے ایک پتھر
پہ وہ بیٹھی سر گھٹنوں میں دے اونچی آواز میں رو
رہی تھی جیسی اس کے کندھے پہ کئی ہاتھ رکھتا ہے
امن اپنے نام کی پکار پہ وہ سیدھی ہوئی ہے سوائے
آواز کے اسے کچھ نظر نہیں آتا اسے محسوس ہوتا ہے
جیسے کوئی اس کے آس پاس ہی ہے مگر اسے نظر نہیں
آتا اندھیرے میں صرف اسے وہی آنکھیں نظر
آتی ہیں۔

امن رومت مجھے تکلیف ہوتی ہے ہاتھ
کندھے سے سرک کر اس کی آنکھیں صاف کرتا
ہے اور وہ آنکھیں صاف کرنے والے کو محسوس
کرتی ہے مگر وہ کچھ نہیں پاتی دور بہت دور سے اسے
اپنے نام کی پکار سنائی دیتی ہے جو آہستہ آہستہ اس
کے قریب سنائی دیتی ہے ایک دن سے اس کی
آنکھ کھل جاتی ہے امی جان اسے پاس کھڑے ہو

کر آوازیں دے رہی تھی۔

امن جیٹا اٹھو نماز پڑ لو نماز کا نائم جا رہا ہے
نماز پڑھ لو وہ کہہ رہی تھی وہ غائب دماغی سے سر ہلا
تے ہوئے خواب سوچتے سوچتے اٹھ کر واش روم
میں گھس گئی۔

یہ اس سے اگلے دن کی بات ہے رات کا
جانے کون سا پہر تھا بجلی شاید چلی گئی تھی گھر اگھپ
اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا عجیب سی گھبراہٹ سے
اس کی آنکھ کھل گئی تھی شاید اس نے کوئی خواب
دیکھا تھا اس لیے دل گھبرا رہا تھا اگر خواب دیکھا
تھا تو دماغ پہ بہت زور دینے کے بعد بھی ایسا یاد نہ
آیا کہ اس نے خواب میں کیا دیکھا نائم دیکھنے کے
لیے اس نے موبائل ڈھونڈنے کی کوشش میں بیڈ
پہ آگے پیچھے ہاتھ مارا مگر نہ ملا بھی چلی کھڑکی سے
ایک تیز ہوا کا جھونکا اس کے چہرے سے آٹھرایا
اسے یاد آیا رات وہ کھڑکیاں اچھی طرح بند کر کے
سوئی تھی پھر کھڑکی کیسے کھلی آہستگی سے وہ بند سے
اتر گئی تھی اسے گمان ہوا جیسے کوئی تیزی سے کھڑکی
کے پاس اسے گزر رہا ہے وہ خوب سے کا پنے لگی
اس سے پہلے اس کے منہ سے چیخ نکلتی کسی نے
مضبوطی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا چیخ اس
کے اندر گھٹ کر رہ گئی وہ تھر تھر کا پنے لگی

سنو گھبراؤ مت میں تمہیں نقصان نہیں
پہنچانے آیا پلیز مجھ سے ڈرو مت وہ جو کوئی بھی تھا
آواز خاصی خوبصورت تھی امن اسے اندھیرے کی
وجہ سے دیکھ نہ سکی۔

کلک۔۔۔ کون ہو تم اور اندر کیسے آئے وہ
خوفزدہ تھی آواز مشکل پھنسی پھنسی نکلی یوں جیسے
تھوڑی دیر نہ رہی تو وہ رو رہی۔

دیکھو امن گھبراہٹ میں تمہیں دیکھنے آیا تھا
دیکھ لیا اب جا رہا ہوں پلیز رونا نہیں میں جا رہا
ہوں اوکے خدا حافظ۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بھی نہ بوجھتی وہ اسے
کندھوں سے تھامے بولا اور جھک کر اس کی
پیشانی پہ ہونٹ جمادے من سشدر کھڑی رہ گئی
تھی وہ کون تھا کہاں سے آیا تھا اندھیرے کی وجہ
سے اسے دیکھ بھی نہ پائی تھی اور وہ اسے دیکھنے آیا
تھا اور اس کا نام بھی جانتا تھا اپنا کام پورا کرتے
ہی وہ جلدی سے کھڑکی سے باہر کی طرف کود گیا
امن جب ہوش میں آئی تو وہ جا چکا تھا ٹیرس کا
دروازہ کھل کر وہ باہر آئی دور دور تک اس اجنبی کا
کہیں کوئی نام و نشان تک نہ تھا وہ حیران و پریشان
سی واپس روم میں آئی اس وقت لائٹ آگئی باقی
کی شادی رات اس کے جاگئے گزر گئی تھی۔

اب تو آئے دن رات کو سوتے میں اسے
محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی اس کے پاس ہی ہے جیسے
ہی بیدار ہوتی یہ احساس بھی ساتھ ختم ہو جاتا اس
دن تو حد ہو گئی رات کا تیسرا پہر تھا گہری نیند میں
اسے محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے پاس بال سہارا رہا
ہے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا ہے آہستہ آہستہ وہ
ہوش کی کی دنیا میں آئی گئی وہ محسوس کر رہی تھی مگر
اس نے جان بوجھ کر آنکھیں نہ کھولی آج اس نے
پکارا وہ کر لیا تھا وہ جو کوئی بھی تھا وہ آج اسے ضرور
دیکھے گی بالوں میں چلتی ہوئی انگلیاں ایک دم رک
تھی دوسرے لمحے ہی امن کو اپنا دل قابو میں رکھنا
مشکل ہو گیا تھا دل تھا کے زور زور سے دھڑک کر
لگتا تھا کہ جیسے ابھی پسلیاں تو زور باہر آ جائے گا
امن کو اپنے چہرے پر اجنبی سی مساسوں کی پیش

محسوس ہوئی تھوڑی دیر کے لیے اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ابھی نے سینے پر پڑے امن کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھاما ہونٹوں سے لگایا اور احتیاط سے اپنی جگہ رکھ دیا تھوڑی دیر کے لیے کھڑکی کی سونیاں کھینچی تھیں امن کی دھڑکن رکھی تھی اور ابھی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھلی تھی۔

سنو میں جانتا ہوں تم جاگ رہی ہو وہ امن کے کان کے قریب جھکا کہہ رہا تھا اور امن تو جیسے کا تو نو بدن میں لمبی کیفیت لیے پڑی تھی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی ایسا لگا جیسے کسی نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا ہو اور جب آنکھیں کھلی تو جلدی سے لائٹ آن کی تومارے ڈر کے سانس اوپر کا اوپر رہی رہ گیا تھا ساتھ والا بند خالی تھا وہاں کوئی نہ تھا چادر پہ پڑی شکنوں سے صاف محسوس ہو رہا تھا کچھ دیر پہلے کوئی تھا اور سامنے کھلی کھڑکی اس بات کا پتا دے رہی تھی کہ کوئی ابھی ابھی یہاں سے گیا ہے وہ بت بنی اپنے ہاتھ کی پست کو گھورے جارہی تھی جہاں یہ ابھی بھی اس ابھی کا پس موجود تھا وہ کھڑکی تو آج بھی بند کر کے سوئی تھی پھر کیسے کھل گئی یہ سوچنے والی بات بھی ہے ناں۔

قارئین امن بھی سوچ رہی تھی آپ بھی سوچنے میں نہیں سوچنے والی کیونکہ میں جانتی تھی کہ کھڑکی کیسے کھلتی ہے اور پھر کیا ہوا۔

چونٹی کا خوف

خوف کے مارے اس نے مڑ کر دیکھا وہ چار لوہر وں کا ایک گروپ تھا اس کے پیچھے دیکھنے پہ ایک لفٹ کے بے شرعی سے اسے آنکھ ماری وہ خوف کے مارے اور تیز تیز چلنے لگی گھر پندرہ منٹ کی مسافت پر تھا سو وہ پیدل ہی آتی جانی تھی حذیفہ بھیا نے اسے کتنا کہا تھا کہ وہ اسے پک اینڈ ڈراپ کر دیا کریں گے وہ خود ہی نہ مانی اسے اب اپنے انکار پر افسوس ہوا ایک سے ایک لوہر اس کے سامنے آکر اس کا رستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

اے حذیفہ کہاں جا رہی ہو کوئی لفٹ نہیں ہے وہ لوہر انداز میں گویا ہوا وہ ڈر کے پیچھے ہٹے ہوئے بولی۔

پلیز مجھے جانے دو۔

خوفناک 60

پریشان تھی کہ اس شخص کو کٹر لکڑھورے جا رہی تھی جو اس کا مددگار بن کر سامنے آیا تھا ہو ہی سہرا نہ آنکھیں جو ہر وقت اسے حصار میں لیے رکھتی تھی وہ اس کے سامنے تھا آنکھوں آنکھوں کی طرح وہ بھی بہت خوبصورت تھا ان چاروں کی اچھی خاصی درگت بنانے کے بعد وہ چاروں وہاں سے بھاگ نکلے تھے اور واپس مڑ کر تیز چل کر خود کو بے یقین نظروں سے گھورتی ہوئی امن کے قریب آیا تھا اور درجہ کی سے اسے بازو سے پکڑ کر زور سے دبوچا۔

کیا ضرورت تھی آپ کو یونیورسٹی سے اکیلے نکلنے کی اگر نکلی بھی تھی تو ساتھ کسی کا س فیلو کو لے لیتی اگر میں ناظم پر نہ پچھتا تو نبھانے کیا ہو جاتا۔

وہ امن پر برس رہا تھا اور امن ساری دنیا بھلائے اس کی خوبصورت آنکھوں کو دیکھ رہی تھی آپ وہی پیش ناں جو میرے خوابوں میں آتے ہیں وہ بولی بھی تو کیا۔

ابھی نے ناراضگی بھری نگاہوں سے اسے دیکھا اور کچھ بولے بغیر ہی امن کا ہاتھ تھاما اور تیز تیز قدموں سے چل دیا وہ بھی اس کے ساتھ چھپتی چلی گئی گھر کے دروازے پر آکر اس نے امن کا ہاتھ چھوڑ دیا اور واپس مڑنے لگا تھا کہ جب امن نے اسے آواز دے کر روک لیا۔

پلیز تم کون ہو اور واپس کیوں جا رہے ہو وہ بے خودی کی عالم میں بولی۔

میرا نام احرام ہے اور جہاں تک آپ کا سوال ہے واپس کیوں جا رہا ہوں تو آئی پر اس آ نے مجھے جب بھی آواز دیں گے میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا ابھی مجھے جانا ہے وہ ٹھہر ٹھہر کے بولا تھا۔

چونٹی کا خوف

خوفناک 61

کیسے آ جاؤ گے وہ اسے واپس مڑنے دیکھ کر بولی۔

میں نے کہا ناں امن جیسے ہی بلاؤ گی میں آ جاؤں گا بس تھوڑے میں میرا نام لینا۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا اور وہ بے خودی اسے جاتا ہوا دیکھتی رہی یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

پہلے تو دن کا نا مشکل تھا اب تو رات بھی آنکھوں میں کتنے لگی تھی اس دن کے بعد وہ دوبارہ نظر نہ آیا تھا پورا ایک ویک اپنے کمرے کی کھڑکی کو گھورتی رہتی کب وہ کھلے گی اور وہ آئے گا عرصہ ہوا اب تو خواب آتا بھی بند ہو گئے ہیں وہ سارا دن ساری رات کھڑکی میں کھڑی اس کا انتظار کرتی مگر وہ نہ جانے کہاں چاچھا تھا اس دن بھی رات کو وہ کھڑکی میں کھڑی تھی اتنی سو سو رہی تھی وہ سے فجر کی اذان ہی آواز میں آتا شروع ہوئی تھیں وہ بے بسی سے آنکھیں موند کر بے آواز رو دی۔

کہاں ہو تم کون ہو تم کوئی اتنا نہ پتہ کہاں چلے گئے ہو میں گھٹ گھٹ کر مر جاؤں گی احرام پلیز آ جاؤ وہ دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوا تھی نماز پڑھ کر وہ بند پر جا کر لیٹی۔

اتوار کا دن تھا اسے یونیورسٹی سے چھٹی تھی اسے سوچتے سوچتے آنکھ لگ گئی تھی تھوڑی دیر بعد ای جان نے اسے جگا دیا کہ سب ناشتے میں اس کا انتظار کر رہے ہیں وہ جی اچھا کہہ کر اٹھ بیٹھی بھی اس کی نظر بند کے سر ہانے پڑے کاغذ پر نظر پڑی تھی آہستہ سے کاغذ کو کھولا نظریں خوب صورت تحریر پر پھسلنے لگی۔

سنو امن میں نے تمہیں کہا تھا کہ رونا مت مجھے تکلیف ہوتی ہے پھر رات کو تم روتی کیوں تم میرے بارے میں جانا چاہتی ہو ناں تو آج شام پانچ بجے اپنے گھر کے چھٹی سائیز پر بنے باغ میں آ جانا میں وہاں تمہارا انتظار کروں گا مگر امن ایک بات یاد رکھنا میں تم سے شدید ترین محبت کرتا ہوں تم میری کہانی سننے کے بعد اپنا ذرا دگر دو میں دونوں فیصلوں پر تمہارے ساتھ ہوں تمہارا اظہار احرام وہ خط پڑھنے کے بعد کتنی دیر ساکت بیٹھی رہی۔

میں نے تمہیں پہلی بار اس بیٹھے میں دیکھا مجھے عرصہ ہوا یہی رہتا تھا جس دن تم لوگ یہاں شفٹ ہوئے اس سے ایک دن پہلے میری سہیلی یہاں سے ہجرت کر گئی مجھے بھی جانا پڑا تھا مجھے اپنا ذاتی کام تھا اس لیے رکنا پڑا مگر تم لوگوں کے آنے کے بعد میرا یہاں سے جانے کو کئی نہیں کرتا تمہیں دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا سب کام ادھورے رہ گئے میں تمہارا دیوانہ ہو گیا مجھے لگا مجھے ایک دفعہ تمہیں بتاتا چلتا تھا کہ تمہارے سامنے جانا چاہئے مگر وہ مہینے احاطہ نہ کر سکا اور حواں اسی لیے مجھے ملے تمہارے خوابوں تک آپ امن میں تم سے محبت کرتا ہوں میں تمہیں پاتا پاتا ہوں یہاں رہنا چاہتا ہوں تم سے دور ہونے کی بے شمار اختیار کوشش کی مگر یقین مانو امن مجھے لگتا ہے میں مر جاؤں گا سائیس رگ جاتی ہیں امن کیا تم مجھ سے شادی کرو گی پلیز انکار مت کرنا امن پلیز مجھے جھٹلانا مت اگر تم مجھ سے محبت نہیں بھی کرتی تو میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں اتنا پیار دوں گا کہ اتنا خوش رکھوں گا تم مجھ سے محبت کرنے پر مجبور ہو جائے گی پلیز امن انکار مت کرنا پہلے سنجیدہ انداز

سے باہر شروع کرنے والا احرام آخر میں جذباتی انداز میں امن کا ہاتھ تھامتے ہوئے التجائیہ انداز میں گویا ہوا اور امن تو جیسے سوئی جاگی کیفیت میں احرام کو بس دیکھے جا رہی تھی۔

میں تم سے بڑھ کر تم سے محبت کرتی ہوں احرام میں تم سے ابھی نکاح کے لیے تیار ہوں وہ اس کی سحر بھری شخصیت میں کھوئی کھوئی ہوئی۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو امن۔ مگر ہماری شادی کیسے ہو سکتی ہے اوگاؤ میں نے یہ سوچا ہی نہیں تھا وہ امن کا فیصلہ سن کر خودی سے جھوم اٹھا مگر کچھ یاد آتے ہی مایوس کن لہجے میں بولا۔

کلک۔ کیوں نہیں ہو سکتی شادی مم۔ میں اپنے بابا جان اور ای جان سے بات کر لیتی ہوں تب تک تم اپنے والدین کو منالو کیا تمہارے گھر والے راضی نہیں ہیں وہ احرام کے انداز دیکھ کر حیران ہوئی۔

دیکھو امن میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ ہاں بولا ناں وہ مسکرا کر گویا ہوئی۔

امن دیکھو میری بات ذرا غور سے سنو ہم مسلم نبی امن اور ہمارے خاندان والے باہر شادیاں نہیں کرتے پھر میں تم سے شادی کیسے کروں۔ وہ جیسے بے بس ہوا تھا۔

تو تمہارا مطلب ہے تم لوگ مسلم ہیں اور ہم ہندو ہیں ہم بھی مسلم سے اور بھلا یہ کیا بات ہوئی مجھ سے شادی کیسے کرے گے بھی جیسے سب کرتے ہیں ویسے ہی تم سے کرنا ہے وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

وہ بات نہیں ہے امن وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

پھر کیا بات ہے وہ بولی اور احرام نے سرفرا

کے اسے دیکھا۔

امن میں انسان نہیں ہوں میرا تعلق دوسری مخلوق سے ہے وہ آنکھیں میچتے ہوئے بولا۔

اور امن کے سر پر جیسے پہاڑ ٹوٹا تھا ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ سرگوشی کے سے انداز میں بولی احرام نے اسے دیکھا تھا امن سے نظریں نہ کرائی تھیں بھی وہ اس کی نظروں کے حصار میں بندھی پھر احرام نے اسے جو کہا وہ مانتی چلی گئی۔ احرام اس سے اور وہ احرام سے محبت کرنے پر مجبور تھی۔

احرام نے کہا تھا انسان اور دوسری مخلوقات کی شادیاں نہیں ہو سکتی اگر ہو بھی جائے تو بچہ نہیں پائی انسان کی آخری حد موت ہوتی ہے اور وہ اسے موت کے منہ میں نہیں دھکیل سکتا تھا اس نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ دونوں ہمیشہ اچھے دوستوں کی طرح رہیں گے ہر کام ساتھ میں کریں گے ساکھی میں کھائی گے ساتھ میں بیٹیں گے ہر جگہ کہیں بھی جانا ہوا کھائے جائیں گے وہ سارا دن اس کے ساتھ رہتا صرف اسے نظر آتا کوئی دوسرے اسے دیکھ نہ پاتا۔

رات دیر تک بائیں کرتے امن کے سوتے ہی وہ وہاں سے چلا جاتا مگر پہلے کی طرح چپکے سے امن کو دیکھتا ضرور تھا ایک دن وہ بے بس ہو گیا تھا امن میں مر جاؤں گا تم اگر مجھے نہ ملی تو میں یہ دونی کا ناکام کر کے کر کے تھک گیا ہوں یا رات ہی قریب ہونے کے باوجود تم مجھ سے ہزاروں ہاں دور ہو میں تمہیں ہاتھ نہیں لگا سکتا چھو نہیں سکتا امن امن تم تم میری بات سنو تم مجھے دیکھو میری رف امن ہم آج ہی نکاح کر لیتے ہیں مجھے کسی کا ڈر نہیں نہ ہی اپنے قبیلے کا نہ کسی اور کا مجھے صرف تم سے جدائی کا ڈر ہے سنو ہم آج ہی شادی کر لیں۔

وہ دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھامے بول رہا تھا اور امن تو جیسے اپنے ہواس میں تھی ہی نہیں بس اس کی زہری آنکھوں میں کھوئی تھی پھر کیسے وہ احرام کا ہاتھ تھامے کورٹ آئی کیا ہوا سب نکاح ہوا اسے کچھ یاد نہیں رات وہ اسے لیے اسی کے روم میں دروازے کی کنڈی چڑھانے کے بعد وہ کھڑکی بند کر کے چلا ہی تھا جب بند کھڑکی پر دستک ہوئی تھی امن اور اس نے چونک کر کھڑکی کو دیکھا۔

میں دیکھتا ہوں۔ وہ امن سے کہہ کر کھڑکی کی طرف آیا کھڑکی کھول کر باہر چھانکا امن کو کھڑکی کے پاس تین چار سائے دکھائی دیئے تھے وہ گھبرا سی گئی۔

امن ریلکس یار میرے دوست ہیں میں آتا ہوں احرام کہہ کر کھڑکی سے گود کر دوری طرف۔ چلا گیا نجانے ان لوگوں کی آپس میں کیا بات ہوئی پندرہ بیس منٹ بعد وہ غصہ سے بھرا ہوا واپس آیا تھا۔

امن دیکھو میری بات غور سے سنو۔ امن میرے گھر والوں کو میرے قبیلے والوں کو نہ رے نکاح کی خبر ہوگئی ہے وہ لوگ یہی آرے ہیں مجھے جانا ہوگا امن مجھے انہیں رونا ہونا دیکھو امن میں واپس آؤں گا تم میرا انتظار کرنا۔ خبر انا مت میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا باہر میرے دوست دیت کر رہے ہیں مجھے جلدی لگتا ہے اپنا خیال رکھنا صرف میرے لیے اللہ حافظ۔

وہ جلدی جلدی اسے آڈھی ادھوری بات بتا کر اسے اپنے ساتھ لگا یا میٹھانی چوی اور کھڑکی کود گیا انسوؤں سے بھری آنکھیں لیے امن دوڑ کر کھڑکی تک آئی تھی احرام کو بھی شاید اس

کے کھڑکی میں آنے کا پتہ چلا تھا پیچھے مڑ کر دیکھا
ہاتھ ہلایا اور چل دیا اور سے امن نے چار سالیوں
میں اسے گھر سے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

دس دن گزر گئے اسے گئے ہوئے مگر دور دور
تک احرام کا پتہ نہ تھا اب نہ خواب آتے تھے نہ
رات کو کھڑکی کھلتی نہ سچی اور وہ تو سارا دن کمرے
میں بند گھر والے پریشان کہ آکر اسے ہو کیا گیا
ہے امی جان کو پریشان دیکھ کر وہ یونیورسٹی چلی آئی
پڑھنے تو ہوتا تھا نہیں کلاسیں بنک کئے سارا دن
یونیورسٹی گراؤنڈ میں بیٹھی رہی بھی اسے اپنے آس
پاس کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا مڑ کر دیکھنے پر
وہ جیسے پتھر کی ہو گئی تھی جو بہو وہی چہرہ وہی شکل
وہی قد وہی رنگت مگر اس کی آنکھیں ذرا چمک رہی تھیں
احرام کیا نکھیں گہری براؤن مگر اس شخص کی
فلوئٹ نکھیں وہ امن کو دیکھ کر مسکرایا۔ اور اس کے
قریب چلا آیا۔

آپ امن جس ناں وہ اس سے مخاطب ہوا
تھا اس کا سر اثبات میں ہلا۔

مجھے بہرام کہتے ہیں میں احرام کا جزواں
بھائی ہوں ویسے داد دینی پڑی گی بھیا جی کو واقعی
بہرا تلاش کیا ہے انہوں نے وہ مسکرایا تھا اس کی
مسکراہٹ احرام سے کتنی ملتی تھی اس کے اس کی
آنکھوں کا رنگ مختلف نہ ہوتا تو وہ اسے احرام ہی
سمجھتی۔

احرام کدھر ہے وہ جلدی سے بولی
بات کچھ یوں ہے بھابھی جی مجھے احرام
نے بھیجا ہے آپ کے پاس یہ کہنے کے لیے آیا
ہوں کہ آپ دیکھی مت ہونا اور دیا بھی بالکل نہ
کرنا۔

اور وہ خود کہاں ہے۔

یہ آپ کو یہ خط پڑھ کر پتہ چل جائے گا یہ
احرام نے بھیجا ہے آپ کے لیے اچھا میں چلتا
ہوں وہ مسکراتے ہوئے بولا اور جب سے ایک
کاغذ نکال کر امن کو دیا اور خود اس کی نظروں کے
سامنے ہی غائب ہو گیا۔

امن میری جان جب تم یہ خط پڑھ رہی ہوگی
تب میں تم سے دور بہت دور ہوں گا تمہاری
نگاہوں تمہاری پناہوں سے دور امن میں کوشش
کر کے بھی اب تم تک پہنچ نہیں سکتا۔ امن میں
نے تمہیں بتایا تھا ناں ہمارے خاندان میں قبیلے
سے باہر شادی نہیں ہوتی میں نے تم سے شادی کر
لی اور یہاں میرے قبیلے کو علم ہو گیا یہاں تمہیں
مارنے کی تیاریاں کی جانے لگی مگر میرے
ساتھیوں نے مجھے پہلے ہی خبردار کر دیا میں جب
یہاں پہنچا امن سب کے غصہ کو شکل سے ٹھنڈا
مانتی ہو یہ لوگ تمہیں مارنے کے درپے ہیں نہ
جیتے جی تمہارے ساتھ ایسا ہوتے ہوئے کیسے دا
سکتا تھا بھی قبیلے والوں نے شرط رکھی کہ میں تمہیں
چھوڑ دوں طلاق دے دوں ورنہ تمہیں مار
جائے گا امن تم سے دور رہتا تو گوارے مگر تمہیں
خود سے الگ نہیں کر سکتا تم تو میری ساتھیوں سے
بستی ہو یاد میں کیسے خود اپنے ہاتھوں سے مار
ہوں امن میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا مگر خود کو تم
جان کے بدلے میں اپنے قبیلے والوں کے
گروہ رکھوا دیا ہے یہ لوگ اسی بات کے
مانے ہیں۔

امن یہ لوگ کہتے ہیں خود کو ان کے
کردوں تو یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے میں نے

کو ان کے حوالے کر دیا امن میں جانتا ہوں امن
یہ قبیلہ میرا خاندان سے جلد ہی ان کا غصہ ٹھنڈا
ہو جائیگا تو یہ مجھے معاف کر دیں گے پھر میں لوٹ
کر تمہارے پاس آؤں گا بہت مشکل سے خط تم کو
لکھنے کی اجازت ملی ہے میں آؤں گا امن میں
لوٹ کر آؤں گا مگر تمہیں ایک بات کا خیال رکھنا
ہے تم میری امانت ہو میں واپس آؤں گا تمہیں
اپناؤں گا تم میری منکوحہ ہو امن تمہیں کوہ کو میرے
لیے سنبھالنا ہوگا اور پلیز ایک وعدہ تو کرنی جاؤ تم
بھی بھی بالکل بھی نہیں روگی اگر روٹی تو یا تمہاری
آنکھ میں ایک بھی آنسو آیا امن مجھے بہت تکلیف
ہوگی میں خود کا بھی معاف نہیں کروں گا وعدہ
کر نہیں روؤ گی ناں اور ہاں دعا کرنا ہمارا ملن جلد
ہو صرف اور صرف تمہارا جائنا۔ احرام۔

خط تھا یا کوئی دھماکہ ہوا تھا وہ ساکت رہ گئی
دل چاہا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے مگر احرام کو
اس کے رونے سے تکلیف ہوتی اس نے اپنے
آنسو اپنے اندر ہی دبا دیئے۔ وہ اندر سے ٹوٹ کر
بکھر گئی مگر آنسو بھی باہر آنے نہ دیئے۔

آج پچیس سال گزرنے کے بعد وہ وہی
ہی ہے کم سم اداس ہی ای جان اور بیباکان نے
جدا اس کی شادی کرنا چاہی تھی مگر وہ نہ مان تھی
والدین اس کی شادی کی حسرت لیے اس دنیا سے
چلے گئے بھیا اور بھابھی نے بھی زور دیا مگر وہ نہ ملی
رائی کی شادی ہو چکی ہے اس کی ایک پیاری سی
بیٹی بھی ہے وہ پچیس سال کی ہو چکی ہے آج بھی
احرام اس کی نگاہوں میں رہتا ہے وہ آج بھی اس
کا انتظار کرتی ہے احرام کی طرف سے نہ کوئی خبر نہ
کوئی خط کچھ بھی نہیں ملا ایک دفعہ بس وہ خواب
میں آیا تھا وہی ندی وہی بہتی آبشار کے پاس وہ کہتا

ہے امن جدائی بہت لمبی ہو گئی ہے مجھ سے رہا نہیں
جار ہا ہے پلیز کسی طرح تم مجھے یہاں سے چھڑوا
کے لے جاؤ میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں امن
میں تھک گیا ہوں مجھے تمہاری ضرورت ہے امن
جس دن تمہارے دل سے سگنل دینا چھوڑ دیا کچھ
جانتا تھا احرام مر گیا ہے مگر آج بھی اس کا دل
سگنل دیتا ہے کہ احرام آئے گا وہ زندہ ہے وہ آج
تک اس کا آخری خط سنبھالے ہوئے ہے وہ آج
بھی راتوں کو کھڑکی کھلی رکھتی ہے اس امید پر کہ
احرام ضرور آئے گا۔

قارئین کرام یہ میری پہلی کاوش ہے امید
کرتی ہوں کہ تم لوگوں کا دل جیتنے میں کامیاب
ہو جاؤں گی خیر امید پہ دینا قائم ہے نیکست تحریر
تک کے لیے اللہ حافظ۔

نداملی عباس۔ سوہادہ۔ گوجران۔

کنگن

کاش! میں تیرے حسین ہاتھ کا ٹکٹن ہوتا
تو بڑے بڑے پیر سے بڑے جاؤ سے
تو اپنی نازک سی کھائی میں مجھ کو پہنچتی
تو جو بھی بے خیالی میں مجھے دیکھا کرتی
اپنی آنکھوں کی خطک سے مجھے چھیڑا کرتی
جب بھی تو نیند کی ادائی میں جاتی
اپنے سر میں ہاتھ کا ٹکٹن بناتی
تیرے ہاتھوں کی خوشبو سے میں بہک سا جاتا
تیرے کان سے لگ کے کئی باتیں کرتا
اور نہیں تو یہی اک بے نام سا بندھن ہوتا
تو جو کبھی پیار سے مجھے چوما کرتی
تیرے ہونٹوں کی گرمی سے میں دھک سا جاتا
اور نہیں تو یہی اک بے نام سا بندھن ہوتا
کاش! میں تیرے حسین ہاتھ کا ٹکٹن ہوتا

دو گھونٹ پانی

تحریر۔ عروہ ہادی۔ جند انوال بھکر۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
اور اللہ سے دعا ہے کہ جواب غرض کی پوری ٹیم کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھے اور دن و گلی رات چوکی ترقی عطا فرمائے آمین آپ سب کا بے حد شکر یہ آپ نے میری تحریروں کو پسند کیا اور میری حوصلہ افزائی کی جزاک اللہ۔ آپ کی پزیرائی نے حوصلہ بڑھایا تو ایک اور کہانی کیساتھ حاضر خدمت ہو رہی ہوں میں نے اس کہانی کا نام میری ہمد میری دوست رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔
ادارہ جواب غرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا دانشور ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

درخت سے پشت لگائے اینڈی کو دیکھ
ول رہا تھا جو اپنے کمرے سے آسمان پر
اڑتے ہوئے پرندوں کی تصویریں بنا رہا تھا
اسے تصویریں بنانے کا ضبط تھا دنیا میں اگر کسی
چیز سے اسے والہانہ محبت تھی تو وہ چیز اس کا
کمرہ تھا جس سے وہ لاقعد اور تصویریں بناتا
تھا سپرویک اینڈی۔ ول اور پولارڈ اپنے ہاسٹل
سے سیر و تفریح کی غرض سے نکل کر آئے اس
مرتبہ وہ تینوں اپنے ہاسٹل کے پیچھے جنگل میں
آئے ہوئے تھے ان کا کانچ شہر کی پرہجوم
زندگی سے دور تھا ہاسٹل کے پیچھے جنگلات وسیع
و عریض تھا لمبے لمبے درخت سرسبز سر زمین کو ہر
روز ول اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا ہو کر
دور بین سے دیکھتا تھا بہت شوق تھا بھی یہاں
پر آنے کر کھرکا ج میں اپنے چھ ماہ کے قیام میں
وہ تینوں مقامی طالب علموں اساتذہ اور مختلف
افراد سے اسی جنگل سے متعلق موتی کہانیاں سن
چکے تھے کہ چاہتے ہوئے ایڈی اور پولارڈ اس
کے ساتھ یہاں آنے پر متفق نہ ہوئے بالآخر
ول بے حد اصرار اور ضد کرتے انہیں یہاں
لے آیا تھا اینڈی اپنے کیمرے سے کھٹا کھٹ
تصویریں بنانے لگا میں ممکن تھا۔
ول مختلف پرندوں کی دلکش آوازیں سننے
کے ساتھ ساتھ اینڈی کو بھی دیکھ رہا تھا پولارڈ
البتہ چیز کی پائنس میں دونوں ہاتھ ڈالے
چاروں طرف غور سے دیکھ رہا تھا پھر ول
درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنے جوکرز کے تھے
باندھنے لگا جب کسی کے قدموں کی آواز پر
چونکا اس پر سر اٹھا پاؤہ بولا ڈ تھا دل ایک دم
سیدھا ہوا دل نہیں نہیں لگتا یہاں کچھ غلط ہے
پولارڈ لب چپاتے ہوئے بولا ول کھڑا



بوتا ہوا تھا۔ اور مسکرا کر بولا پول شاید تمہارے دماغ میں وہ کہانی گھس گئی ہے جو ہمیں جو رت نے سنائی تھی کہ اس جنگل میں ایک عورت اور ایک کم سن بچی مسافروں کو ملتی ہیں پھر انہیں خوفزدہ کرتی ہیں اور ان کا خون پی جاتی ہیں۔

اینڈی بھی گردن موڑے اسے سن رہا تھا اس کی بات ختم ہونے پر وہ ان کی قریب آیا ہو سکتا ہے دل یہ سب حقیقت ہو۔ ایسے تو کوئی نہیں کہتا اور تم اچھی طرح جانتے ہو یہاں کوئی بھی نہیں آتا اینڈی نے کہا تو پولارڈ نے سر ہلایا۔

ہاں ہو سکتا ہے۔ فرینڈز اگر تم دونوں اتنے خوفزدہ ہو تو واپس چلتے ہیں اس نے دور کھڑی اپنی سائیکل کی طرف اشارہ کیا اینڈی نے کندھے اچکائے اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہم ایک راؤنڈ تو لگا ہی لیتے ہیں اینڈی کی بات ختم ہونے سے پہلے پولارڈ اپنی سائیکل کی طرف بھاگا اور مجھے یقین ہے یہ ریس بھی میں ہی جیتوں گا۔

اینڈی اور ول نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر وہ دونوں بھی اپنی اپنی سائیکل کی طرف لپکے۔

ہمیشہ کی طرح پولارڈ اپنی سائیکل اڑاتا ہوا آگے آگے تھا ول اور اینڈی بھی پورا زور لگا کر آگے نکلنے کی کوشش میں تھے۔

دیکھو سرخ پھولوں والے درخت تک جانا ہے پولارڈ چلایا اینڈی ول کے آگے نکل گیا ول نے بھی کل زور لگا کر سائیکل بھگانے

کی کوشش کی مگر اس کی سائیکل اتنی بھاری ہوئی کہ وہ وہی رک گیا اس نے سائیکل گھسنے کی کوشش کی مگر یوں لگا جیسے کوئی بے حد وزنی چیز سائیکل کے راستے میں حائل ہو اس نے دونوں ہاتھ چھوڑ دیئے سائیکل ایک دم سے نیچے زمین پر گری اور بری طرح لڑکھڑایا کھل کر اس نے جوں ہی سیدھا ہو کر سامنے دیکھا تو وہ ساکت ہو گیا سامنے ایک نو سال کی بچی کھڑی تھی اس نے بے بی پنک کھڑکا گاؤن نما لمبا فرائک پہنا ہوا تھا اس کے گھنے اور براؤن بال کرپہ لہرا رہے تھے ماتھے پہ پنک کھڑکی ہینڈ ریٹن باندھا ہوا تھا جس کے بائیں جانب پر بڑا سا پھول بنا ہوا تھا وہ دونوں ہاتھ بازوؤں سے سینے پر باندھے وائیں بائیں ہلکا ہلکا جھوم رہی تھی جیسے کرسس ٹائٹ پیکول بوائز اور گرلز کرسس سوئنگ کہتے ہوئے جھومتے ہیں۔

ول نے حیرت سے اسے دیکھا بے بی آپ یہاں کیا کر رہی ہیں وہ بچی رکی۔ میرا نام سہلو وا ہے اس نے اٹھی سے اپنی طرف اشارہ کیا اینڈی اور پولارڈ نے دور سے انہیں دیکھا پولارڈ نے سائیکل بھگائی اور ان کے پاس آکر۔

یہ کون ہے سوالیہ نظروں سے ول کو دیکھا ول نے کندھے اچکائے۔ انگل میں وہاں رہتی ہوں ان درختوں کے پار اس نے آئی برو سے اشارہ کیا ول اور پولارڈ نے وہاں دیکھا یہاں کیا کرنے آئی ہو پولارڈ نے پوچھا۔

مجھے پیاس لگی ہے آپ مجھے پانی دے سکتے ہیں۔ اس نے اپنی سبز آنکھیں پھیلا کر کہا اینڈی بھی ان کے پاس آکر پولارڈ نے نفی

میں سر ہلا دیا میرے پاس پانی نہیں ہے اینڈی نے بھی انکار کر دیا ول چھوڑ کر اس بچی کو گھورتا رہا پھر سائیکل کے ساتھ لٹکی ہوئی لیمن اسکو آئش کی بوتل اسے دے دی اس کی سبز آنکھیں چمک گئی اس نے آگے بڑھ کر بوتل لی ڈھکن کھول کر منہ لگا لیا اینڈی اور پولارڈ اسے تک رہے تھے سہلو وہ نے بوتل واپس کی آپ کا شکریہ اٹھل مجھے بس دو گھنٹ کی پیاس تھی وہ بول رہی تھی دل نے سر ہلا دیا اچھا ٹھیک ہے اب اسے گھر جاؤ اس نے مسکرا کر تینوں کو دیکھا اور کندھے اچکا کر ان درختوں کے جھنڈ کی جانب چلتے گئی جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔

نہیں اس اب چلنا چاہئے ول نے کہا تو پولارڈ اور اینڈی نے سر ہلا دیا تینوں نے اپنی سائیکل چلانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئی یہ کیا ماجرا ہے اینڈی کو حیرت ہوئی بہت کوشش کے باوجود بھی وہ سائیکل کو تھینٹ میں بھی کامیاب نہ ہوئے تھے ہمیں ان کو ادھر ہی چھوڑ کر جانا ہو گا کل آکر لے جائیں گے ول بولا تو اینڈی نے سر ہلا دیا ہاں شاید ایسا کرنا پڑے گا نہیں میں اپنی سائیکل یہاں چھوڑ کر نہیں جا سکتا پولارڈ نے انکار کر دیا۔

تو پھر کیا کریں واپس بھی تو جانا ہے ان کو بھی یہ نہیں کیا۔ نصیحت ہے ول نے سر جھٹک کر کہا پھر ایک دم چونک کر سیدھا ہو گیا وہاں ایک طرف اسی بچی کا گھر ہے ان کو جا کر کہتے ہیں ہماری سائیکل کا خیال رکھیں اس نے اسی جانب اشارہ کر کے کہا۔

دو گھنٹ پانی

اینڈی بولا ہرگز نہیں پتہ نہیں وہ کون ہوں پولارڈ نے وہاں سے غور سے دیکھا میرے خیال ایک بار جانے میں کوئی ہرج نہیں پولارڈ نے کہا اور چل دیا ول بھی اس کے ساتھ اینڈی نے دونوں کو جاتا ہوا دیکھا اور انہیں گالیاں دیتا ان کے پیچھے لپکا۔ وہ تینوں درختوں کے جھنڈ سے گزرتے ان اس چھوٹے سے گھر کے سامنے حیرت سے کھڑے تھے لکڑی کا بنا چھوٹا سا خوبصورت گھر ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس جنگل میں بھی ہو سکتا ہے وہ تینوں حیرت سے کھڑے دیکھ رہے تھے جب دروازہ کھلا اور سہلو وہ باہر نکلی اس کی آنکھیں ول کو دیکھ کر چمکی آئیں انگل اس نے دروازہ کھولا اور پیچھے ہٹ گئی تینوں اچکچکاتے ہوئے اندر داخل ہو گئے سہلو وہ انہیں لے کر ایک کمرے کی جانب آئی وہاں کرسیاں سجھی ہوئی تھیں وہ ہاں بیٹھ گئے سہلو وا کمرے میں چلی گئی وہ تینوں کمرے کا جائزہ لے رہے تھے ایک درمیانی عمر کی خوبصورت عورت اندر داخل ہوئی تو وہ بے اختیار سیدھے ہوئے میں سہلو وا کی والدہ ہوں۔ دو لینا۔ انہوں نے مسکرا کر اپنا تعارف کروایا میں ول ہوں میرا تعلق روس سے ہے۔ اور یہ اینڈی ہے۔ اور پولارڈ ہیں دونوں کو ریا کے ہیں۔ ہم سکا لرشپ نیو یارک پڑھنے آئے ہیں ول نے وضاحت سے اپنا اور دوستوں کا تعارف کروایا پولارڈ عورت کو پوری توجہ سے دیکھ رہا تھا اس کی آنکھیں سر دھیں جیسے جذبات اور محسوسات سے عاری کسی گڑبائی کی آنکھیں سرد ہوئی ہیں خوبصورت۔ سحر انگیز مگر بے جان اس ذہن میں کلا راک اور۔

خونک ڈائجسٹ 69

خونک ڈائجسٹ 68

دو گھنٹ پانی

روح کی باتیں گھونسنے لگی۔

بارہ سال پہلے ایک پادری نے ننا سے شادی کر لی تو اس کے علاقے کے لوگ اس کے شدید مخالف ہو گئے تھے کئی سالوں بعد انہوں نے پادری کو غائب کر دیا اور اس کی بیوی اور بیٹی کو جنگل میں لا کر باندھ دیا وہ دونوں کئی دنوں تک بھول اور پیار سے تڑپ تڑپ کر اپنی جان دی ان کے مردہ جسم وہی گھٹے سرستے رہے اور پھر بہت سے لوگوں نے وہاں سے گزر بھی ختم کر دیا اب اتنے سالوں سے جو بھی ادھر آتا وہ کبھی واپس نہیں گیا تھا پولارڈ کے جسم میں خوف خون کے ساتھ گردش کرنے لگا وہ بے اختیار کھڑا ہوا ہم کو چاہا ہے اس کی بات پر اینڈی اور ول بھی خاموشی سے اسے دیکھتے ہوئے کھڑے ہوئے۔

اب تم نہیں جاسکتے تم لوگ ہمارے مہمان ہو اور ہم اپنے مہمانوں کی قدر کرتے ہیں اس نے ذخیرے ہوئے تختے لہجے میں کہا ول اس کے پر اسرار انداز سے چونکا اینڈی اور پولارڈ بھی ساکت رہ گئے وہ دروازہ بند کر کے چلی گئی ول نے اپنے چکر ہوا سر دونوں ہاتھوں میں تھاما اور بیٹھ گیا اس کے اعصاب جو جھل ہو گئے آنکھوں کے پوئے بھاری ہو کر بند ہونے لگے وہ کرسی سے سر نکالے آنکھیں موند کر بیٹھ گیا بجائے کیسے اس کے حواس نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ غنیمت کی جھیل میں ڈوبتا چلا گیا۔

وہ اس کی آنکھ سورج کی حد درجہ تپش کی وجہ سے کھلی اس نے بائیں ہاتھ کا چھبنا بنا کر سورج کی تپش سے جلتے چہرے کو پچھانا چاہا وہ

زمین پر اوندھالینا ہوا تھا آہستہ آہستہ جب غنیمت کا شمار اتر آ تو وہ ایک دم سیدھا ہوا یہاں پر نہ کسی گھر کا نام و نشان تھا اور نہ اینڈی پولارڈ کا ول نے آنکھیں پھاڑ کر چاروں طرف گھورا اس سے کچھ فاصلے پر ایک تہہ شدہ گلابی کاڑھ بڑا تھا اس نے بازو بڑھا کر اٹھایا اور اسے کھول کر پڑھنے لگا ول تم اچھے انسان ہو اس لیے تم زندہ بچ گئے ہو تم ہمارے خاص مہمان نہ بن سکے پتہ سے کیوں کیوں کہ تم دو گھونٹ پانی کا لالچ نہیں رکھتے جانتے ہو دو گھونٹ پانی کی وجہ سے ہماری جان چلی گئی اور آج دو گھونٹ پانی کی وجہ سے ہی تمہاری جان بچ گئی ول زندگی میں ہمیشہ پانی کی قدر کرنا پانی ہمارا بہترین دوست بھی ہوتا ہے ہماری زندگی کا ستون بھی اس لیے قدر کرنا دو گھونٹ پانی کی۔

ول نے بار بار پڑھا پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اینڈی اور پولارڈ بہت سے اور افراد کی طرح مارے گئے اور وہ بچ گیا فقط دو گھونٹ پانی کی وجہ سے۔

غروہ ہادی۔ جنت نوال بکھر

سرد راتوں کو میرے پاس آتی ہیں تیری یادیں ہر شب تھکان میں ستاتی ہیں تیری یادیں لوٹ کر اب بھی نہ آئے گا تیرے پاس ہر شب یہی کہہ کر مجھے رلاتی ہیں تیری یادیں روز و شب تجھے بھلائے کی کوشش کرتا ہوں تیرا نام لے کر مجھے تڑپاتی ہیں تیری یادیں جب کبھی مجھ جاتا ہے تیرے پیار کا دیا مجھ سے پوچھے بغیر اسے جلاتی ہیں تیری یادیں عبادت بھلائے چاہتا ہوں جس صورت کو ہر شب مجھے صورت دہی دکھائی ہیں تیری یادیں۔

خونناک ڈائجسٹ 70

دو گھونٹ پانی



آسیبی جال

--- تحریر: اسد شہزاد۔ گوچرہ منڈی بہاؤ الدین۔

اس بارے میں زیادہ نہیں جانتی ہوں لیکن اتنا جانتی ہوں کہ اس خویلی میں ایک جادوگر آیا تھا وہ کئی دنوں تک یہاں رہا تھا اور اس دوران ہی لوگوں کا قتل ہونے لگا تھا۔ یعنی جادوگر نے ان کو انسانی گوشت کھانے کا عادی بنادیا تھا اور نہ ایک انسان دوسرے انسان کا گوشت کیسے کھا سکتا ہے میں اس کی بات سن کر سب کچھ سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ وہ خوشی سے نہیں کرتے ہیں بلکہ مجبور ہیں ایسا کرنے کے لیے اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہو سکتا ہے کہ وہ خود بھی زندہ نہ رہ سکیں۔ ایسی میں نے کئی کہانیاں پڑھ رکھی تھیں اور میں اب اس کی زبانی یہ سب جان کر اطمینان کر بیٹھا تھا کہ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے کوئی جن بھوت نہیں بلکہ وہ خود ہی ایسا کرتے ہیں اور وہ سب سے بڑھ کر وہ خود ہی جن بھوت ہیں۔ وہ کہانی سناتے ہوئے رو رہی تھی مجھے اس پر بہت ترس آ رہا تھا ابھی میں نے بہت کچھ پوچھنا تھا اور بہت کچھ جاننا تھا کہ دروازے پر دستک ہوتی میں نے دروازہ کھولا تو حیات آیا تھا اس کے ساتھ وہ گونگا بھی تھا اور کچھ محافظ بھی تھے حیات نے ہمیں دھوکا دیا تھا وہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔۔۔

ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

میں سوائے امتحان کے کچھ بھی نہ تھا ہر زندگی پل ہر لمحہ زندگی مجھے سے امتحان لے رہی تھی۔ میری ماں ذہنی مریض تھی میں نے اپنی ماں کے سوا کسی کو نہیں دیکھا تھا میں صرف اپنی ماں کو جانتا تھا ہوش میں آیا تو صرف ماں میرے سامنے تھی میرے لیے محنت کرتی راتوں کو جاگتی اور میری ذرا سی تکلیف پر بے قرار ہو جاتے والی خدا ہی جانتا ہے کہ میری ماں نے کن حالات میں میری پرورش کی میں نے بھی اپنے باپ کو نہیں دیکھا ماں نے بتایا تھا کہ میں جب دو برس کا تھا تو میرا باپ کا انتقال ہو گیا تھا۔ میں تو اس لمحے کو کوس رہا تھا جب میں نے اخبار پر جاب کے اشتہار پر اچانک نظر ڈالی جس میں کوئی ٹھکانہ صاحب کی خویلی میں ملازمت تھی اشتہار میں یہ لکھا ہوا تھا کہ ملازم کو چوبیس گھنٹے وہیں رہنا ہو گا خواہ بہت معقول تنہی اور ان دنوں میرے

پاس کوئی خاص کام نہ تھا اس لیے میں اس ملازمت کے لیے تیار ہو گیا اشتہار میں کسی کا فون نمبر بھی درج تھا میں نے فون کیا تو دوسری طرف سے کسی نے کھردری آواز میں پوچھا کون۔ میں نے بتایا آپ کا اشتہار پڑھ کر آپ کو فون کر رہا ہوں چند لمحوں کی خاموشی کے بعد مجھے آواز سنائی دی۔ تم پہلے آؤی ہو جس کا فون آیا ہے اس لیے تمہارا انتخاب ہو گیا ہے کچھ بڑھے لکھے بھی ہو۔ جی جناب میں بے کام کیا ہے۔ ٹھیک ہے اب ہمارے پاس آ جاؤ کام یہاں بتایا جائے گا لیکن جانے سے پہلے ماں کو کس ہسپتال میں داخل کروانا لازمی تھا جو کہ میں نے ایک دوست کی مدد سے کروا لیا۔ پھر بذریعہ ریل میں چل پڑا پھر ٹرین رک گئی میں نے اپنا سوٹ کیس اٹھایا اور

مئی 2014

خونفاک ڈائجسٹ 72

آسیبی جال

خونفاک ڈائجسٹ 73



اتر گیا۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا نہ کوئی کینن نہ کوئی گیٹ پلیٹ فارم کے نیچے دور دور تک جنگل پھیلا ہوا تھا یا شاید کھیت ہوں کیونکہ اندھیرا اتنا زیادہ تھا کہ کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا اس آدمی نے اپنی کھردری آواز میں بتایا تھا کہ تمہیں لینے کے لیے حویلی میں سے گاڑی پہنچ جائے گی لیکن وہاں کوئی گاڑی نہیں تھی صرف سناٹا تھا اور پلیٹ فارم کے باہر سے جھینگروں کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں میں کوئی بزدل انسان نہیں تھا لیکن اس ماحول نے مجھے واقعی پریشان کر دیا اور خوفزدہ کر دیا تھا سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب یہاں سے کہاں جاؤں۔ نہ جانے حویلی یہاں سے کتنی دور ہے میں اس اندھیری رات میں اس انجان مقام پر پیدل بھی نہیں جا سکتا تھا اور نہ ہی کوئی بندہ نہ بندے کی ذات جس سے کچھ معلوم کر سکتا سوائے انتظار کے اور کیا چارہ تھا میں نے ایک سگریٹ سلگا لیا اور کوٹھری کے پاس والی بیچ پر آکر بیٹھ گیا اب ایک بار پھر میری سوچیں میرے ساتھ تھیں۔ میں نے بھی کیا زندگی گزاری تھی میرا پرانا نام علی حسن ہے پریشانیوں سے بھری ہوئی مسلسل جدوجہد کرتی ہوئی زندگی ماں نے تعلیم دلوای ماں اگرچہ زیادہ بڑھی نکلی نہیں تھی لیکن بے پناہ بصیرت کی مالک تھی صابرہ قناعت پسند خدا سے بھی مایوس نہ ہو جانے والی بے شمار خوبیاں تھیں ماں میں۔ مجھے ہمیشہ سے یہ احساس رہا ہے کہ مجھے اپنی ماں کا سہارا بننا ہے بہر حال میں اس کی بوڑھی بیویوں میں اب اتنی طاقت نہیں کہ وہ محنت کر سکے اس لیے میرا دھیان صرف اپنی پڑھائی پر تھا زندگی میں سوائے کتابوں کے اور ماں کے اور کچھ بھی نہیں تھا اچانک کسی نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا میں تقریباً جھل ہی پڑا اور زور سے چیخ پڑا۔ ایک تو اتنی خوفناک جگہ اوپر سے رات اس آدمی نے ایک اولی چادر کی ہیکل

بار رکھی تھی اس کا آدھا چہرہ چھپا ہوا تھا ایک چمکدار آنکھیں جو اس کی تھیں مجھ پر جمی ہوئی تھیں۔ کون ہو تم اس نے کہا میں بہت زیادہ ڈر گیا تھا دل میں بہت سے خیال گردش کرنے لگے میں نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ تمہا صاحب کی حویلی میں جانا ہے میرا اتنا کہنا تھا کہ اس نے دوڑ لگا دی میں پیچھے سے اسے آوازیں دیتا رہ گیا۔ میں حیران رہ گیا کہ یہ تمہا صاحب کا نام سن کر بھاگ کیوں گیا ہے اتنے میں سے کسی نے میرے نام سے مجھے پکارا میں فوراً پلٹا اور دیکھا تو ایک ڈروائی شکل کا بندہ کھڑا تھا عجیب چہرہ تھا میں بیان نہیں کر سکتا اس کی سرخ آنکھیں جو مجھ پر جمی ہوئی تھیں بڑا سا پکڑے جیسا تاک چہرہ جھریاں سے بھر پڑا تھا کوئی عام بندہ ہوتا تو اسے دیکھ کر بے ہوش ہو جاتا لیکن میں نے خود کو ہوش میں رکھا چلو میرے ساتھ اس نے کہا۔ میں نے اسے پہچان لیا یہ وہی کھردری آواز والا تھا۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ تم نہیں آؤ گے میں نے کہا۔ راستے میں گاڑی خراب ہو گئی تھی اس نے بتایا اس لیے یہاں آنے میں دیر ہو گئی بس اب آ جاؤ اب دکھائی دیا کہ پلیٹ فارم کے نیچے ایک گاڑی کھڑی ہوئی تھی لیکن میں اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ گاڑی کی مجھے آواز نہیں آئی پلیٹ فارم سے نیچے اتر کر اس نے کہا بس ایک منٹ کے لیے رک جاؤ پدی سے تمہارا تعارف کروادوں اور یہ بہت ضروری ہے میں اس کی بات سمجھ نہیں پایا نہ جانے پدی سے اس کی کیا مراد ہو سکتی تھی۔ پدی آدمیوں اس نے گاڑی کی طرف دیکھ کر کہا۔ چند لمحوں کے بعد ایک دیو پیکر بلا میرے سامنے کھڑی تھی میں اسے بلا ہی کہہ سکتا تھا وہ ایک بہت بڑا جانور نما کتے جیسا اس کا منہ تھا اتنا

دیو قامت جس کے بدن پر بڑے بڑے بال تھے۔ ریچھ کی طرح انتہائی سیاہ رنگ جسے وہ خود بھی اس اندھیرے کا ایک حصہ ہے اس کی آنکھیں اس طرح چمک رہی تھیں جیسے چراغ جل رہے ہوں وہ ہمیشہ تاک بلا میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ خدا کی پناہ کسی بھیسا تک رات تھی میری اس وقت خوف کے مارے میں کانپ رہا تھا پلیٹ فارم کے نیچے گاڑی کے پاس پدی نام کی بلانے چاروں طرف سے مجھے سوگھنا شروع کر دیا تھا اس پر اسرار آدمی نے اس بلا سے کہا تھا یہ حویلی کے مہمان ہیں ان کو اچھی طرح پہچان لو اور اس بلا نے مجھے سوگھنا شروع کر دیا ہر لمحہ ایسا لگ رہا تھا جیسے اب وہ مجھے چر پھاڑ کر رکھ دے گا میں نے اپنی زندگی میں اتنا بھیسا تک اور دیو قامت بلا نہیں دیکھی تھی میں تو اس لیے کوکوس رہا تھا جب مجھے یہاں جا ب کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی پدی کی فراہم بھی سمجھنے سے بھیسی تھی وہ کچھ دیر تک مجھے سوگھتا رہا اور پھر ایک طرف ہٹ گیا میرا خوف کے مارے برا حال تھا پدی نے تمہیں قبول کر لیا ہے اس نے آدمی نے کہا۔ جب یہ کسی کو قبول نہیں کرتا تو اس کو بری طرح زخمی کر دیتا ہے اب چلو گاڑی میں بیٹھ جاؤ اس وقت میں اتنا خوفزدہ تھا کہ میری ٹانگیں کانپ رہی تھیں میں نے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا اور گاڑی کے قریب پہنچ کر میں نے اس بلا کو دیکھا وہ گاڑی کے کھلے دروازے سے جب لگا کر ڈرائیو کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا مجھے جھنجھکے دیکھ کر اس ڈروائے آدمی نے کہا۔ پدی اب تم سے کچھ بھی نہیں کہے گا۔ تم بیٹھ جاؤ۔ مجھے وہی کرنا پڑا جو اس نے کہا تھا گاڑی چالنے والا وہی ہی پر اسرار آدمی تھا جس نے ابھی تک اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا اپنا تعارف بھی نہیں کروایا تھا سفر شروع ہوا خوف سے اس بات کا بھی احساس نہیں رہا تھا کہ سفر کتنی دیر کا ہے میری

نگاہیں اس دیو پیکر بلا پر جمی رہی تھیں براہ راست۔ نیاز ہو کر کھڑکی سے باہر جھانک رہا تھا کارن کیتھ کے درمیان سے گزرتی ہوئی جاری تھی میں نے خود میں ہمت پیدا کر کے اس پر اسرار آدمی سے پوچھا۔ پلیٹ فارم پر ایک بندہ ملا تھا مجھے۔ میں نے اس کو سارا حلیہ بتایا اور ساری بات بتائی بات سن کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی بڑی شیطانی مسکراہٹ تھی اس کی وہ بے ضروری بدر روح آخری اس کے منہ میں ہی رہ گئے میں نے پوچھا بی بی کیا فرمایا۔ آپ نے کچھ نہیں وہ ایک بے ضرر سا بندہ ہے وہ ہمارا نام میرا مطلب ہے تمہا صاحب کا نام سن کر بھاگ گیا تم پریشان مت ہو مجھے اس کے لہجے سے لگا کہ وہ مجھوت بول رہا ہے۔ خیر اس کی بات کا یقین کرنے کے علاوہ میں کیا کر سکتا تھا مجھے اب زیادہ خوف محسوس ہو رہا تھا دل کو چین نہیں آ رہا تھا ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے میں کسی نادیدہ قوت کی گرفت میں جا رہا ہوں اتنے میں آبادی شروع ہو گئی یہاں روشنی ہو رہی تھی ویسے رات کی وجہ سے یہاں ہر طرف سناٹا تھا پھر گاڑی بہتر روڈ پر آ گئی اور کچھ دور چلنے کے بعد ایک حویلی کے کھیت پر آکر رک گئی رات کی وجہ سے حویلی گرچہ پوری طرح واضح نہیں ہو سکتی تھی لیکن اتنا ضرور اندازہ ہو گیا تھا گاڑی حویلی کے پورچ میں آکر رک گئی تھی حویلی بہت بڑی تھی ہمارے اترنے سے پہلے ہی وہ بلا گاڑی سے اتر کر ایک طرف چلا گیا دو ملازم آگے بڑھے ان میں سے ایک نے میرا سوٹ کیس اٹھالیا۔ صاحب کو ان کے کمرے میں لے جاؤ اس آدمی نے سوٹ کیس اٹھانے والے ملازم سے کہا پر مجھ سے مخاطب ہوا۔ تمہارا کھانا تمہارے کمرے میں پہنچا دیا جائے گا۔

نہیں تھے۔ موت نہیں ہے میں نے جلدی سے ان کی بات کے جواب میں کہا۔
تمہاری مرضی۔ اور ہاں اپنے کمرے کا دروازہ رات کو بند رکھنا میں نے کہا۔
کیوں ایسا کیوں کہا۔

رات کو یہاں بلائیں مہوٹی ہیں نبھانے اس کی اس بات کا کیا مطلب تھا لیکن اتنا ضرور تھا کہ وہ مجھے خوفزدہ کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کے کہنے کے مطابق دروازہ بند کر لیا وہ نہ بھی کہتا تو میں دروازہ بند کر لیتا تھا یہ نہیں مجھے یہاں آکر بہت خوف محسوس ہو رہا تھا ایسے لگتا تھا کہ جیسے میں کسی آبیسی جال میں پھنس گیا ہوں۔ سوچتے سوچتے صبح ہو گئی اور میں نہیں جانتا تھا کہ مجھ کس وقت خنڈ آئی تھی دروازہ پر ہونے والی دستک سے آنکھیں کھل گئیں میں نے دروازہ کھولا تو ایسا محسوس ہوا جیسے دروازے کے پیچھے سے چاند نکل آیا ہے کیا خوب صورت چہرہ تھا کسی حسین لڑکی تھی جس کے چہرے کی معصومیت نے اس کے حسن میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا وہ دروازے کے درمیان میں آکھڑی ہوئی اور میری طرف دیکھ کر بولی۔ اگر زندگی چاہتے ہو تو یہاں سے بھاگ جاؤ یہ کہتے ہی وہ بھاگ گئی اور میں اس کی بات سن کر پریشان ہو گیا اور ڈر بھی گیا میں نے اس لڑکے کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا اور سوچتا ہوا میں کمرے آ گیا۔ اتنے میں حویلی کا ایک ملازم ناشتہ لے کر آ گیا تمہارا نام کیا ہے میں نے اس سے پوچھا۔

صاحب جی حیات۔
اچھا حیات یہ بتاؤ ابھی جو لڑکی گئی ہے وہ کون ہے۔ میں نے اس سے پوچھا۔

صاحب جی وہ تھا کہ صاحب کی بیٹی ہے اس کا دامنی تو زان ٹھیک نہیں ہے اس حویلی کی مالکن ہے وہ تو مجھے اندازہ ہو گیا تھا یہ ملازم ہی ہو سکتی ہے

میں نے کہا۔

میں یہاں تو آکھوں۔ یہ مجھے بتاؤ۔
بارے میں بتاؤ مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔
یہاں کیا کرتا ہے۔

یہ حویلی تھا کہ صاحب کی ہے یہ بتاؤ۔
نام ہے اس پورے علاقے کے مالک ہیں آپ انہیں کی ملازمت کے لیے آئے ہیں اس کام سے لیے آئے ہیں یہ میں نہیں جانتا۔ یہ سب میٹر صاحب بتا سکتے ہیں میں نے کہا۔
تمہارے میٹر کب آئیں گے۔

میٹر صاحب شام کو آئیں گے سوال یہ ہے کہ شام تک میں کیا کروں گا۔

حویلی دیکھیں صاحب جی یہاں بہت کچھ ہے ایک ایسا کمرہ بھی ہے جس میں کتابیں بھری ہوئی ہیں ایک کمرے میں تھا کہ صاحب کے خاندان کی یادگاریں ہیں آپ پر کوئی پابندی نہیں ہے آپ سب جگہ جا سکتے ہیں سوائے زنان خانے کے اور ایک تہہ خانے میں تہہ خانے میں تو بھول کر بھی نہ جائے گا۔ حیات صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیوں تہہ خانے میں کیا ایسا ہے میں نے پوچھا۔

یہ نہیں صاحب یہ تھا کہ صاحب کا حکم ہے ناشتہ سے فارغ ہو کر میں نے یہ سوچا کہ حویلی کا چکر لگا لیا جائے اب تو یہاں ہی رہتا ہے اس لیے اس مقام سے جتنی جلدی ہو سکے واقفیت ہو جانی چاہیے میرے لیے یہی بہتر ہے۔ وہ حویلی میرے اندازے سے کہیں زیادہ بڑی تھی نبھانے کہتے جھے تھے ان گنت کمرے والا ان محن غلام گردشیں صحراؤں والے راستے اور ایک کمرہ واقعی لاہری کا تھا کمرہ کیا اچھا خاصا ہال تھا جس کی دیواروں پر ہنگاموں کی ہوئی تھی اور الماریوں میں کتابیں بھری ہوئی تھیں ان پر باقاعدہ اس طرح نمبر لکھے ہوئے

تھے جس طرح لائبریری میں لگائے جاتے ہیں میں یہاں بھی گیا کی مدت ختم کیے کی ملازم سامنے آئے۔ وہ دب سے ایک طرف ہٹ جاتے تھے اس مدی باکہ خوف تھا لیکن وہ بھی دکھائی نہیں دے پاتے میں نے پانچ ایک الماری کی طرف کر لیا اس الماری میں مشہور مصنف کی کتابیں تھیں میں نے ایک کتاب اٹھائی کتاب اٹھاتے ہی ایک آواز آئی اور وہ الماری جس سے کتاب اٹھائی تھی وہ ایک سائینڈ ہوئی ہوئی ایک دروازہ ظاہر ہو گیا۔ میں حیران رہ گیا میں نے غور سے اس دروازے کو دیکھا میرا تجسس سے سرا بھر اور میں دیکھنے لگا کہ اس دروازے کے پیچھے کیا ہے۔ ابھی میں دروازے کو ہاتھ لگانے ہی والا تھا کہ ایک آدمی میرے سامنے آکھڑا ہوا وہ بہت ہی بھیاں تھا انتہائی مضبوط بدن سیاہ رنگت چھوٹی آنکھیں اور گھٹا ہوا سر اسے دیکھتے ہی سے خوف محسوس ہو رہا تھا اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔۔۔ ایں۔ ایں۔ آں اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ گونگا تھا بول نہیں سکتا تھا اس لیے اشاروں کی زبان میں دریافت کر رہا تھا کہ میں کون ہوں اور کیا میں سے آیا ہوں اب ایک نئی مصیبت سامنے آگئی تھی۔ میں نے اپنے طور پر اشاروں ہی کی مدد سے اسے سمجھانے کی کوشش کی کہ میں کون ہوں اور یہاں کیوں آیا ہوں لیکن اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ اچانک اس گونگے سے میرا گردن پکڑا اور چھوڑنا شروع کر دیا میں نے خود کو اس کی گرفت سے چھڑانے کے لیے اس کے چہرے پر ایک گھونسا رسید کر دیا اس نے جواب میں کسی ماہر باکسر کی طرح میرے چہرے پر ایسا پھانچ مارا کہ میں دیوار سے ٹکرا کر گر پڑا اور میرا بدن اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔ کسی سیٹی کی تیز آواز ایسا شور جیسے لوگ باہم کر رہے ہوں مجھے آری تھی نہیں یہ کوئی اور آواز تھی میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا کچھ لوگ میرے

ارد گرد کھڑے تھے اور میں ایک رستہ پر تہہ آہستہ چہرہ۔ واٹ۔ لے لے لے لے لے لے لے لے لے ملازمین تھے ان سے درمیان میٹر بھی تھا جو گت انٹیشن سے یہاں تک لایا تھا اس وقت میں خود کو تماشا محسوس کر رہا تھا یہ ایسا ہو رہا ہے یہاں۔ میں نے پوچھا اس آدمی نے مجھ پر حملہ کیوں کیا تھا مجھے یہاں کس قسم کی ملازمت دی گئی ہے میں نے یہ سارے سوالات ایک ہی ساتھ پوچھے۔ سب ٹھیک ہے پریشان نہ ہو میٹر نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا وہ گونگا تھا کہ صاحب کا محافظ ہے اور ان کی خفیہ جگہ کا بھی تم نے ایک خفیہ تہہ خانہ کھولا جس کی اجازت نہیں تھی اور تم تھے بھی نئے گونگے نے تمہیں اجنبی سمجھا تھا اسے سمجھا دیا گیا ہے اور تم دوبارہ اس جگہ پر نہیں جانا۔

لیکن یہاں میرا کام کیا ہے میں نے پوچھا۔
یہ تم کو تھا کہ کتابیں صاحب بتائیں گے۔
کب ہوگی ان سے ملاقات۔ میں نے پوچھا۔

ابھی تم میرے ساتھ چلو گے میں نے جلدی جلدی اپنا حلیہ درست کیا اب میں اس شخصیت سے ملنے جا رہا تھا جس کی یہ حویلی تھی اور جس نے مجھے ملازم رکھا تھا۔ میٹر آگے آگے چل رہا تھا میں اس کے پیچھے تھا کئی کمروں اور والوں سے گزرنے کے بعد ہال میں آگئے یہ بہت بڑا ہال تھا قدیم طرز کے شان دار فرنیچر سے سجھا ہوا ایک دیوار کے ساتھ ایک تخت بچھا ہوا تھا جس پر سفید چادر اور گاؤ جھکے لگے ہوئے تھے تھا کہ صاحب اس تخت پر بیٹھے ہوئے تھے سفید کرتہ شلوار میں ان کی شخصیت بہت شان دار دکھائی دے رہی تھی سرخ و سفید رنگت چڑھی ہوئی مونچھیں اور بڑی بڑی آنکھیں لیکن ایک بات ان کی آنکھیں میں ایک عجیب رنگ تھا جو پیلا لکڑا تھا جو اس کے خوبصورت لڑکی اور حیات کے علاوہ ہر ایک

کیا معلوم کون کم بخت ہیں رات کو ہر ہفتے لڑکی اور لڑکے کو اٹھا کر لے جاتا ہے کچھ پتہ نہیں چلتا۔ بابا نے پریشانی سے کہا۔

کیا بعد میں لڑکی اور لڑکے کا پتہ چلتا ہے یا نہیں۔ میں نے پوچھا۔

نہیں۔ اس بے چاری کا کوئی پتہ نہیں چلتا بیٹا سب کہتے ہیں آجی چکر ہے بوڑھے نے کہا۔

کیا پولیس میں رپورٹ نہیں ہوتی۔ میں نے اس کی آسب والی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا

پولیس بھی کیا کر سکتی ہے بس حوصلہ دے دیتے ہیں لیکن سنا ہے کہ آج ایک نیا انپکٹر آیا ہے۔

تو اب اس لڑکے اور لڑکی کے والدین کیا کریں گے میں نے پوچھا بیچارے ٹھا کر صاحب کے پاس جا کر فریاد کریں گے اس کے علاوہ کبھی کیا سمجھتے ہیں۔ بوڑھے نے اسی پریشانی کے انداز میں کہا۔

تو کیا وہ سب اس وقت ٹھا کر کے پاس گئے ہیں۔ میں نے پوچھا۔

ہاں۔ میں یہ سب دیکھنے کے لیے حویلی واپس آ گیا یہاں واقعی بہت سے لوگ تھے اس میں بد نصیب لڑکی کے ماں باپ اور لڑکے کے بھی ماں باپ اور رشتے دار بھی تھے ٹھا کر صاحب ایک کرسی پر سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے لوگ رورو کر فریاد کر رہے تھے میں بھی ایک طرف جا کر کھڑا ہو گیا۔

ٹھا کر صاحب نے اپنی گردن اٹھا کر ان لوگوں کو دیکھا اور دیر سے بولے۔ ان کی آواز میں دکھ بھرا ہوا تھا۔

میرے بچو تم بتاؤ یہ بوڑھا تمہارے لیے کیا کر سکتا ہے خدا جانے کون ان کو اٹھا کر لے جاتا ہے۔

ٹھا کر صاحب ہماری عزت چلی گئی لڑکی کا

باپ روروں کا تھا وہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے ٹھا کر صاحب اگر اس کو کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گا لڑکے کے باپ نے کہا۔ مجھے احساس ہے دینو ٹھا کر صاحب نے کہا۔ میں بھی ایک باپ ہوں میں جانتا ہوں کہ اس وقت تم پر کیا گزر رہی ہے اب بتاؤ میں کیا کر دو پہلے بھی پولیس کو بتا چکا ہوں لیکن پولیس نے کچھ بھی نہیں کیا پولیس بھی کچھ نہیں کرے گی ٹھا کر نے کہا۔

سرا ایک نیا آفیسر آیا ہے کہتے ہیں کہ وہ بہت بہادر ہے ایک سچائی کا ساتھ دینے والا ہے ابھی وہ بوڑھا بتائی رہا تھا کہ اتنے میں ایک ملازم آیا اور بولا ٹھا کر صاحب باہر کوئی انپکٹر آیا ہے وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے اسے اندر بھیج دو ٹھا کر نے کہا میں نے دیکھا انپکٹر بہت چنڈم تھا اور چوڑی باڈی اس کے اوپر پینٹ شروٹ پہنی ہوئی تھی بہت اچھا لگ رہا تھا اس نے آتے ہی سب کو سلام کیا جی میرا نام انپکٹر اسد ہے اور میں آپ کے گاؤں کا نیا انپکٹر ہوں اور جو لڑکا اور لڑکی غائب ہوئے ہیں ان کے سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں میں اتنی بات سن کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ یہاں ایک آدمی میرے انتظار میں تھا وہ اس حویلی کا چھوٹا مالک تھا اصغر ٹھا کر صاحب کا بیٹا۔ وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تنقیدی نگاہوں سے میرا جائزہ لے رہا تھا پھر اس نے درشت بھرے لہجے میں کہا۔ میں یہاں اس لیے آیا کہ تم کو سمجھا دوں کہ تم ان سارے معاملات میں دلچسپی مت لو کون اغوا ہو رہا ہے کس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے یہ سب تمہارا دوسر نہیں ہے۔

سمجھ گیا۔ لیکن میرے کان تو کھلے ہوتے ہیں جو میرے کانوں تک آوازیں آتی ہیں وہ تو میں سن ہی لوں گا اس کی آنکھوں کا رنگ دیکھتا ہوں تو میں سن سکیں تک رہنا اور جس کام کے لیے رکھا گیا ہے وہ کام ہی کرنا ہے اس نے کہا اور مجھے غور ہوا کمرے سے باہر نکل گیا ایک بار میرا دل چاہا کہ میں اس کی

ملازمت پر لعنت بھیج کر یہاں سے واپس چلا جاؤں لیکن خواہ مخواہ اپنی جگہ اور دوسری بات یہ تھی کہ وہ لڑکی تنہی مجھے بھی جی تھی میں یہ سوچ رہا تھا کہ اپنے کام کی ابتدا اس طرح کروں کیا اسے میرے سامنے لایا جائے گا یا مجھے اس کے سامنے لے جائیں گے یا میرا کوئی تعارف کروائے گا اور ڈیوری کس وقت لینی ہوگی۔ پتہ نہیں کیا ہوگا ویسے یہ بات درست تھی کہ اس حویلی کے معاملات بہت پراسرار اور الجھے ہوئے تھے میں ابھی یہ سب سوچ رہا تھا کہ غلطی کمرے میں آگئی اس وقت اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی یعنی خاموشی کی صورت میں وہ بالکل ٹھیک دکھائی دے رہی تھی میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اس کی آنکھوں کا رنگ اپنے باپ یا بھائی کی طرح نہ تھا عام نارمل انسان کی طرح تھا۔ اس کی آنکھوں میں بہت کشش تھی

تمہاری آنکھوں کو دیکھ کر یہ یقین ہوا ہے بدن کے سارے حال آنکھوں میں آگئے ہیں کون ہو تم ابھی تک یہاں سے بھاگے نہیں ہو میں نے تم سے کہا تھا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔

میں یہاں نوکری کرنے آیا ہوں اور آپ کا خیال رکھنے کے لیے۔

کیا بھواس ہے وہ اچانک بھری تمہارے جیسے چار پہلے بھی یہاں آچکے ہیں اور کوئی بھی زندہ واپس نہیں گیا ہے میں یہ سن کر شہنشاہ سا گیا۔ اس نے مجھے خوفزدہ کر دیا تھا۔

سنو۔ اس نے مجھے مخاطب کیا تم چاہے جو بھی ہو اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اپنا کام جاری رکھو اور ان کا ہر حکم مانو یہ میں تمہیں مشورہ دے رہی ہوں ورنہ۔۔۔ اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ میں دروازے کی طرف دیکھتا رہ گیا۔ اور میں بہت ڈر گیا تھا مجھے ہر کردار ایک دوسرے سے بڑا کر پراسرار بت سے بھرا پڑا ملا

میں حیات کی طرف دیکھ رہا تھا۔ یہ کمرے کی صفائی کے لیے آیا تھا وہ بھی نہ کمرے میں اس طرح دیکھ لیتا جیسے مجھ سے کہہ کر جاتا تھا۔ وہ یہاں بھی اس سے بہت کچھ کہتا چاہتا تھا سنا نہ جاتا تھا۔ وہ فرج سے صبر نہیں ہوسکتا تھا وہ میرے پاس آ کر بولا۔

صاحب آپ یہاں سے چلے جائیں تو زیادہ اچھا ہوگا۔ میں نے کہا۔

مجھے یہاں سے جانا ہی ہے میں یہاں رہنے کے لیے نہیں آیا ہوں بس کچھ الجھنیں سی ہیں وہ دور ہو جائیں تو اچھا ہے۔

آپ کن پکڑوں میں پھنسے ہیں صاحب تم بتاؤ اس حویلی میں مجھ سے پہلے بھی کچھ لوگ کام کرنے آچکے ہیں۔ میری اس بات پر اس نے حیران ہو کر میری طرف دیکھا۔ آپ کو کیسے معلوم ہے۔ تم میری بات کا جواب دو۔

جی صاحب۔ اس نے گہری سانس لے کر کہہ دیا تین چار پہلے بھی آئے تھے لیکن بے چارے پتہ نہیں کہاں چلے گئے ہیں ان کا کچھ بھی پتہ نہیں چلا ہے لیکن کسی نے کہا کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو اپنا کام جاری رکھو۔

پتہ نہیں صاحب کیا بھید ہے آپ کا یہاں رکنا ٹھیک نہیں ہے حیات نے کہا۔

کیوں میں نے پوچھا۔

بس صاحب ٹھیک نہیں ہے میں اس کے بارے میں آپ کو کچھ زیادہ نہیں بتا سکتا حیات نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا یہ بتاؤ ان لڑکی اور لڑکے کے بارے میں کچھ جانتے ہو کہ ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے وہ کدھر جاتے ہیں۔

نہیں صاحب۔ حیات نے کہا مجھے حیات کے لہجے میں سے لگا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

لاہ سے بھی نہیں اسٹیشن جانا ہوگا۔
وہ یوں نہ سمجھتا۔ اس نے گہری نظروں سے
مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔
مجھے کچھ کام ہے وہاں میں نے مختصر جواب
دیا۔
ٹھیک ہے آپ کو ذرا بیور چھوڑ آئے گا میں
اسے کہہ دیتا ہوں۔

پولیس اسٹیشن کی عمارت ٹھیک ہی تھی میں اندر
داخل ہوا تو سامنے حوالدار اپنے کام میں مصروف تھا
مجھے دیکھ کر اس نے بیٹھنے کا اشارہ کیا مجھے انسپکٹر اسد
صاحب سے ملنا ہے میں نے اس کو اپنی طرح سوالیہ
نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔
خیر یہ آپ کس سلسلے میں ملنا چاہتے ہیں اس
نے پوچھا۔ لیکن اسکا لہجہ بہت ہی اچھا تھا۔
جی اس لڑکی اور لڑکے کے کیس کے سلسلے میں

آپ آفس میں چلے جائیں۔
میں آفس چلا گیا انسپکٹر اسد فائل کو بغور دیکھ
رہے تھے مجھے دیکھتے ہی انہوں نے فائل کو ایک
طرف رکھ دیا سلام دعا کے بولے بیٹھ جائیں میں
ان کے سامنے ہی بیٹھ گیا جی میں آپ کی کیا خدمت
کر سکتا ہوں انہوں نے خوش دلی سے کہا۔
سر میں لڑکے اور لڑکی کے غائب ہونے کے
سلسلے میں حاضر ہوا ہوں آپ نے اس پر کتنا کام کیا
ہے میں اصل بات کی طرف آیا۔
میں نے آپ کو ٹھاکر کی حویلی میں دیکھا تھا
اور جہاں تک کیس کی بات ہے میں نے سارے
حالات کا جائزہ لیا ہے اور نتیجہ یہ نکالا ہے کہ یہ کوئی
براسراریت سے بھرا کیس ہے میں نے اپنے آدمی
جستی کے ہر کوئے پر کھڑے کئے ہیں اور جو پہلے والا
انسپکٹر تھا اس کے مطابق کوئی آدمی آتا جاتا نہیں

دیکھا لیکن مجھے اس کی بات پر شک ہے اس لیے
میں نے تیسرے سے بہتر مشورہ کر رہا ہوں
انسپکٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
لگتے ہو اسد آپ سے تم پناہ گزین۔
جی میں ان کے بارے میں کام کرتا ہوں میں نے
مختصر سا جواب دیا آپ سوچتے ہوں گے اس کیس
کے بارے میں۔ اور آپ مجھے میرے نام سے پکار
سکتے ہیں۔

جی شکریہ میں نے کہا۔ اور ساتھ ہی کہا میرے
خیال میں اس کیس کا تعلق حویلی سے ہو سکتا ہے
میں نے اپنے دل کی بات کہہ دی۔
تم یہ بات کس انداز سے کہہ رہے ہو اسد
نے پوچھا۔ اور میں نے شروع سے لے کر آخر تک
تمام بات کہہ دی۔ انہوں نے میری باتوں کو بہت
ہی غور سے سنا۔

تمہاری بات سے بہت شکوک ہیں لیکن اس
سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ٹھاکر صاحب اس معاملے
میں ہوں اور کیا تم نے دوبارہ جہ خانے میں جانے
کی کوشش کی ہے۔
نہیں۔ ایک تو وہاں پہرہ بہت سخت
لگا ہوتا ہے اور دوسرا وہاں جانے سے روکا گیا ہے
میں نے بتایا اور وہ ڈیواری میں کیا ہو سکتا ہے اور کیا
تم نے ابھی تک کوئی ڈیواری تم لی ہے۔ اسد نے
پوچھا۔

نہیں سر ابھی تک میں نے کوئی ڈیواری نہیں
لی ہے میرا مشورہ ہے کہ تم پتہ لگاؤ کہ جہ خانے میں
کیا ہے اور ڈیواری میں کیا ہوتا ہے اسد نے کہا۔
اوکے میں کوشش کروں گا مجھے اجازت دیں
کافی دیر ہوگئی ہے میں چلتا ہوں میں نے اٹھتے
ہوئے کہا اور اسد سے سلام دعا کرنے کے بعد میں
واپس چلا آیا۔

آن تھیں ڈیواری لیے جانا ہے ابھی نکل جاؤ
ڈیواری سے ساتھ یہ ایک دس کے ڈیواری بنی ہے
ڈیواری تو مٹا دینا چاہیے جانے کا بیٹھنے کے
بغیر ساتھ میں دیتے ہوئے تھا۔ میں چپ چاپ
جا کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد ہمارا سفر شروع
ہو گیا جیسی ہوئی اس کے بعد کھیتوں کے سلسلے تھے جو
نہایت ہی خوبصورت تھے بہت دیر بعد
بیب ریل کی یہاں بھی ایک مکان بنا ہوا تھا
میدانوں اور کھیتوں۔ کدو میدان یہ ایک اجڑا ہوا اور
بری حالت والا مکان تھا۔ آپ اندر جاسکتے ہیں
ڈرائیور نے کہا میں گاڑی سے اتر کر مکان کے
دروازے کی طرف بڑھا اور جا کر دستک دے دی۔
جواب میں ایک بھاری بھر آواز سنائی دی اندر
آ جاؤ۔ میں اندر چلا گیا جیسی حالت باہر مکان کی تھی
وہیسی کی کمرے کی سامنے کرسی پر ایک سیاہ فام بیٹھا
ہوا تھا بیک لے کر آئے ہو اس فام نے اپنی بھاری
آواز میں پوچھا جی لے کر آیا ہوں۔ میں نے
جواب دیا مجھے دو اور وہ بیک اٹھا لو میں نے بیک
اس کو دیا جو اس نے فوراً پکڑ لیا فوراً پکڑنے کی وجہ
سے بیک کھل گیا اور اس میں بڑے بڑے ٹونوں
والی گڈیاں نیچے کر پڑیں میں برا حیران ہوا سیاہ فام
نے نورادہ گڈیاں واپس رکھی اور گرجدار آواز
میں کہا جو کام کرنے آئے ہو کرو خیر وہ بیک کی طرف
گیا وہ ایک درمیانے سائز کا بیک تھا اور وزن بہت
بھاری تھا خیر میں نے بیک اٹھا کر گاڑی میں رکھا
اور واپس حویلی کی طرف چل دیا لیکن میں حیران تھا
کہ پیسے کم از کم پچاس لاکھ کے قریب تھے اور اس
بیک میں اتنی خاص کیا چیز تھی کہ جو پچاس لاکھ تھی
پہلے تو میرا دل کیا کہ کھول کر دیکھ لوں لیکن ڈرائیور
کے ساتھ تھا اس لیے یہ سب نہ کر سکا میں نے حویلی
میں بیٹھ کر بے چینی سے بیٹھتے ہوئے دیکھا گاڑی کو
آتے دیکھ کر اس کو کچھ چین آیا اور وہ بیک فوراً لے

لیا اور بھاگ کر وہ لاہ پہنچی۔ اسے کمرے میں
چلا گیا۔ میں نے اس کو پچھا کہ کچھ ارادہ کیا
تھانے کتنے سوالات میرے ذہن میں آ رہے
تھے خیر بیٹھنے کے پیچھے کچھ تھا بیٹھنے کے وہ کتاب
ہلائی اور الماری ایک سائیز پر ہوگئی اور بیٹھنے
والے دروازے سے جہ خانے میں داخل ہو گیا
اور الماری اپنی جگہ پر واپس آگئی اب میں سوچ
رہا تھا کہ جاؤں یا نہ جاؤں پھر میں نے یہ راز
کھولنے کا ارادہ کر لیا میں نے کتاب ہلائی
اور الماری ہٹ گئی میں نے آہستہ سے دروازہ کھولا
نیچے بہت زیادہ سیریلیاں تھیں جو کہ ایک دروازے
پر ختم ہوئی تھی میں نے وہ دروازہ کھولا لیکن دل
بہت زیادہ ڈر رہا تھا۔ خوف سے میرا برا حال تھا
جیسے ہی دروازہ کھولا تو میرے ہوش اڑ گئے بیٹھنے کے
کھول رہا تھا ٹھاکر صاحب کا بیٹا بیٹھا ہوا تھا اور بیٹھنے
نے بیک سے گوشت کا ٹکڑا نکالا انسانی گوشت کا اور
ٹھاکر کے سامنے رکھ دیا جیسے وہ ایسے کھانے لگے
جیسے بچپن سے بھوکے ہوں میں اب وہاں سے
واپس جانے کا سوچ رہا تھا کہ پدی سامنے آ گیا
اور میرے اوپر چھلانگ لگادی میرا پہلے ہی خوف
سے برا حال تھا۔ اوپر سے پدی اس نے مجھے بری
طرح سے کاٹا شروع کر دیا۔ اور مجھے بری طرح
زخمی کر دیا۔ میں بے ہوش ہو گیا۔ ہوش آیا تو خود کو
ایک کمرے میں پایا یہاں ہر طرف تاریکی کا راج تھا
مجھ میں جلنے کی ہمت نہ تھی میں نے کوشش کی زخم
اسنے زیادہ تھے اور اس وقت اسنے ذکر رہے تھے کہ
بتائیں سکتا۔ پھر میری آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے
کے قابل ہوئیں تو دیکھا کہ کمرے کی حالت بہت
بری تھی اور کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جو کہ بند تھا
مجھ میں جلنے کی ہمت نہ تھی۔ اس وقت میرے دماغ
میں کئی باقیں گردش کر رہی تھیں ایک تو یہ پتہ لگ گیا
تھا کہ ٹھاکر صاحب بیٹھنے اور ٹھاکر کا بیٹا آدم خور تھے

تسب اندازہ کرتا۔ یہ پورا بدن ایک بار پھر کسی
بہت بڑے رشتہ میں تبدیل ہو گیا تھا ایسی ہی بے پناہ
تحریف ہو رہی تھی میرے چاروں طرف اندھیرا ہی
اندھیرا تھا۔ میں صرف اتنا محسوس کر سکتا تھا کہ میں
کسی کمرے کے فرش پر پڑا ہوا ہوں البتہ مجھے لگ
رہا تھا کہ مجھے پھر تہہ خانہ میں لے آئے تھے پھر ایک
چچ سنائی دی کسی عورت کی پاڑی کی چیخ میں کانپ
سا گیا۔ خدا کی پناہ یہ کیسے لوگ تھے بے چاری عظمی
رتشد دکر رہے تھے چیخ بھی ایسی تھی کہ جیسے کسی کے
جسم پر کوڑے برسائے جارہے ہوں پھر اس لڑکی کی
سسکیاں گونجنے لگیں شاید وہ بھی میرے ساتھ اس
کمرے میں ہی تھی اس لیے اس کی آواز مجھے اتنے
قریب سے سنائی دے رہی تھی۔ میں نے اپنے
دونوں ہاتھ آگے بڑھائے میرے ہاتھ میں ایک
دیوار کے ساتھ ٹکرا گئے یعنی مجھے کسی دیوار کے ساتھ
لا کر پھینکا گیا تھا اس ٹل میں بہت ہی تکلیف ہوئی
۔ میرے دونوں ہاتھ بھی زخمی تھے شاید انہوں نے
میری بے ہوشی کے دوران مجھ پر غصہ اتارا تھا
نجانے کتنے کوڑے یا ڈنڈے مجھ پر برسائے تھے
میں نے اس طرف رینگنے کی کوشش کی لیکن مجھ سے
ایسا نہیں ہو سکا تھا درو کی تیز لہر بھی آگئی اور میں چیخ
اٹھا تھا میں نے اپنے ہونٹوں کو بچھنچھ کر اپنی گردن
ایک طرف ڈال دی خدا جانے کتنی دیر تک اس
طرح پڑا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ روشنی ہونے لگی یہ
روشنی ایک روشن دان سے آرہی تھی اب معلوم ہوا
کہ میں ایک بڑے کمرے میں ہوں اور کمرے کو
دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے کمرہ کیا پورا رتشد خانہ تھا
ایک بڑی سی میز تھی جس کے چاروں انسانوں کو
باندھنے کے لیے بیلٹ لگے ہوئے تھے ایک طرف
آری پڑی ہوئی تھی اور نوکے بھی تھے اس کے کھانے
پینے کا سامان دیکھ کر میں بے ہوش ہوتے ہوئے
بچا۔ ایک آدمی میز پر بندھا ہوا تھا اس کی ایک ٹانگ

گھسیا۔
تمہارا اندازہ درست تھا حویلی میں یہ سب
کھیل کھیل جا رہا تھا کوئی آسبی طاقت نہیں کر رہی تھی
بلکہ حویلی میں موجود ہی انسان یہ سب کچھ کر رہے
تھے میں نے ہر طرح سے انکوائری کر لی تھی اور اس
نتیجہ پر پہنچا تھا کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ یہی ہے۔۔
میں نے ان سب کو پکڑ لیا ہے پدی کو مار دیا ہے
اور اب تمہارے سامنے ہوں۔

وہ۔۔ وہ عظمی کہاں۔۔ میں نے اس کے
بارے میں پوچھنا چاہا وہ بھی ٹھیک ہے اگر میں
بروقت کارروائی نہ کرتا تو شاید وہ کچھ ہو جاتا جو شاید
نہیں ہوتا چاہیے تھا میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس
نے میری دعا سن لی تھی نہ صرف مجھے زندگی دی تھی
بلکہ عظمی کو بھی زندہ میرے سامنے کر دیا تھا۔
انکیز اسد صاحب آپ کا بہت شکریہ کہ آپ
نے ہم لوگوں کی جان بچائی ہے ورنہ میں اپنی موت
کو بہت قریب سے دیکھ رہا تھا۔

ہاں جانتا ہوں۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ تم
نہیں جانتے میں بہت کچھ جانتا ہوں میں جب سے
یہاں آیا ہوں ایک دن بھی سکون سے نہیں رہا ہوں
ہر لمحہ اس کیس کی طرف رہا ہوں نہ دن دیکھ رہا تھا
اور نہ ہی رات میرا ایک مقصد تھا کہ میں اس
درندے کو پکڑوں جو انسانی جانوں کو خوار
کر رہا ہے اور میں کامیاب ہو گیا ہوں یہ میرے
لیے بہت بڑی کامیابی ہے اگر یہ کام نہ ہوتا تو شاید
یہاں بہت کچھ ہوتا رہتا۔ نجانے کتنی جانیں خوار
ہو جاتی۔

میں نے بہت کچھ معلوم کر لیا ہے ان لوگوں کو
آدم بنایا گیا تھا جس نے یہ سب کیا تھا وہ ان کے
ہاتھوں ہی مارا گیا تھا اس کا خون بھی یہ لوگ ہی پی
گئے تھے اور اس کا گوشت بھی یہی لوگ کھا گئے تھے
انکیز اسد نے نیا انکشاف کیا جو میرے لیے بہت
اہم تھا۔ وہ مجھے اپنے ساتھ لیے ایک ڈاکٹر کے پاس
لے گئے اور پھر میرا اور عظمی کا علاج ہوتا رہا۔

پھر بعد میں پتہ چلا کہ ٹھاکر اور ان کے تمام
ساتھی مارے جا چکے ہیں میں نے ایک گہری سانس
لی ان کا مرنا انسانوں کے لیے نئی زندگی تھی اگر وہ
زندہ رہتے تو انسانی خون ہوتا رہتا کیونکہ وہ انسانی
روپ میں درندے تھے ہاں درندے۔

اور اب ہم دونوں بہت خوش ہیں۔ ہم نے
شادی کر لی ہے اور ایک اچھی زندگی گزار رہے
ہیں۔ آج میں سوچ رہا ہوں کہ اگر اس لمحے انکیز
اسد اس کیس میں دیکھی نہ لیتا تو ہو سکتا ہے کہ میں
زندہ نہ ہوتا اور نہ ہی عظمی زندہ ہوتی جواب میری
بیوی ہے اور اس کے دل میں اپنے لیے میں بہت
پیار دیکھ رہا ہوں وہ واقعی ایک چاہنے والی بیوی ہے
۔ ہم نے وہ شہر ہی چھوڑ دیا تھا اور ایک نئی جگہ پر ایک
مکان بنالیا تھا میری ماں بھی مر گئی تھی وہ میری جدائی
میں بیمار رہے تھے اور میری جدائی ہی ان کی
موت کا سبب بنی۔

قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے
سے ضرور نوازیئے گا۔

جا دس دس ساری دنیا نوں
اساں پیار تیرے نال پانچھیا
ہن نکل نہیں سکدا دل چوں تو
اساں ایسا چندرا لا چھڈیا
ناں لگے تھی ہوا تینوں
تیرے لئی اساں بدل منگ لیے نہیں

تیرے سر تے سایہ رکھن ہی
مینوں دانگ تندور جلا لینا
اس زندگی سانواں چاں نوں
اساں تیرے مانویں لانھن
ناں دور ہوں دا سوچیں توں
تیری راہواں وچ مرجاواں گی
میں جان کھلی تے رکھ لئی اے
نالے کفن گلے وچ پانچھیا
اس دنیا تو ہن ڈرتا نہیں
اسیں پیار کراں گے رج رج کے
اک دوجے دی ہانہ پھڑکے کرن
اسیں دنیا نوں دیکھا پھڈیا
کشور کرن۔ چوکی

یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی
کیوں پیار میرا ٹھکرایا غیروں کی تیج سجائی
تیرے ہاتھوں کا رنگ بدل گیا
میرے دل کا لبو خنجر گیا
تو دلہن بن گئی چچ دجج کے
میری جان لبوں پر آئی
یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی
تو ہم کو تڑپتا چھوڑ گئی
غیروں سے رشتہ جوڑ گئی
ہم تجھے پکارتے رہ گئے
تو نے ہم سے دوری بڑھائی
یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی
میرے مرنے کی ہرجائی
جب خبر تیرے تک آئی
تو ساری راتیں بھول گئی
کیوں آنکھ تیری بھر آئی
یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی
کشور کرن۔ چوکی

شیطان دیوتا

-- تحریر: ایم ڈاکرستی۔ ماسمہ۔ --

اور کہا جل جا۔ تو اس کے گھنے بالوں کو فوراً آگ لگ گئی وہ خود کو بچانے کے لیے لاکھ جتن کرنے لگا جس سے خود کی آگ بجھا سکے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا اور جلتے جلتے کوئلہ بن گیا دشنا دیو کی موت کو دیکھ کر وکرم جادوگر غصے سے چلایا۔ اے کیسے یہ تو نے کیا کر دیا میری سب سے بڑی طاقت کو بار دیا اب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا یہ کہتے ہی وہ میری طرف بڑھنے لگا اس نے میرے پس پیچ کر میرے بالوں کو زور سے کھینچا اور میرے پیٹ پر لات دے ماری میں درد کی شدت سے چیخ اٹھا میں اس بات پر حیران تھا کہ وکرم جادوگر جیسے کے لحاظ سے بوڑھا دکھائی دے رہا تھا مگر اس میں طاقت اور پھرتی جوانوں کی طرح تھی اس نے مجھے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور دور پھینک دیا اب میں زمین پر لینا کراہ رہا تھا بڑی مشکل سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا میرے بالکل پیچھے اس شیطان دیوتا کا بت تھا جس کا وکرم بیروکار تھا وکرم نے ہاتھ ہوا میں بلند کئے تو اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر آگیا وکرم نے بلاتا خیر وہ پتھر میری طرف اچھال دیا میں نے فوراً سے پہلے دوسری طرف جست لگائی اور وہ پتھر بت پر جا لگا جس سے بت ریزہ ریزہ ہو گیا وکرم جادوگر نے جب یہ دیکھا تو سر پر ہاتھ رکھ دیئے اور کہا۔ اے خبیث لڑکے تو نے تو مرنا ہی تھا ساتھ میں میرا بھی سیتا ناس کر دیا۔ ابھی وہ مجھ پر غصہ ہی اتار رہا تھا کہ غار زور زور سے ہلنے لگا میں نے بند کچھ سوچے سمجھے باہر کی جانب دوڑ لگا دی گرتے سنبھلتے میں غار کے دہانے پر پہنچ گیا اور باہر چھلانگ لگا دی اس کے ساتھ ہی غار ایک زوردار دھماکے سے اڑ گیا اگر میں چند سیکنڈ اور باہر نہ آتا تو میری ہڈیاں بھی نہ ملتیں۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

دیکھو رمیض جیٹا۔ دانیال نے اگر آتا ہوتا تو وہ آجاتا لیکن اب تم اس کی سزا مہمانوں کو کیوں دے رہے ہو بیٹا آؤ ایک کاٹور ات کانی بیت گئی ہے مہمانوں کو کھانا بھی کھانا ہے اور واپس بھی گھر دن کو جاتا ہے۔ نہیں پاپا میں دانیال کے آنے سے پہلے ایک نہیں کاٹوں گا چاہے مہمان بھوکے رہیں یا کچھ بھی ہو دانیال نے وعدہ کیا تھا وہ ضرور آئے گا۔ ڈاکٹر شبیر اپنے بیٹے پر بار بار کیک کاٹنے کے لیے دباؤ ڈال رہے تھے مگر وہ ایک رٹ لگا رہا تھا کہ دانیال کے آنے سے پہلے کیک نہیں کاٹنے کا اسی اثنا میں دروازے پر دستک ہوئی اور دانیال کمرے میں داخل

خوفناک ڈائجسٹ 88

خوفناک ڈائجسٹ 89

شیطان دیوتا

نکلتا اور بچ گیا تھا اور دانیال اور رمیض کلاس فیلو تھے دانیال رمیض کا سب سے بہترین دوست تھا اور رمیض اور دانیال جو بھی کمرے میں سے باہر نکلے تو ساری لائسنس بھجادی گئی اب ہال میں صرف چاند کی چاندنی ہر سو جگہ گارہی تھی جو کہ آج چاند کی چودھویں رات تھی اسی لیے چاندی عروج پر تھی اسی دوران دنیا کا سب سے زیادہ گایا جانے والا گیت پٹی برٹھ ڈے نو یو گایا جانے لگا ہال میں موجود تمام لوگوں نے رمیض کو پٹی برٹھ ڈے وٹ کیا اور رمیض کیک کے پاس کھڑا تھا دانیال بھی اس کے پاس ہی کھڑا اس کی خوشیوں میں شریک تھا اب رمیض نے کیک پر دس موم بیتوں کو پھونک سے بھجایا تو سارا ہال تالیوں سے گونج اٹھا اب تمام لائسنس ان کر دی گئیں تھیں ایک بار پھر رنگ برنگی بیتوں سے ہال جگمگا اٹھا اب رمیض نے کیک کا نا اور کیک پیس اٹھا کر دانیال کو کھلایا دانیال نے آدھا کھا کر آدھا رمیض کو کھلایا ایک بار پھر تالیوں کو نہر کئے والا سلسلہ شروع ہو گیا ایک کا چہرہ خوشی سے تھلکا رہا تھا کیک کھانے کے بعد کھانے کا دور شروع ہوا سب لوگوں نے بلا تکلف کھانا کھایا اور کھانے سر فراغت پانے کے بعد مہمان گھروں کو چل دیے رمیض کے پاس تختے تھا نف کا ڈھیر لگ چکا تھا رمیض کو کچھ محسوس ہونے لگی تو دانیال نے کہا۔ چل یار آئینہ آ رہی ہے سوتے ہیں رمیض نے ماما پاپا کو گڈ نائٹ وٹ کیا اور دانیال کے ساتھ اپنے کمرے میں چلا گیا اچھا دانیال صبح نماز پڑھنے کے لیے جانا ہے میں سو رہا ہوں صبح گپ شب ہوگی دونوں نے ایک دوسرے کو گڈ نائٹ کہا اور سو گئے۔

بیٹا رمیض دانیال جاگو بیٹا نماز کا وقت ہو گیا ہے ڈاکٹر شبیر دروازے پر دستک دینے کے ساتھ ساتھ آواز بھی لگا رہے تھے کافی دیر دستک دینے کے بعد بھی جب اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو ڈاکٹر شبیر کے دل میں طرح طرح کے خیال آنے لگے

آوازوں نے ماحول کو مزید دہشت ناک بنا دیا تھا یہ رونے کی آوازیں جنسرب اور اس کی بیوی کی تھیں آوازیں سن کر سب گاؤں والے جمع ہو گئے گاؤں کے لوگوں کی عادت تھی کہ دوسرے کا درد اپنا درد سمجھتے تھے جب گاؤں والے چن زب کے گھر پہنچے تو وہ انتہائی غم میں دکھائی دے رہے تھا بار بار دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ میں پانی پینے کے لیے جاگا تو اپنے بیٹے شاہ زب کو چار پانی پر نہ پا کر مجھے تشویش ہوئی رات کو رہ میرے پاس ہی سویا تھا لیکن اب موجود نہیں تھا میں نے گھر کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن کچھ پتہ نہیں چلا۔ اتنے میں زہیر بولا چن زب بھائی کہیں وہ بارہ نہ چلا گیا ہو زہیر باہر ہوتا لیکن دروازے کو اندر سے کھدی لگی ہوئی تھی اور دیواروں سے کود کر باہر وہ جا ہی نہیں سکتا تھا وہ نو سال کا ہے دیوار پر چڑھنا اس کے بس کی بات نہیں اسی اثنا میں پولیس گھر میں داخل ہوئی اور واقعے کی نوعیت دریافت کی جب واقعے کا پتہ چلا تو انسپکٹر ڈیشان کا ہاتھ ٹھکا انسپکٹر وہاں کا انچارج تھا۔ یہ واقعہ بھی ڈاکٹر شبیر کے بیٹے رمیض اور اس کے دوست دانیال کی طرح تھا وہی کہ گھر کے اندر سے لاک تھا پھر بھی شاہ زب غائب تھا گاؤں کا ہر فرد اس بات پر حیران تھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ گھر لاک ہوتا ہے پھر بھی بیٹے غائب ہو رہے ہیں لیکن کسی کے پاس اس کا جواب نہیں تھا۔

اب یہ واقعے معمول بننے لگے اور ہر تیسرے دن بیٹے غائب ہو جاتے لیکن کوئی بھی سراغ نہ ملتا اب تو دونوں کا فرق بھی ختم ہو چکا تھا اور ہر روز ایک یا دو بیٹے غائب ہو جاتے اب گاؤں میں وحشت پھیل چکی تھی لوگوں نے بچوں کا باہر نکلنا بالکل بند کر دیا تھا شام ہوتے ہی لوگ اپنے بچوں کو بغل میں لیے گھروں میں دھک کر بیٹھ جاتے اب اس گاؤں کا سکون ختم ہو چکا تھا والدین کو یہ درد بے لگا کہیں

آج ہمارے بچے کی باری نہ ہو۔

انسپکٹر ڈیشان نے ہیڈ کوارٹر سے پولیس کی نفری منگوائی تھی اس کے ذہن میں یہ تھا کہ انوکھ کارڈ کسی گروہ کا کام ہے اور وہ انتہائی چالاک کی سے بیٹے اغوا کرتا ہے اور کوئی سراغ نہیں چھوڑتا لہذا اس نے اغوا کی وارداتوں کو روکنے کے لیے گاؤں کے تمام داخلی اور خارجی راستوں پر پہرہ لگوا دیا تھا۔

آج سردی عروج پر تھی ہر طرف سنائے کا راج تھا ایسے میں جب ہوا پٹتی تو گماں ہوتا جیسے بہت ساری غفرتیں سرگوشیاں کر رہی ہوں ایسے میں سپائی گاؤں میں گشت کرتے ہوئے پہرہ دے رہے تھے تمام سپاہیوں کے پاؤں شل ہو چکے تھے انسپکٹر ڈیشان گاڑی میں پورے علاقے میں گشت کر رہا تھا اس نے سپاہیوں سے پوچھا کچھ پتہ چلا کسی گروہ کا۔ نو سر۔ نہیں کوئی سراغ نہیں ملا ان کی طرف سے نفی میں جواب ملنے پر اس نے سوچا کہ شاید اغوا کار کو معلوم ہو گیا ہے ہم نے پہرہ لگا رکھا ہے اس لیے ایسا کوئی بھی واقعہ نہ ہوا لیکن اس وقت اسکا دماغ چکر ا گیا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ رات کو دو بیٹے غائب ہو گئے ہیں انسپکٹر کا ہر درد سے پٹنا جا رہا تھا اس نے ڈسپرین کی دو گولیاں کیں تو کچھ افادہ ہوا اس نے پہرہ مزید سخت کر دیا لیکن پھر بھی کچھ حاصل نہ ہوا اب گاؤں کے لوگ اس سنگین ماحول اور وارداتوں سے خود کو خطرے میں محسوس کر رہے تھے سب لوگوں نے یہ چیز محسوس کی تھی کہ جتنے بھی بیٹے غائب ہوئے یا تو ان کی عمر بارہ سال تھی یا اس سے کم تھی یعنی اغوا ہونے والے تمام بچے کم سن تھے لہذا انہم سب کو جھمو پھلون سے رابطہ کرنا ہوگا۔

آج صبح صبح ہی اخبار پڑھ رہا تھا کہ لوگوں کا جم غفیر میرے گھر میں داخل ہوا میرے گھر کے چوکیدار نے روکنے کی کوشش کی لیکن میں نے سب کو اندر لانے کو کہا۔ اب کئی بزرگ اور جوان میرے

سامنے کھڑے تھے میں نے آنے کی جلد دریافت کی تو جاوید چاہو لے۔

دیکھو چھو بیٹا کئی دنوں سے ہمارے علاقے سے روزانہ بچے غائب ہو رہے ہیں یہ بھی نہیں چل رہا ہے کہ کون ایسا کر رہا ہے پولیس والوں کو بھی کوئی سراغ نہیں ملا چھو بیٹا ہم بڑی امیدیں لے کر آئے ہیں۔ میرا اصلی نام رضوان تھا میں پہلوانی کے میدان میں اس علاقے کا چیمپئن تھا گاؤں کے لوگ مجھے چھو کہہ کر ہی پکارتے تھے پھر سدھیر چاچا بولے بیٹا کل رات میرا بیٹا بھی غائب ہو گیا ہے ہم نے بہت تلاش کیا لیکن کچھ پتہ نہیں چلا تم ہی کچھ اس کا حل تلاش کرو سدھیر چاچا پڑھے لکھے ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی عقلمند تھے وہ ہمیں کھتے تھے ہمیشہ چہرے پر مسکراہٹ تھی رہتی تھی لیکن آج ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر میرا کلیجہ کٹ گیا تھا میں نے تمام لوگوں کو یقین دلایا اور کہا۔

میں ہر ممکن کوشش کروں گا کہ لیکن مجھے چند جوانوں کے تعاون کی بھی ضرورت ہے بولو کون میرا ساتھ دے گا میں نے لوگوں پر گہری نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

ہم دہلی کے آپ کا ساتھ ان میں چھ لڑکے یہ کہتے ہوئے میرے سامنے کھڑے ہو گئے ان جوانوں میں فہیم۔ عاطف۔ ایثار۔ شعیب۔ وسیم صداقت شامل تھے یہ چھ جوان بڑی مضبوط جسامت کے مالک تھے۔

میں بھی آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں شہزاد نے آگے بڑھ کر کہا یوں تو شہزاد اغوا کر رہا تھا اسے اپنے ساتھ رکھنا مناسب نہیں تھا لیکن اس کے جذبے کو دیکھ کر اسے بھی اس مہم میں شریک کر دیا گاؤں کے تین داخلی اور خارجی راستے تھے میں نے ایک راستے پر فہیم اور ایثار کو لگایا جبکہ دوسرے راستے پر صداقت اور عاطف کو لگایا جب کہ تیسرے راستے پر وسیم اور شعیب

کو لگایا ان کے ساتھ میں نے شہزاد کو بھی لگادیا۔ اب رات نے اپنے پر پھیلا دیئے تھے ماحول پر ہولناکی چھائی ہوئی تھی ایسے میں تمام جوان اپنے اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے میں یعنی چھو پہلوان ان سب کی نگرانی کر رہا تھا میں علاقے میں گشت کر رہا تھا اور جوانوں کو خصوصی ہدایات دے رہا تھا میں گشت کرتے ہوئے اچانک پیچھے مڑا تو مجھے ایسے لگا کہ جیسے کسی نے میرے سامنے والے مکان میں باہر سے اندر چھلانگ لگائی ہو میں برق رفتاری سے بھاگتا ہوا اس مکان تک پہنچنے کی کوشش میں تھا میں تھوڑے ہی فاصلے پر تھا کہ وہی عفریت دیوار میں سے یوں باہر نکلا کہ جیسے راستے میں کوئی دیوار یا رکاوٹ نہ ہو یہ ایک چوہا یا بچہ تھا جس کے جسم پر گھنے بال تھے اس کی آنکھوں میں عجیب وحشت تھی اور وہ ایسے دیک رہی تھیں جیسے تپتے انگارے ہوں میں نے اسے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا اس کے پاس ایک بچہ تھا جو ایسے جھول رہا تھا جیسے بالکل ساکت ہو گیا ہو میں نے ہاتھ بڑھایا تو اس کا کان میرے ہاتھ میں آیا لیکن وہ ادھر کھڑے کھڑے ہی ایسے غائب ہو گیا جیسے گدھے کے سر سے سیٹک۔ اب معاملہ میری سمجھ میں آ گیا تھا صبح پھر گاؤں میں یہ خبر پھیل گئی تھی کہ نسیر جو کہ گاؤں کے ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر ہے آج رات اس کا بیٹا غائب ہو گیا ہے میں نے گاؤں کے تمام لوگوں کو اپنے گھر بلا دیا اور میں نے انہیں بتایا کہ کل رات میں نے ایک ریچھ کی طرح ایک چوہا یا بچہ کو دیکھا جس کے جسم پر سیاہ گھنے بال تھے وہ دیوار میں سے داخل ہوا اور دیوار میں سے باہر آیا اس کے پاس نصیر صاحب کا بیٹا عثمان میں نے خود دیکھا تھا۔ وہ ایسے جھول رہا تھا جیسے اس میں بالکل زندگی کی رت موجود نہ ہو میں نے اس عفریت کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ غائب ہو گیا نجانے اسے زمین کھا گئی یا آسمان نکل گیا اب اس سے پتہ چل گیا تھا کہ اغوا کر کوئی گروہ نہیں بلکہ

مادرائی مخلوق ہے اب میں اس کا حل تلاش کر لوں گا۔ اگلے دن میں اپنے چھو نے بھائی اسامہ جس کی عمر بارہ سال تھی اسے سکول چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا میرا رخ دوسرے گاؤں کے مشہور عامل کی طرف تھا ان کے استانے پر پہنچ کر میں نے انہیں ساری روداد سنائی انہوں نے میری بات پوری توجہ سے سنی پھر انہوں نے کہا بیٹا تم کل اسی وقت میرے پاس آنا میں تمہیں اس عفریت کے بارے میں بھی بتاؤں گا اور یہ بھی بتاؤں گا کہ یہ عفریت بچے کیوں اغوا کر رہا ہے اور گھر واپس آ گیا۔

اچھا اسامہ میری بات غور سے سنا تمہیں پتہ ہے ناں کہ آج کل ہمارے گاؤں سے بچے غائب ہو رہے ہیں تو یاد رکھنا مجھے بعض اوقات کام کی وجہ سے شہر جانا پڑ سکتا ہے لہذا میں نے اپنے دوست محسن کو بلوایا ہے تم ان کے ساتھ رہنا یہ تمہارا خیال رکھیں گے انہیں تنگ مت کرنا سمجھ آئی ناں میں اپنے بھائی کو حالات کی نوعیت سمجھا رہا تھا۔

بھیا میں محسن انکل کو بالکل تنگ نہیں کروں گا اچھا یا محسن تم اسامہ کا خیال رکھنا پتہ نہیں میں اس مہم سے واپس آتا ہوں یا نہیں۔

یار چھو یہ کیا کہہ رہا ہے تو اللہ تمہیں کامیاب کرے گا۔ ہماری دعا میں تمہارے ساتھ ہیں اچھا یا میں نے رات کو پہرہ دینا ہے اور صبح سویرے وہاں ہی سے میں بابا جی کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ چل ٹھیک ہے یا اللہ حافظ اچھا اسامہ اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ۔ اوکے بھیا اللہ حافظ۔

میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آج پھر پہرہ دینے میں مصروف تھا سرد غصب کی تھی مگر ہم سردی سے بے خبر پہرہ دے رہے تھے آوارہ کتے جب بھونکتے تو وہ خود پر خوف طاری ہو جاتا۔ خدا خدا کر کے صبح کی روشنی طلوع ہوئی آج رات ہمیں وہ چوہا یا بچہ نظر نہیں آیا تھا صبح یہ خبر سن کر خوشی ہوئی کہ آج کوئی بھی

بچہ گھر سے غائب نہیں ہوا۔

صبح ناشتہ کرنے کے بعد میں بابا جی کے آستانے کی طرف چل نکلا جب ان کے آستانے پر پہنچا تو لوگوں کا جھوم نظر آیا میں جھوم سے لکھا ہوا آگے جا پہنچا دکھا کہ سامنے ایک میت پڑی ہے میں نے جوئی میت کے چہرے پر سے چادر ہٹائی تو میرے جسم پر سستہ طاری ہو گیا کیونکہ وہ لاش کسی اور کی نہیں بلکہ بابا جی کی تھی لاش کا بڑا برا حال تھا ان کے جسم پر سے ساری چیزیں اڑھری ہوئی تھیں دل بھی غائب تھا اور جسم پر ناخنوں کے نشان موجود تھے جیسے کسی نے جسم سے گوشت نوچنے کی کوشش کی ہو لاش کا یہ حال دیکھ کر میں حواس باختہ ہو گیا اور میں دھاڑیں مار مار کر رونے لگا اتنے میں ایک آدمی میرے پاس آیا اور مجھ سے پوچھا۔

کیا آپ کا نام چھو پہلوان ہے۔

ہاں ہاں۔ میں نے فوری کہا۔

میں بابا جی کا خادم ہوں صبح جب ہم بابا جی کو جگانے گئے تو کافی کوششوں کے باوجود بھی کوئی جواب نہ ملا تو ہم نے دروازہ توڑا تو دیکھا کہ بابا زندگی کی بازی ہار چکے تھے ہم ابھی بھی حیران ہیں کہ دروازہ اندر سے بند تھا تو پھر ان کا خون کیسے ہو گیا۔ وہ بولے جا رہا تھا۔

اب میں حالات کو سمجھ چکا تھا کہ بابا کا خون بھی اسی ریکھ نہا چوپایہ نے کیا ہے جو بچوں کو اغوا کر رہا تھا اور کل رات گاؤں سے کوئی بھی بچہ اس لیے غائب نہیں ہوا کیونکہ وہ عفریت رات کو بابا جی کے ساتھ حکم گھماتا تھا۔

سنئے میں اپنے خیالوں میں گم تھا کہ اس آدمی کی آواز سے چونک گیا۔ بابا جی کے کمرے میں سے یہ کاغذ ملا ہے یہ آپ کے لیے ہے۔

میں نے اس کے ہاتھ سے کاغذ لیا تو کاغذ پر لکھا تھا کہ چھو بیٹا افسوس صد افسوس میں تمہارے کسی

کام نہیں آسکا۔ میری ایک غلطی مجھے موت کے منہ میں لے جا رہی ہے۔ بیٹا یہ ایک بزرگ کا پتہ ہے ان سے رابطہ کرنا وہ ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ نیچے پتہ لکھا تھا اس پتے کے مطابق وہ بزرگ اگلے گاؤں کے تھے بابا جی کا رتھ پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے بابا جی کی تکفین و تدفین کے بعد میں وہاں سے اپنی اگلی منزل کی طرف جانب چل نکلا تقریباً ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد میں بزرگ کے آستانے پر پہنچ گیا وہاں پر بڑا ہجوم تھا سارے لوگ اپنے اپنے مسائل پیش کر رہے تھے سب کو فارغ کرنے کے بعد میری باری آئی میں نے بابا کو جو نبی اپنا مسئلہ بتانے کے لیے لب کھولے وہ بولے۔

بیٹا۔ میں سب جانتا ہوں تمہیں بابا جی میری طرف بھیجا ہے میرا نام ہارون الرشید ہے اور صابر میرا مرید تھا بابا کے منہ سے مرید کا نام نہ کر میں سمجھ گیا کہ انہیں صابر کی موت کا علم ہے مجھ کو بیٹا جانتے ہو صابر کی موت کیسے واقع ہوئی۔

نہیں بابا جی مجھے نہیں معلوم۔

بیٹا صابر نے جب حصار بنایا تو وہ اس میں بیٹھ گیا ادھر اس چوہائے کو علم ہو چکا تھا کہ اسے قابو کرنے کے لیے صابر نکل کر رہا ہے جب وہ حصار میں بیٹھ گیا تو اسے یاد آیا کہ جس صبح اس نے دروازہ کھولا تو وہ میز پر پڑی ہوئی ہے وہ لاعلمی میں حصار کو توڑتے ہوئے باہر آ گیا تاکہ صبح لے سکے اسی دوران وہ چوپایہ نمودار ہوا اور اس نے صابر کی زندگی چھین لی صابر کی دردناک موت کے بارے میں سن کر بہت افسوس ہوا۔

اچھا بابا جی آپ کو ہمارے گاؤں کے حالات کا تو علم ہو گا جی اب بتائیے اس کا کیا صل ہے بابا جی نے آنکھیں بند کیں تو ان کے چہرے کا رنگ سفید ہونے لگا کبھی سرخ ہو جاتا اور کبھی زرد پڑ جاتا کافی دیر اس حالت میں رہنے کے بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں تو

وہ غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔

بیٹا معاملہ کچھ یوں ہے کہ تمہارے علاقے سے کچھ فاصلے پر ایک غار میں وکرم جادوگر رہتا ہے وہ انتہائی ظالم اور سفاک ہے وہ شیطان کا بھاری ہے اور اپنی طاقتوں کو بڑھانے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہے اس کے شیطان دیوتا نے اسے کہا کہ اگر وہ اس کے چرنوں میں ایک سو ایک نابالغ لڑکوں کی بلی دے گا تو وہ نہ صرف اس کی طاقتیں بڑھائے گا بلکہ وہ اسے امر بھی کر دے گا۔ چونکہ وکرم جادوگر کے پاس کئی شیطانی طاقتیں ہیں اس لیے اس نے ان بچوں کو لانے کے لیے اپنے سب سے طاقتور غلام و شادا دیو کو لگایا ہوا ہے اس دیو نے اپنے جسم کو بچہ کی شکل میں ڈھال دیا ہے اور وہ آباسی بچے لاکھ دے رہا ہے اب تک وہ چھانوے بچے شیطان کے چرنوں میں قربان کر چکا ہے جب سو بچے پورے ہو جائیں گے تو اسے آخری بچہ ایسا چاہیے ہو گا کہ جو پورن ماسی کی رات کو پیدا ہوا ہو اور اس بچے کی خاص خوبی یہ ہوگی کہ اس کی پیٹھ پر یعنی کمر پر ستارے کا نشان موجود ہوگا۔

بابا اس شیطان کو روکنے کا کوئی حل ہے کہ نہیں۔

بیٹا صل تو ہے مگر انتہائی مشکل ہے۔

بابا آپ حکم کریں میں انشاء اللہ ہر امتحان میں سے گزرنے کے لیے تیار ہوں۔

بیٹا اسے زیر کرنے کے لیے تمہیں طاقت حاصل کرنی ہوگی اور طاقت حاصل کرنے کے لیے تمہیں ایک رات سے مقابلہ جی بابا میں موت سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں پھر بابا جی نے مجھے درد اور چلہ کا طریقہ سکھایا۔

اچھا بیٹا چلہ مکمل کرنے کے بعد تمہیں ایک طاقت اور ایک غلام ملے گی جو ہر قدم پر تمہاری رہنمائی کرے گی۔ اور بیٹ چلہ مکمل ہونے سے پہلے چاہے کچھ بھی ہو جائے تم حصار سے باہر نہ نکلتا اور چلہ

ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر کرنا ہے یاد رہے کہ دوسرا پاؤں زمین پر نہ لگے ورنہ چلہ ناکام ہو جائے گا اور چلہ ناکام ہونے کی صورت میں موت یقینی ہے۔ ہاں بتا ہے کہ حصار میں درخت ہونا چاہیے تاکہ تمہیں سہارا مل سکے اور تم آسانی سے کھڑے ہو سکو بابا جی نے مجھے اور بھی کئی ہدایات دیں اور آخر میں کہا بیٹا ثابت قدم رہنا اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

بابا جی سے اجازت لے کر میں اپنے گھر کی طرف گاڑن ہو گا تھوڑے نام بعد میں اپنے گھر پہنچ چکا تھا گھر پہنچ کر فریش ہوا کھانا کھایا چھوٹے بھائی اور محسن کے ساتھ کپ شپ کی آج چونکہ ہفتہ تھا اور اسامہ کو صبح سکول کی چھٹی بجی لہذا کافی دیر تک اس کے ساتھ کپ شپ ہوئی رہی پھر میں باہر آ کر پہرہ دینے میں مصروف ہو گیا۔

ساری رات پہرہ دیتے ہوئے گزری صبح کو اس خبر نے پھر تم بدن میں آگ لگا دی کہ آج تین بچے غائب ہوئے یعنی کہ تینانوے بچے غائب ہو چکے تھے اور ای سو ایک پورا ہونے میں صرف دو بچے باقی تھے جن میں سے ایک نازل بچہ غائب ہونا تھا اور ایک وہ بچہ جو چاند کی چوٹوں میں رات کو پیدا ہوا اور اس کی کمر پر ستارے کا نشان موجود ہو میں نے آج یعنی اتوار کو چلہ کرنے کا سوچ لیا تھا۔

صبح دس بجے کا وقت تھا جب میں گھر داخل ہوا دیکھا کہ اسامہ پتنگ اڑا رہا تھا ہمارا گھر چونکہ کشادہ تھا اور اس میں باغیچہ بھی تھا تھیں میں درخت لگے ہوئے تھے ان درختوں کے نیچے اسامہ کی پتنگ پھنس گئی اسامہ بھاگ کر درخت پر چڑھا اور پتنگ نکالی درخت سے اترتے ہوئے وہ زور سے چیخاں بھاگ کر اس کے پاس پہنچا۔

کیا ہوا گیا وہاں میں نے برجستہ پوچھا۔ وہ بھیا شاید میری کمر پر کا ٹانگ لگ گیا ہے۔ کہاں پر۔ میں نے جلدی سے پوچھا۔

بھیا ادھر کمر پر۔ اسامہ نے فوراً قمیض اتاری۔ کمر پر نظر پڑتے ہی مجھے ہزاروں دولت کے جھنکے لگے میرا دماغ سن ہونے لگا کیونکہ اسامہ کی کمر پر وہ ستارہ والا نشان موجود تھا جو بابا جی نے بتایا میں نے بڑی مشکل سے کھانا نکالا میرا جسم بالکل سکت ہو چکا تھا کیونکہ والدین کے مرنے کے بعد میں نے اپنی اسے پالا تھا اس کا گھر ہے اور میرا اس کے سوا دنیا میں کوئی نہیں تھا۔

کیا ہوا بھیا۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو کیوں لگے مجھے کانے کا زیادہ درد نہیں ہوا ہے مگر آپ کے آنسو نکل آئے اس معصوم کو پتہ نہیں تھا کہ یہ آنسو کانے کی وجہ سے نہیں آئے تھے بلکہ ان حالات کی وجہ سے آنکھوں میں آئے تھے جن کا ہمیں سامنا کرنا تھا۔

نہیں بیٹا کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔ یہ آنسو ویسے ہی آنکھوں میں آ گئے تھے تم جاؤ اور جا کر پتنگ اڑاؤ۔

او کے بھیا اسامہ کے نشان نے مراد ماغ ماؤف کر دیا تھا میں اپنے اس معصوم بھائی کو کھونا نہیں چاہتا تھا میں نے گاؤں کے تمام لوگوں کو جمع کیا اور ساری صورتحال بتادی گاؤں کے بزرگوں نے مجھے کہا بیٹا تم بھائی کی وجہ سے پریشان ہونا بیٹا ہم اپنے بیٹوں کو تو جانے سے نہیں روک سکے مگر تمہارے بھائی کو بچانے کے لیے اگر ہمیں اپنی اپنی جانیں بھی دینا پڑیں تو ہم چھپے نہیں نہیں گے۔

اب سورج اپنی منزل کی طرف گاڑن تھا میں نے نیلے کے لیے ضروری سامان رکھا اور جانے کی تیاری کرنے لگا رات کا اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا آج سردی پہلے کی نسبت کچھ زیادہ تھی مگر کتوں کے بھونکنے کی آواز نے ماحول کو مزید برسر ہر بنا دیا تھا میں اپنی سستی میں گم گاؤں کے قبرستان کی طرف رواں دواں تھا ہوا سے درخت یوں مل رہے تھے جیسے کئی دیو مجھے آگے بلاتے رہے روک رہے ہوں ڈر اور خوف کو

بالائے طاق دکھتا ہوا میں قبرستان کی حدود میں پہنچ گیا تھا تھوڑی سی کوشش کے بعد مجھے ایسی جگہ مل گئی جو چلنے کے لیے مناسب تھی کیونکہ ادھر درخت بھی تھا اور قبر بھی باس ہی تھی ادھر ادھر نظر گھما کر دیکھا تو ہر طرف درخت تھے یہ خوشی اور گہرا سکوت کھا جانے کو دوڑتا تھا حالانکہ میں گاؤں کا پہلوان تھا اور طاقت بھی اچھی خاصی تھی پھر نجانے کیوں خوف نے میرے وجود کو جکڑ رکھا تھا خیر میں نے بابا جی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق آیت الکرسی پڑھتے ہوئے حصار قائم کیا اور حصار میں داخل ہو گیا کھڑے ہو کر چلنے کرنے کا سوچ کر میری روح تک کا پتہ بھی خیر میں نے ورد پڑھنا شروع کر دیا میں ایک پاؤں پر کھڑا درخت کا سہارا لیتے ہوئے ورد کر رہا تھا دوسرے پاؤں کو میں نے زمین سے کافی بلند کر لیا تھا تاکہ غلطی سے بھی زمین پر نہ پڑے کیونکہ ایسا ہونا یقیناً موت کے منہ میں چھلانگ لگانے کے مترادف تھا میں اور گرد کے ماحول سے بے فکر اپنے چلنے میں مصروف تھا ابھی ورد پڑھے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ گاؤں لے لوگ میرے پاس آئے اور کہا تمھو بیٹا وہ چوبارہ اسامہ کو لے گیا ہے یہ خبر سنتے ہی میرے دماغ میں گھنٹیاں بجنے لگیں میں زمین پر پاؤں لگا کر باہر نکلے جی کو تھا کہ بابا جی کے سرگوشی کانوں میں سنائی دی بیٹا پاؤں زمین پر نہیں رکھنا یہ سب نظر کا دھوکہ ہے تمہارا بھائی بالکل ٹھیک ہے بابا جی کی یہ بات سن کر میں اپنی جگہ پہلے والی پوزیشن میں ہو گیا وہ گاؤں والے اب ڈھانچوں کا روپ دھار چکے تھے اور مجھے دھمکیاں دے رہے تھے کہ باہر آ جا نہیں تو بے موت مارا جائے گا میں نے آنکھیں بند کیں اور ورد پڑھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولیں تو کچھ بھی نہیں تھا ڈھانچوں کے آنے سے پہلے چلتا تھا کہ شیطان و کرم جادوگر کو میرے چلنے کے بارے میں علم ہو چکا تھا اور وہ مجھے ہر طرح سے بہلانے پھسلانے

کی کوشش کرے گا میں ورد پڑھنے میں ہی مصروف رہا مجھے لگا کہ بارش ہو رہی ہے جب دیکھ تو واقعی بارش ہو رہی تھی مگر یہ پانی کہ نہیں بالکل ابلتے ہوئے خون کی بارش تھی اور وہ حصار کے اندر نہیں آ رہی تھی میں سمجھ گیا تھا کہ یہ بھی شیطان کی چال ہے لہذا میں نے دل مضبوط کر لیا ابلتے ہوئے خون میں اتنی پیش قدمی کر مجھے اپنا وجود چھوڑا ہوا محسوس ہوا کافی دیر تک بارش ہوتی رہی شیطان چاہتا تھا کہ شاید میرے قدم ڈکھکھا جائیں لیکن میں برداشت کرتا رہا تھوڑے وقت بعد خون کی بارش ختم ہو گئی حصار سے باہر زمین پر نظر دوڑائی تو زمین بالکل صاف نظر آئی جیسے یہاں کچھ بھی نہ ہو وقت اپنی مخصوص رفتار سے چلتا رہا تقریباً آدھے سے زیادہ چلے ہو چکا تھا میرے پاؤں ایک سردی کی وجہ سے شل ہو چکے تھے دوسرا آج پہلی مرتبہ اس طرح ایک پاؤں پر اتنی دیر کھڑا ہوا تھا میں نے ورد پڑھنے کی رفتار کو بڑھا دیا تھا تاکہ ذہن سے یہ خوف اور ڈر ختم ہو سکے میں اونچی آواز میں ورد پڑھ رہا تھا کہ میرے سامنے وہی زنجیر نما چوپایہ یعنی وشاد یو آن کھڑا ہوا آج اس کی حالت غیر ہو رہی تھی وہ غصے سے بھڑک رہا تھا اس کی آنکھوں میں اتنی دہشت تھی کہ وہ دیکھ کر روح کانپ جاتی وہ آتے ہی غصے سے دھماڑے اڑنے لگا۔ تو لاکھ چاہ کر بھی میرے آقا و کرم جادوگر کا بال بھی بیگا نہیں کر سکتا اسی لیے یہ ٹانگ چھوڑ دے اور گھبراہٹ چلا جا میں تیری جان بخش دیتا ہوں وہ مجھے دھمکیاں دیتے جارہا تھا اور میں ورد پڑھنے میں لگن رہا۔ جب اس کی دھمکیوں کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا تو اس نے قبروں کی طرف مڑ کر کہا۔

انھو اس قبرستان کے باسیو۔ اس لڑکے کو گھسٹ کر میری طرف لاؤ یہ سننا تھا کہ تمام قبریں پھٹنے لگیں اور مردے باہر نکلنے لگے اب میرے چاروں طرف کفن پوش مردے کھڑے تھے اور وہ میری طرف بڑھنے لگے مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میری سانس بند ہو جائے گی سردی ہونے کے باوجود بھی میرا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا تھا وہ مردے بھاگتے ہوئے میری طرف آنے لگے خوف کی وجہ سے میں نے آنکھیں بند کر لیں پھر مجھے چیخوں کی آواز سنائی دی جب آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ سارے مردے آگ کی لپیٹ میں تھے اور جی و پکار کر رہے تھے تھوڑی دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا پھر ہر طرف سکوت طاری ہو گیا۔ وشاد یو چاچکا تھا اور میں اپنی سانسیں ٹھیک کرنے لگا جو کہ وشاد یو کو دیکھ کر بے ترتیب ہو گئی تھیں۔

میں اپنے چلنے کا بہت حصہ مکمل کر چکا تھا میرے پاؤں کا یہ حال تھا جیسے وہ میرے جسم کا حصہ ہی نہ ہوں اب مزید کھڑا ہونا محال لگ رہا تھا لیکن اپنی زندگی اور گاؤں کی فلاح کے لیے مجھے چلے مکمل کرنا تھا اب چلے مکمل ہونے کو چند منٹ باقی تھے کہ مجھے دور سے وکرم جادوگر آتا ہوا دیکھائی دیا اس کے چہرے سے غصہ واضح دکھائی دے رہا تھا آتے ہی وہ بولا۔

اے لڑکے یاد رکھنا جس طاقت کو تو حاصل کرنے کے لیے اتنی محنت کر رہا ہے انہیں باکر بھی تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اسی لیے میں تین تک گنتا ہوں اگر باہر آ گیا تو تیری جان بخش دوں گا اور اگر تو باہر نہ آیا تو پھر تجھے میرے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ تین

۔۔۔ تین کہتے ہی وہ غصے سے میری طرف دیکھ کر بولا اب تیار ہو جا موت کے لیے اتنا کہتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر کچھ پھونکا تو درخت موسم کی طرح پھلنے لگا جس کا میں نے سہارا لیا ہوا تھا بابا جی کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

بیٹا تمہارے چلنے کو پورا ہونے میں صرف دو منٹ باقی رہ گئے ہیں کسی طرح یہ دو منٹ پورے کر لو اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

درخت پر میری گرفت کمزور پڑ رہی تھی اور پھر

درخت میرے ہاتھوں سے چھوٹ سیاب بے چلے کی تختی کا اندازہ ہوا تھا وکرم جادوگر میری پریشانی پر خوب قہقہے لگا رہا تھا پھر اس کے اگلے وار نے تو میرے ہوش و حواس ہی چھین لیے تھے اس نے کچھ پڑھ کر زمین پر چھوٹ ماری اور زور سے لات زمین پر دے ماری تو انتہائی شدید زلزلہ شروع ہو گیا زمین پوری قوت سے ہل رہی تھی میں بھی ادھر ادھر بھی ادھر لڑکھڑا رہا تھا اب مجھے اپنی موت یقین نظر آنے لگی زندگی میں پہلی مرتبہ مجھ پر اس طرح موت کا خوف حاوی ہوا تھا مجھ پر پہلوانی میں اور عام زندگی میں کئی کئی پریشانیاں اور مصیبتیں آئیں مگر میں اب تک موت سے اتنا خوفزدہ نہیں ہوا تھا جتنا کہ آج تھا ان حالات میں نہ دماغ کام کر رہا تھا نہ ہی پاؤں آخر کہیں دور سے صبح کی آذان کی آواز سنائی دی آذان کی آواز سنتے ہی میرے اندر زندگی کی لہر دو گئی کیونکہ آذان کے ساتھ ہی میرا چلے مکمل ہو چکا تھا سارے کھیل جو مجھے ڈرانے کے لیے کھیلے گئے تھے اب ختم ہو گئے تھے پاؤں سن ہونے کی وجہ سے میں دھڑام سے زمین پر گر گیا۔ اسی دوران مجھے بابا جی اپنی طرف آتے ہوئے دیکھائی دیے جنہوں نے مجھے ورد دیا تھا وہ آتے ہی بولے۔

بیٹا سارک ہو تم نے چل مکمل کر لیا ہے اب تمہیں طاقتیں بھی مل جائیں گی اور ایک غلام بھی تمہارے قبضے میں آ جائے گی اور جو تمہاری غلام بنے گی وہ ایک جن زادی ہوگی میں ورد سے کراہ رہا تھا اور اپنے پاؤں دبا رہا تھا بابا جی مسکرائے اور کچھ پڑھ کر میری طرف چھوٹ ماری تو میں ہشاش بشاش ہو گیا اور پاؤں کا ورد بھی ختم ہو گیا۔

اچھا بابا مجھے کون سی طاقت ملی ہے اور غلام کون ہے۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

بیٹا پہلے تمہیں تمہاری طاقت دکھاتا ہوں وہ سامنے درخت کو دیکھ کر بولو مل جائیں گے اپنے

سانے والے درخت کو دیکھ کر کہا جل جاتا کہنا تھا کہ میری آنکھوں سے شعائیں نکلیں اور درخت دھڑا دھڑ جلنے لگا یہ منظر دیکھ کر میں بہت ہی خوش ہوا۔

اب بیٹا اب تمہاری غلام کو تمہارے سانے حاضر کرتا ہوں یہ دیکھو میں نے بابائی کی طرف دیکھا تو ان کے ساتھ مجھے ایک دوشیزہ دکھائی دی بیٹا اس کا نام نلیم سے اور یہ مسلمان ہے یہ ہر قدم پر تمہاری رہنمائی کرے گی مٹی ہے بیٹا اللہ حافظ میں نے بابائی سے مصافحہ کیا اور پھر وہ جاتے جاتے میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے میں بھی گاؤں کی طرف چل دیا تھا تھوڑی دیر بعد میں گاؤں پہنچ گیا جب گاؤں والوں نے مجھے دیکھا تو سارے لوگ میرے قریب آ گئے انہیں یقین ہو چکا تھا کہ میں نے چلہ کامیابی سے مکمل کر لیا ہے سب گاؤں والے میرے پاس آئے اور مجھے کہا۔

بتاؤ تمہیں کون سی طاقت ملی ہے میں نے سب کو جمع کیا اور ان کے سامنے اپنی آنکھوں سے درخت کو آگ لگائی یہ منظر دیکھ کر سب حیران رہ گئے اب انہیں یقین ہو چکا تھا کہ میں وکرم جادوگر کو بات دے سکوں گا۔ حالانکہ میں جانتا تھا کہ آگ مجھے کن تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا خیر گاؤں والوں سے اجازت لے کر میں اپنے گھر آ گیا گھر پہنچا تو دیکھا اسامہ سکول جانے کی تیاری کر رہا تھا ہم سب نے اکٹھے ناشتہ کیا اسامہ نے مجھ سے پوچھا بھیا آج گلتا ہے صبح ہونے کے بعد بھی پہرہ دیتے رہے ہیں آپ۔

نہیں بیٹا اصل میں گاؤں کے ساتھ گپ شب کرتا رہا تو لیٹ ہو گیا۔ اتنے میں محسن بولا۔ مجھ کو گلتا ہے تم کا میاب رہے ہو۔

ہاں کامیاب رہا ہوں اسامہ بولا۔ بھیا کس میں کامیاب ہوئے ہیں آپ۔ کچھ نہیں بیٹا وہ میں محسن کو کہہ رہا تھا کہ آج پہرہ دیتے ہیں اچھی طرح کامیاب رہا ہوں اور آج رات کوئی بھی بچہ غائب

نہیں ہوا ہے گڈ بھیا۔

اچھا بھائی میں سکول جا رہا ہوں اللہ حافظ بھیا۔ اللہ حافظ بیٹا۔

وہ معصوم اپنی زندگی کے مزے میں گم تھا اسے معلوم نہیں تھا کہ وقت اس سے کیسا امتحان لے گا یہ باتیں سوچ کر میری آنکھیں بھر آئیں محسن نے مجھے حوصلہ دیا اور کہا۔ مجھو یار اللہ سب بہتر کرے گا میں شام تک سوتا رہا۔ شام کو جا محسن کو اسامہ کے بارے میں ضروری ہدایات دیں اسامہ کو بھی میں نے گھر سے باہر نکلنے کے لیے تختی سے منع کیا پھر میں نے اسامہ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور ان دونوں سے ملنے کے بعد میں وکرم جادوگر کی طرف جانے کے لیے گھر سے نکل آیا۔ گاؤں والوں سے میل ملاپ کے بعد میں اپنے سفر پر گاڑن ہو گیا گاؤں والوں نے مجھے بہت دعا میں دیں اور پھر کی کامیابی کے لیے بھی خدا سے دعا کی میں نے راستے میں نلیم کو آواز دی وہ جلد ہی حاضر ہوئی جیسے میرے حکم کی ہی وہ خطرہ ہو میں نے اس سے پوچھا۔

نلیم کس سمت جاتا ہے۔ اس نے مجھے وکرم جادوگر کے عمارت تک پہنچنے کے لیے تمام راستے بتا دیے وقت گزرتا گیا۔ مغرب اور پھر عشاء بھی راستے میں ہو گئی میں نے مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور خدا سے اس امتحان میں کامیابی کی دعا کی رات کافی بیت گئی مٹی میں ان دیرانوں اور بیابانوں سے گزرتا رہا کہ اچانک نلیم کی آواز سنائی دی۔

آقا آگے خطرہ دکھائی دے رہا ہے۔ ذرا سنبھل کر چلیے گا۔ میں چند قدم ہی آگے چلا تھا کہ زمین کاچنے لگی کافی دیر زمین کا پتی رہی پھر اس میں دراڑیں پڑ گئیں تھوڑی دیر بعد ایک انتہائی بیت نامک مخلوق میرے سامنے کھڑی مٹی جس کا قد انتہائی لمبا تھا اور جسم انتہائی مضبوط تھا اس کی آنکھوں کی جگہ دو گڑھے تھے کان بھی کافی بڑے تھے اور ناک نیو نیو

ناخن دیکھ کر میرا جسم ہر طرف کانپنے لگا کیونکہ وہ ٹکوری طرح تیز دکھائی دے رہے تھے۔

اسے لڑکے اس سے آگے میرا علاقہ ہے اگر ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو نیست و نابود کروں گا میں نے بنا کچھ وقت ضائع کئے آنکھیں اس کے جدم پر مرکوز کیں اور کہا جل جادو فوراً آگ کی لپیٹ میں آگئی سارے دیرانے میں اس کی چیخیں گونج رہی تھیں تھوڑی دیر میں وہ مخلوق راکھ بن چکی تھی اور ہوانے اس راکھ کو بھی اڑا دیا تھا وکرم جادوگر آگ کے سامنے بیٹھا کوئی منتر لاپ رہا تھا کہ آگ بجھ گئی آگ بجھتے ہی وہ غصے سے دھاڑا۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ کہیندہ میرے غلام رگد پوک نہیں مار سکتا وہ اتنا طاقتور نہیں ہو سکتا۔ نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔ دیکھا شیطان دیوتا اس نے میرے غلام رگد پوک کو مار دیا ہے۔ اے دیوتا۔ اگر میں تجھے آج ہی دونوں بچوں کی مٹی دے دوں تو تو مجھے امر کر دے گا۔

نہیں وکرم آج تو صرف ایک بچے کی مٹی دے گا کیونکہ تنانوے بچوں کی مٹی دے چکا ہے آج ایک دے گا تو سو پورے ہو جائیں گے پھر آخری بچہ جو کہ پورن ماشی کی رات پیدا ہوا ہے اور اسکی کمر ستارے کا نشان ہے تو اسکی مٹی ان بچوں سے الگ دے گا اور وہ تو کل دے گا۔ ویسے بھی تمہاری جان تو اس پہاڑی کے پچھلے جنگل میں پتھرے میں بند ایک طوطے میں ہے یہ بات اس مجھ کو نہیں پہنچا شیطان اپنے چیلے کو قاتلات سمجھا کر بالکل ساکت ہو چکا تھا وکرم جادوگر کا چہرہ خوشی سے مکمل اٹھا اور اس نے خوشی سے نعرہ لگایا شیطان دیوتا کی جیتے ہو۔ ساری کشتیوں نلیم جن زادی نے غائبانہ طور پر سن لی تھی۔

آقا میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتی ہوں نلیم نے مجھ سے اجازت طلب کی۔

ہاں نلیم کیا بات ہے بولو۔ پھر نلیم نے مجھے وکرم

اور شیطان کی ساری باتیں بتا دیں۔

گڈ نلیم تمہارا ساتھ رہتا میرے لیے بڑے فائدے کی بات ہے یہی باتیں کرتے ہوئے میں اپنے سفر میں گاڑن تھا اور نلیم اب پھر سے غائب ہو چکی تھی۔

دشا میرے غلام اب مجھ کو کے انت کا سے آ گیا ہے مجھے آج کی رات دو بچے چاہیں ایک مجھ کو چھوٹا بھائی اور دوسرا گاؤں سے کوئی بھی اٹھالا و جو حکم مہاراج کا میں ابھی لے کر حاضر ہوتا ہوں و شاد یوا نے تابعداری سے کہا اور غائب ہو گیا وہ ہواؤں میں اڑتا ہوا جا رہا تھا اس کا رخ گاؤں کی طرف تھا تھوڑی دیر میں وہ مجھ کے گھر میں اتر چکا تھا وہ اسامہ کی چار پائی کے پاس پہنچ گیا اور اسے اٹھانے ہی والا تھا کہ اسامہ کی اچانک آنکھ کھل گئی اس نے جونہی اپنے سامنے اس بلا کو دیکھا تو خوف سے چیخ ماری چیخ مٹی آواز سن کر محسن ہل بڑا کر اٹھ بیٹھا اپنے سامنے اتنی بڑی بلا کو دیکھ کر اس کو اپنے ہوش و حواس بجاتے ہوئے محسوس ہوئے و شاد یوا اسامہ کو اٹھانے ہی والا تھا کہ محسن بیچ میں آ گیا اور کہا۔

اسے شیطان تجھے اس کو لے جانے کے لیے میری لاش پر سے گزرتا پڑے گا میرے جیتے جی تو اسے چھو بھی نہیں سکتا محسن نے دشا کو چیخ کر دیا تھا چل اگر تیری یہی مرضی ہے تو یہ لے اس نے محسن کی گردن پکڑی اور گلے کی ہڈی توڑ دی محسن زندگی کی بازی ہار گیا تھا و شاد یوا نے اسامہ کو اٹھایا جو مسلسل چیخے جا رہا تھا و شاد یوا نے اسامہ کو اٹھاتے ہی دیوار سے باہر چھلانگ لگا دی۔ اور مجھ کو کے پردوں والے گھر سے ایک بچہ اٹھا لیا تھا اس بچے نے جونہی و شاد یوا کو دیکھا تو بے ہوش ہو گیا و شاد یوا دونوں بچوں کو اٹھائے دیوار میں سے گزرتا ہوا باہر آ گیا تو اسامہ کی چیخیں سن کر گاؤں کے کئی لوگ جمع ہو چکے تھے آج انہوں نے و شاد یوا کی ہیت اور ہولناکی کو دیکھ لیا تھا و شاد یوا نے

جب دیکھا کہ گاؤں والے بچوں کو چھڑانے کے لیے آئے ہیں تو اس نے منہ کھولا جس سے آگ کے گولے برسے کچھ لوگ تو بھاگ گئے کچھ آگ کی لپٹ میں آ گئے و شاد یو بچوں کو لے کر وکرم کے پس چلے گئے۔

شاہنشاہ و شاد اب جھمو میرے خلاف کوئی قدم اٹھا کے تو دکھائے اسے منہ کی کھائی پڑے گی و شاد اس جھمو کے بھائی کو تم اپنے قید خانے میں لے جاؤ اور دوسرا بچہ میرے پاس چھوڑ جاؤ و شاد نے حکم کی تعمیل کی اور ایک بچہ کو وکرم جادوگر کے پاس چھوڑ گیا اور اسامہ کو ساتھ لے کر چل دیا اس نے اسامہ کو انتہائی تارک کمرے میں بند کر دیا جہاں نہ ہوا نہ ہی کوئی روشنی کا انتظام تھا وہ اس تاریک کمرے میں بھی بیچ چلا رہا تھا کہ شاید کوئی اس کی مدد کو آ جائے وہ بار بار اپنے بھائی کو پکار رہا تھا مگر لا حاصل۔

آقا اگر اجازت ہو تو آپ کو ایک خبر دوں مگر ہمت سے سینے گا نیلم جن زادی نے مجھ سے اجازت طلب کی۔۔۔

یوں نیلم۔ کیا بات ہے تم پریشان لگ رہی ہو۔ آقا بات بھی پریشانی کی ہے وکرم نے گاؤں سے وکڑے اٹھوا لیے ہیں ایک آپ کا چھوٹا بھائی اسامہ اور دوسرا بچہ آپ کے بڑوں میں ہے گاؤں والوں نے روکنے کی بہت کوشش کی مگر و شاد یو نے ان پر آگ برسا دی جس سے کئی لوگ جل کر کوئلہ بن گئے۔ نیلم کی بات سن کر میرا دلچسپ کر گیا۔ نہیں نیلم۔ میں اس ناپاک کو امر نہیں ہونے دوں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ نیلم اگر وہ امر ہو گیا تو وہ ساری دنیا میں تباہی مچا دے گا لیکن میرے جیتے جی وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔ آقا وہ آج اس بچے کی ملی دے گا اس طرح سو بچے پورے ہو جائیں گے ادا سے امر ہونے کے لیے

اس شرط پر عمل کرنا ہوگا کہ آخری بچے کی بھی وہ اکیلے میں ملی دے گا یعنی جب آخری بچے کی ملی دے گا تو اس رات اور کسی بچے کی ملی نہیں دے گا۔ وہ آپ کے بھائی کی ملی کل دے گا آج کی رات آپ کا بھائی محفوظ ہے مگر وہ انتہائی پریشانی میں ہے وہ ایسے کمرے میں بند ہے جہاں سانس لینے میں دقت ہوتی ہے کیونکہ وہاں ہوا کا عمل دخل نہیں ہے لیکن آقا آپ ہمت سے کام لیں انشاء اللہ کامیابی آپ کی ہوگی نیلم مجھے حوصلہ دے رہی تھی۔

اچھا نیلم تم شیطان کی طاقتوں سے مقابلہ نہیں کر سکتی کیا میں نے نیلم سے پوچھا۔ نہیں آقا میری طاقت ان کے مقابلے میں انتہائی کم ہے مقابلہ تو دور کی بات ہے اگر میں ان کے سامنے بھی آ سکتی تو وہ میری طاقتوں کو ضبط کر کے مجھے اپنا غلام بنا سکتے ہیں نیلم نے اپنی مجبوری بتاتے ہوئے کہا۔

چلو ٹھیک ہے میں کچھ سوچتا ہوں۔ آقا ہوشیار ہو جائیے آگے خطرہ ہے۔ نیلم نے یکدم کہا ادا میں نیلم کی بات سن کر چونکا ہوا گیا۔ تھوڑی سی دیر بعد تیز ہوا میں چلنا شروع ہو گئیں اب اس قدر تیز ہوا میں چل رہی تھیں کہ خدشہ ہونے لگا کہ یہ ہوا مجھے کہیں دور نہ بیچ دیں میں نے اپنے قدم مضبوطی سے جمائے۔ تھوڑی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر ہوا میں رکنے لگیں اور آہستہ آہستہ بالکل ختم ہو گئیں اب سامنے نظر پڑی تو انتہائی مکروہ چہرے کی حامل ایک چڑیل میرے سامنے کھڑی تھی اس کے ماتھے پر صرف ایک آنکھ تھی بالوں کی جگہ سانپ لٹک رہے تھے دانت کافی بڑے بڑے اور تیز تھے۔ وائٹوں سے خون چک رہا تھا جیسے ابھی کسی کا خون پی کر اٹی ہو اس نے آتے ہی مجھ پر آگ برسا دی میں ایک طرف ہو گیا آگ کا گولا میرے پیچھے گر گیا آگ کا گرنا تھا کہ زمین ایک دم کالی ہو گئی کافی دیر تک وہ مجھ پر آگ

برساتی رہی اور میں پچھرا ہا لیکن آخر کار میں ایک گولے کی زد میں آ گیا تھا جس سے میرا بایاں ہاتھ جل گیا تھا۔ میں نے ہمت کی اور اس کی طرف نگاہ مرکوز کر دیں اور کہا جل جا۔ اسے آگ لگ گئی وہ میرے وار کے لیے تیار نہ تھی اس لیے جلد ہی شکست کھا گئی مجھے ہاتھ میں جلن محسوس ہونے لگی لیکن میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اتنے میں نیلم نے مجھے ایک پتہ دیا اور کہا۔

آقا اسے ہاتھ پر مل دو۔ میں نے اس سے پتے لے کر ہاتھ پر مل دیا میرے ایسا کرنے سے تمام درد اور جلن ختم ہو گئی۔ اب صرف جلنے کا نشان باقی رہ گیا تھا ٹھیک یو نیلم۔ میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں آقا ہر قدم پر آپ کا ساتھ دینا میرا فرض ہے جلے اب فاصلہ کم ہی رہ گیا ہے جلدی کیجئے۔ کہیں وہ وکرم بچے کی ملی نہ دے دے ادا کے نیلم میں پھر غار کی طرف رواں دواں ہو گیا۔

وکرم جادوگر اس بچے کو شیطان کے سامنے لٹا چکا تھا اور اپنا مخصوص منتر پڑھنے لگا جو وہ ہر روز بچے کی ملی دیتے ہوئے پڑھتا تھا چند لمحوں بعد منتر ختم ہو چکا تھا وکرم نے پتھر اٹھایا اور بچے کے پاس جا پہنچا جو ابھی تک بے ہوش تھا وکرم نے جانتے ہی پتھر ہوا میں پلندہ کیا اور بچے کی گردن تن سے جدا کر دی خون کا تیز فوارہ اٹھا جس نے سامنے رکھے شیطان کے ہتھ کو سرخ کر دیا تھا اب اس بت میں عجیب سی روشنی چمک رہی تھی۔ وکرم جادوگر بت کے سامنے کھڑا ہوگا اور کہا۔

اے شیطان دیوتا میری اس ملی کو قبول کیجئے اور مجھے جلد از جلد شکست شالی بنا دیجئے اور امر کر دیجئے پھر دنیا میں کوئی حق کا پیروکار نہ ہوگا سب تیرے سامنے جھکیں گے بس تو مجھے امر کر دے اسی دوران

اس بت کی آنکھیں روشن ہوئیں ادا کے لب بے لے۔ اب میرے پیروکار ہم نے تیری یہ قربانی قبول کی ہے تو ہمیں سو بچوں کی ملی دے چکا ہے اب صرف دینا اور اس کے خون سے مجھے غسل دینا پھر ہم تمہیں امر کر دیں گے اور تمہیں کئی طاقتیں اور شکستیاں دان کر دیں گے اور تیرے دشمن نے تیری ایک اور طاقت سورش دیوی کو بھی ختم کر دیا ہے اے میرے دیوتا میرا دشمن اب میرے سامنے حرکت بھی نہیں کر سکے گا کیونکہ اب چال میرے ہاتھ میں ہے وکرم نے شیطان دیوتا کو یقین دلایا۔

ٹھیک ہے میرے چلے۔ ہوشیار رہنا۔ شیطان نے وکرم کو چونکا رہے کا حکم دیا ٹھیک ہے دیوتا شیطان دیوتا کی جتنے ہو۔ وکرم نے شیطان کا نعرہ لگایا۔ اب وہ بت خاموش ہو چکا تھا اور اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

نیلم نے مجھے خبر دی تھی کہ وکرم نے اس بچے کی ملی دے دی ہے مجھے بہت دکھ ہوا لیکن میں کچھ نہ کر سکا اب نیلم نے غار کی نشاندہی کی اور کہا یہ وہ غار ہے جس میں وکرم ناپاک عمل میں مصروف ہے میرے چند قدم کے فاصلے پر تھا وہ غار میں نے غار کے اندر قدم رکھ دیا اور نیلم غائب ہو چکی تھی میں جو بھی غار کے اندر داخل ہوا تو ایک عجیب سی بدبو ہر سو پھیلی ہوئی ہے جس سے میرا دم گھٹ رہا تھا لیکن مجھے اپنے مشن کی کامیابی کے لیے اسے برداشت کرنا تھا غار میں اس قدر اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ تک بھائی نہیں دے رہا تھا میں غار کی دیوار سے ہاتھ لگائے آگے بڑھ رہا تھا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ راستے میں کسی چیز کا ڈھیر لگا ہوا ہے جب میں نے ہاتھ سے ٹولا تو کوئی گول چیز میرے ہاتھ میں آ گئی اس پر ہاتھ پھیرنے لگا پتہ چلا کہ وہ کوئی انسانی کھوپڑی ہے یہ حقیقت مجھ پر آشکار ہوتے ہی مجھ پر سخت طاری ہو گیا مجھ پر اس

درندے کی درندگی عیاں ہو چکی تھی۔ اب میرا وجود غصے کی شدت کی وجہ سے کانپنے لگا کھوپڑی کے ذہیر کے ایک طرف سے آگے نکل گیا تھوڑا سا آگے گیا تو مجھے اپنے دائیں طرف کچھ روشنی نظر آئی میں اس روشنی کی طرف دیکھنے لگا جب میں اس روشنی کے قریب پہنچا تو ایک نہایت ہی خوبصورت اور کشادہ کمرہ دکھائی دیا میں اس کمرہ نما غار میں داخل ہوا تو سامنے ہی ایک بت کے آگے ایک تخت پر ایک لمبا چوڑا آدمی براجمان تھا اس کے قدموں میں دشا دیو بیٹھا تھا میں سمجھ گیا کہ تخت پر بیٹھا ہوا آدمی وکرم جادوگر ہے اتنے میں اس کی آواز سنائی دی۔

آ جا مجھو آ جا۔ مجھے تیرا ہی انتظار تھا تو کیا سمجھتا ہے کہ تو اس چھوٹی سی طاقت کے ساتھ میرا مقابلہ کر لے گا ہرگز نہیں میری ساری عمران طاقتوں کو حاصل کرنے میں گزر گئی ہے تو میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ تو خود چل کر موت کے من میں آیا ہے وکرم جادوگر مجھے اپنی فوقیت ظاہر کر رہا تھا میں نے جواب میں کہا۔

اے خبیث تاریخ گواہ ہے ہمیشہ حق نے باطل کو شکست دی ہے تو بھلے بڑی بڑی طاقتوں کا مالک ہے مگر میری نورانی طاقت کے سامنے تیری طاقتیں کچھ بھی نہیں ہیں۔

بابا بابا۔ بابا بابا۔ وکرم جادوگر نے زور دار قہقہہ لگایا اور کہا چل دیکھ لیتے ہیں اتنا کہتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونک ماری جس سے میرے ہاتھ پیٹھ پر بندھ گئے اور میری آنکھوں پر پٹی بندھ گئی اب میں وکرم کو دشا اور ارد گرد کا ماحول نہیں دیکھ سکتا تھا وکرم جادوگر چلایا اے نادان لڑکے اب تمہاری آنکھوں والی طاقت تو ناکارہ ہو گئی ہے اب کر کے دکھاؤ مجھ سے مقابلہ اور یہ لے میرا دوسرا وارہ اونچی آواز میں کچھ بڑبڑانے لگا تھوڑی دیر بعد مجھے ایسا لگا کہ میرے پاؤں میں پانی کھڑا ہے کچھ وقت گزرنے

کے بعد پتہ چل اکر یہ انتہائی گرم ہے اور اس سے میرے پاؤں جلنے لگے اب رفتہ رفتہ وہ پانی اوپر آنے لگا اور میرے ٹخنوں سے اوپر ہوتا ہوا میری پٹنڈی تک پہنچ چکا تھا پانی اتنا گرم تھا کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ میرا گوشت گر جائے گا اور گل سڑ جائے گا میں پریشانی کی کیفیت میں ادھر ادھر بھاگنے لگا لیکن وہ پانی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا میں درد کی شدت سے بلبلانے لگا اتنے میں وکرم جادوگر اور دشا دیو کے قہقہے گونجنے لگے اب پانی میرے گھٹنوں تک پہنچ چکا تھا میں آخری پریشانی میں جتلا تھا کہ ذہن نے بالکل بھی کام کرنا چھوڑ دیا تھا لیکن بنا کچھ سوچے سمجھے میرے منہ سے چلے والا درد جاری ہو گیا درد بڑھتے ہی میزے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ اور گرم پانی بھی مکھم ہو گیا میں نے فوراً آنکھوں سے پٹی ہٹادی اب میں ارد گرد کا ماحول دیکھ سکتا تھا میری نظر جب پاؤں پر پڑی تو وہ خون سے سرخ تھے میں فوراً سمجھ گیا تھا کہ میرے پاؤں گرم پانی میں نہیں بلکہ گرم خون میں ڈوبے ہوئے تھے میری ٹانگیں بری طرح جل چکی تھیں اور ان میں بالکل جلنے کی سکت نہ رہی تھی ایسے میں نیلم نے مجھے غائبانہ طور پر کہا۔

آقا میں نے آپ کی جیب میں وہی ہتھکڑیا دیا ہے جو جلن کو ختم کرتا ہے اگر میں آپ کے ہاتھ میں دیتی تو وکرم جادوگر مجھے دیکھ لیتا اور شاید میری زندگی کو ختم کر دیتا اسی لیے میں نے آپ کی جیب میں رکھ دیا ہے آپ اسے اپنی ٹانگوں پر مل دیں جلن ختم ہو جائے گی۔

نیلم کی بات سن کر میں نے ایسا ہی کیا تو ساری جلن پلک جھپکتے ہی ختم ہو گئی لیکن جلنے کا نشان باقی تھا میں نے جب وکرم جادوگر اور دشا دیو کی طرف دیکھا تو وہ حیران بت بنے میری طرف دیکھ رہے تھے وہ اس بات پر حیران تھے کہ اچلتے ہوئے خون کا وارہ ہاتھوں کی رسیاں اور آنکھوں کی پٹی اگر اتنی آسانی سے

کھل گئی ہے تو ضرور یہ کوئی طاقت رکھتا ہے ابھی وہ بچوں میں ہی کم تھے کہ میں نے اپنی نظریں دشا دیو زچھا دیں۔ اور کہا جل جا۔ تو اس کے گھٹے بالوں کو فوراً آگ لگ گئی وہ خود کو بچانے کے لیے لاکھ جتن کرنے لگا جس سے خود کی آگ بجھا سکے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا اور جلتے جلتے کوئلہ بن گیا دشا دیو کی موت کو دیکھ کر وکرم جادوگر غصے سے چلایا۔

اے کہنے یہ تو نے کیا کر دیا میری سب سے بڑی طاقت کو مار دیا اب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا یہ کہتے ہی وہ میری طرف بڑھنے لگا اس نے میرے پس پہنچ کر میرے بالوں کو زور سے کھینچا اور میرے پیٹ پر لات دے ماری میں درد کی شدت سے چیخا میں اس بات پر حیران تھا کہ وکرم جادوگر طبع کے لحاظ سے بوڑھا دکھائی دے رہا تھا مگر اس میں طاقت اور پھرتی جوانوں کی طرح تھی اس نے مجھے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور دور پھینک دیا اب میں زمین پر لیٹا کر اہر ہاتھ بڑی مشکل سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا میرے بالکل پیچھے اس شیطان دیوتا کا بت تھا جس کا وکرم ہر وہ کار تھا کہ وکرم نے ہاتھ ہوا میں بلند کے تو اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر آگیا وکرم نے پتھر کو اپنے اوپر میری طرف اچھال دیا میں نے فوراً سے پہلے دھڑکی طرف جست لگائی اور وہ پتھر بت پر جا لگا جس سے سخت ریزہ ریزہ ہو گیا وکرم جادوگر نے جب یہ دیکھا تو سر پر ہاتھ رکھ دیئے اور کہا۔

اے خبیث لڑکے تو نے تو مرنا ہی تھا ساتھ میں برا بھی بیٹھا تاس کر دیا۔

ابھی وہ مجھ پر غصہ ہی اتار رہا تھا کہ غار زور زور سے جلنے لگا میں نے بند کچھ سوچے سمجھے باہر کی جانب دوڑ لگا دی کرتے سنبھلنے میں غار کے دہانے پہنچ گیا اور باہر چلا گیا وکرم کی اس کے ساتھ ہی غار ایک زور دار دھماکے سے اڑ گیا اگر میں چند سیکنڈ اور باہر نہ آتا تو میری ہڈیاں بھی نہ ملتیں باہر آتے ہی مجھے اپنے بھائی

انسانہ کی فکر ہونے لگی میں نے فوراً نیلم کو حاضر کیا اور اس سے کہا۔

نیلم! یہ کرو اسامہ کیسا ہے۔ جی اچھا۔ وہ اتنا کہہ کر غائب ہو گئی اور کچھ دیر بعد وہ واپس آئی۔ اور کہا آپ کا بھائی بالکل محفوظ ہے اور اس کو محفوظ اور حفاظت سے رکھنا وکرم جادوگر کی مجبوری تھی کیونکہ اسامہ کی بی بی کے بغیر وہ امر نہیں ہو سکتا تھا۔

تھینک گاڈ میرا بھائی زندہ ہے۔ میرے من سے بے اختیار شکر یہ کے الفاظ نکلے۔

آقا اب اس پہاڑی کی طرف گا مزن ہو جائیے جو اس غار کے پچھلی طرف تھی وہاں وہی طوطا ملے گا جس میں وکرم جادوگر کی جان ہے جلدی کیجئے گا آقا۔ کہیں دیر نہ ہو جائے۔ نیلم نے مجھے حالات کی نوعیت سے آگاہ کیا۔ میں نے اہٹارخ پہاڑی کی طرف کر لیا رات کا بھی آدھے سے زیادہ حصہ بیت چکا تھا میں نے چلتے ہوئے نیلم سے کہا۔

نیلم بہت اندھیرا ہے کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔

آقا وہی چلے والا دروازہ کھاتوں پر پھونک کر ہاتھ آنکھوں پر لگا دیجئے آپ کو ہر چیز یوں واضح دکھائی دے گی۔ جیسے رات نہ ہو بلکہ دن ہو میں نے ویسا ہی کیا جیسا نیلم نے کہا تھا پھر ویسا ہی ہوا مجھے ہر چیز واضح دیکھائی دینے لگی میں نے اب اپنی رفتار تیز کر دی تھی میں جلد از جلد وہ طوطا حاصل کرنا چاہتا تھا جس میں وکرم کی جان تھی تھوڑی دیر تک میں اس پہاڑی پر قدم رکھ چکا تھا اس پہاڑی پر درختوں اور جھاڑیوں کی بہت سی تھیں میں خود کو پھانسا ہوا وہ شجرہ ڈھونڈنے لگا جس میں وہ طوطا بند تھا میں درختوں پر بڑے غور سے تلاش کر رہا تھا آخر کار کافی دیر بعد مجھے ایک درخت پر ایک شجرہ لگا ہوا دکھائی دیا میری خوشی کی انتہا نہ رہی میں بھاگ کر اس طوطے کے پاس پہنچا تو اچانک میری نظر ساتھ والے درخت پر پڑی تو اس

درخت پر بھی پتھر لٹک رہا تھا اور اس میں بھی طوطا بند تھا اور یہ صورت حال دیکھتے ہی میرا دماغ چکرانے لگا میں انتہائی غلین پریشانی میں مبتلا ہو چکا تھا میں اب خود کو یوں محسوس کرنے لگا جیسے کہ میں بند گلی میں بھاگ رہا ہوں اتنے میں وکرم جادوگر بھی آگیا وہ زور زور سے قہقہے لگانے لگا کہ میری بے بسی پر ہنس رہا تھا میں وکرم جادوگر کی موت کے لیے الگ پریشان تھا دوسرا اسامہ کا بھی کچھ پتہ نہیں تھا میں نے نیلم کو آواز دی نیلم۔ اسامہ کا کچھ پتہ چلا کہاں ہے۔

میں آقا لاکھ کو شش کے باوجود بھی میں اسامہ کا پتہ نہیں لگا پالی کہ وہ کہاں ہے۔ نیلم نے نفی میں سر ہلا دیا۔ ایسے میں وکرم جادوگر لاکھ مارا۔

اے محمو تو نے میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی غلطی کی ہے جو دیکھ پل پل تجھے موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ارے کبھی چوٹی اور ہاتھی کا مقابلہ سنا ہے تم نے۔ ہاہاہاہ۔ وہ قہقہے لگانے لگا۔

ارے ناپاک ذات۔ یاد رکھ جب چوٹی اپنے آپ سے باہر ہو جائے تو بڑے سے بڑے ہاتھی کو دوزیں لگا دیتی ہے میں نے بڑے حوصلے سے وکرم جادوگر کو جواب دیا۔ اب مجھے اس بات کی پریشانی تھی کہ کون سا طوطا ہے وہ جس میں وکرم جادوگر کی جان ہے اتنے میں وکرم نے پتھروں کی طرف اشارہ کیا تو سارے طوطے پتھروں سے باہر آکر درختوں کی شاخوں پر بیٹھ گئے سب طوطے بالکل ایک طرح کے دکھائی دے رہے تھے ایسے میں وکرم جادوگر کی جان والے طوطے کی پہچان انتہائی مشکل تھی وکرم جادوگر نے طوطوں کو ختم دیا۔

بجائے وہاں درخت پر الگ بیٹھا ہے وہ وہی طوطا ہے جس میں وکرم جادوگر کی جان ہے میں اس تک پہنچنا چاہتا تھا لیکن دوسرے تمام طوطے مجھے آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے تھے میں زخموں سے چور ہو کر چکا تھا اب میری ہمت جواب دے گئی اور میں زمین پر گر گیا تھا طوطے اب بھی میرا جسم نوپنے میں مصروف تھے ایسے میں نیلم ظاہر ہوئی اور اس نے دوز کردہ طوطا اٹھایا اور بھاگ کر میرے پاس آئی اور طوطا میرے ہاتھوں میں تھا مایا طوطا جو بھی میرے ہاتھوں میں آیا باقی طوطے غائب ہو گئے وکرم جادوگر اس اچانک پیش آنے والے واقعے کا قطعی گمان بھی نہیں کر سکتا تھا وہ غصے سے چلا یا۔

اے کبھی جن زادی۔ تو نے میرے سامنے آکر بہت بڑی غلطی کی ہے اب تمہیں اس کی سزا ملے گی اتنا کہتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر نیلم پر پھونک ماری جس سے نیلم کو آگ لگ گئی جلتے جلتے اس نے میری طرف دیکھا اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جیسے وہ مسکراتے چہرے سے کہہ رہی تھی کہ آقا میں نے قربانی دے دی ہے آپ بھی گاؤں والوں کے لیے کسی قربانی سے دریغ مت کیجئے گا جاتے ہوئے اس نے میری طرف الواہی انداز میں ہاتھ ہلائے میری آنکھوں میں اس کی جدائی کے آنسو آ گئے۔

نیلم گاؤں والے تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولیں گے کبھی بھی نہیں میں نے رو ہائے انداز میں کہا نیلم کا وجود بالکل ختم ہو چکا تھا اب وہاں کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا تھا۔ پھر میں نے اپنا رخ وکرم جادوگر کی طرف کیا اور کہا۔

اے شیطان کی اولاد اب تمہیں بھی مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا شکست تمہارا مقدر بن چکی ہے اتنا کہتے ہی میں نے طوطے کے پر پکڑ لیے میں انہیں توڑنے ہی والا تھا کہ وکرم جادوگر چلا یا کہ وہ دیکھ تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تو ابھی بچہ ہے میں نے جب اس کی طرف

دیکھا تو اس کے قبضے میں میرا بھائی اسامہ تھا اس نے میرے بھائی کی گردن پر خنجر رکھا ہوا تھا اپنے بھائی کو موت کے اتنے قریب دیکھتے ہوئے میں کانپ گیا تھا دیکھو وکرم میرے بھائی کو چھوڑ دو یہ معصوم ہے میں نے التجائیہ کہا۔ وکرم چلا یا۔

ٹھیک ہے چھوڑ دوں گا تم یہ طوطا میرے حوالے کر دو اتنے میں اسامہ بولا نہیں بھیا آپ اسے یہ طوطا مت دیا آپ میری فکر نہ کریں مجھے کچھ بھی نہیں ہوگا وکرم جادوگر غصے سے دھاڑا۔ اے محمو یہ نادان ہے لیکن تو تو غلط ہے اس کی باتوں میں نہ آ اور طوطا میرے حوالے کر دے میں انتہائی کشش کے عالم میں تھا آخر مجبور ہو کر میں وکرم کی طرف بڑھنے لگا نہیں بھیا نہیں پلیر اسے ختم کر دیجئے گا۔ میں مسلسل وکرم جادوگر کی طرف بڑھ رہا تھا جب اسامہ کے بار بار کہنے پر بھی میں نہ رکا تو اس نے اپنی گردن پر رکھے ہوئے خنجر کو اپنی گردن پر پھیر دیا خون کا ایک تیز فوارہ اٹھا اور اسامہ ہمیشہ کے لیے ساکت ہو گیا میں غصے میں زمین پر لاتیں مارنے لگا بھائی کی موت سے میں حساس باختم ہو گیا تھا۔ میں دھاڑیں مارنے لگا ایسے میں وکرم جادوگر بولا دیکھو محمو یہ طوطا مجھے دے دو اب میں کبھی کسی کا خون نہیں کروں گا اس کے چہرے سے خوف اور پریشانی کی جھلک نمایاں نظر آ رہی تھی میں نے غصے سے طوطے کے پر توڑ دیے تو جادوگر کے بازو کٹ گئے وہ مجھ سے رحم کی بھیک مانگتا رہا میں نے طوطے کی دونوں ٹانگیں توڑ دیں جس سے جادوگر کی ٹانگیں کٹ گئیں اب وہ زمین پر گر چکا تھا اور مجھے لالچ دینے لگا کہ میں تمہیں اتنی دولت دوں گا کہ تمہاری سات سلیس بھی اگر عیاشی کریں گی تو دولت ختم نہ ہوگی میں نے بغیر پرواہ کئے طوطے کی گردن مزور دی جادوگر کی گردن کٹ گئی اور اس کے جسم کو آگ نے اپنی لپٹ میں لے لیا۔ کچھ دیر بعد اس کی راکھ بند گئی اور امر ہونے کا خواب دیکھنے والا

وکرم جہنم واصل ہو گیا میں اپنے بھائی کی یاد میں کافی دیر روتا رہا پھر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو میں اپنے گاؤں میں تھا میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہا میں یہاں کیسے آیا تو صدیق چاچا بولے بیٹا جس رات تم جادوگر سے مقابلہ کرنے کے لیے گئے تھے تو اس صبح گاؤں کا کوئی آدمی اس جگہ پہاڑی والے درختوں کی لکڑیاں کاٹنے کے لیے گیا تھا تو ادھر تمہیں بے ہوش پایا اور پھر وہ یہاں لے آیا آج پورے تین دن کے بعد تمہیں ہوش آیا ہے اچھا بیٹا کیا جادوگر مر گیا ہے۔ ہاں وہ مر گیا ہے پھر میں نے انہیں تمام روڈا سنائی جب نیلم اور اسامہ کا ذکر آیا تو ایک مرتبہ پھر میری آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے گاؤں والوں نے ہمت دلائی اور کہا کہ ان کی قربانی کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا کچھ دنوں تک میرے زخم ٹھیک ہو گئے اور کچھ عرصے بعد گاؤں کی ایک لڑکی سے میری شادی ہو گئی اور ایک سال بعد خدا نے ہمیں ایک بیٹا دیا جو اسامہ جیسا تھا میں نے اس کا نام اسامہ رکھ دیا۔ اب وہ پانچ سال کا ہو چکا تھا۔

ایک صبح میں اپنے لان میں کرسی پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا کہ دیکھا کہ اسامہ صحن میں دوڑ رہا ہے میں نے کہا بیٹا آہستہ کہیں گرنہ جاؤ اس نے کہا اب میری فکر نہ کریں مجھے کچھ نہیں ہوگا یہ جملہ سنتے ہی مجھے اپنا بھائی اسامہ یاد آ گیا جب وہ وکرم جادوگر نے اس کی گردن پر خنجر رکھا تھا تو اس نے یہی جملہ کہا تھا ماضی کی یاد سے میری آنکھیں بھر آئیں میں جب بھی اپنا جلا ہوا بایاں ہاتھ جلی ہوئی ٹانگیں اور اپنا بیٹا دیکھتا ہوں تو میں ایک بار پھر ماضی میں کھو جاتا ہوں۔

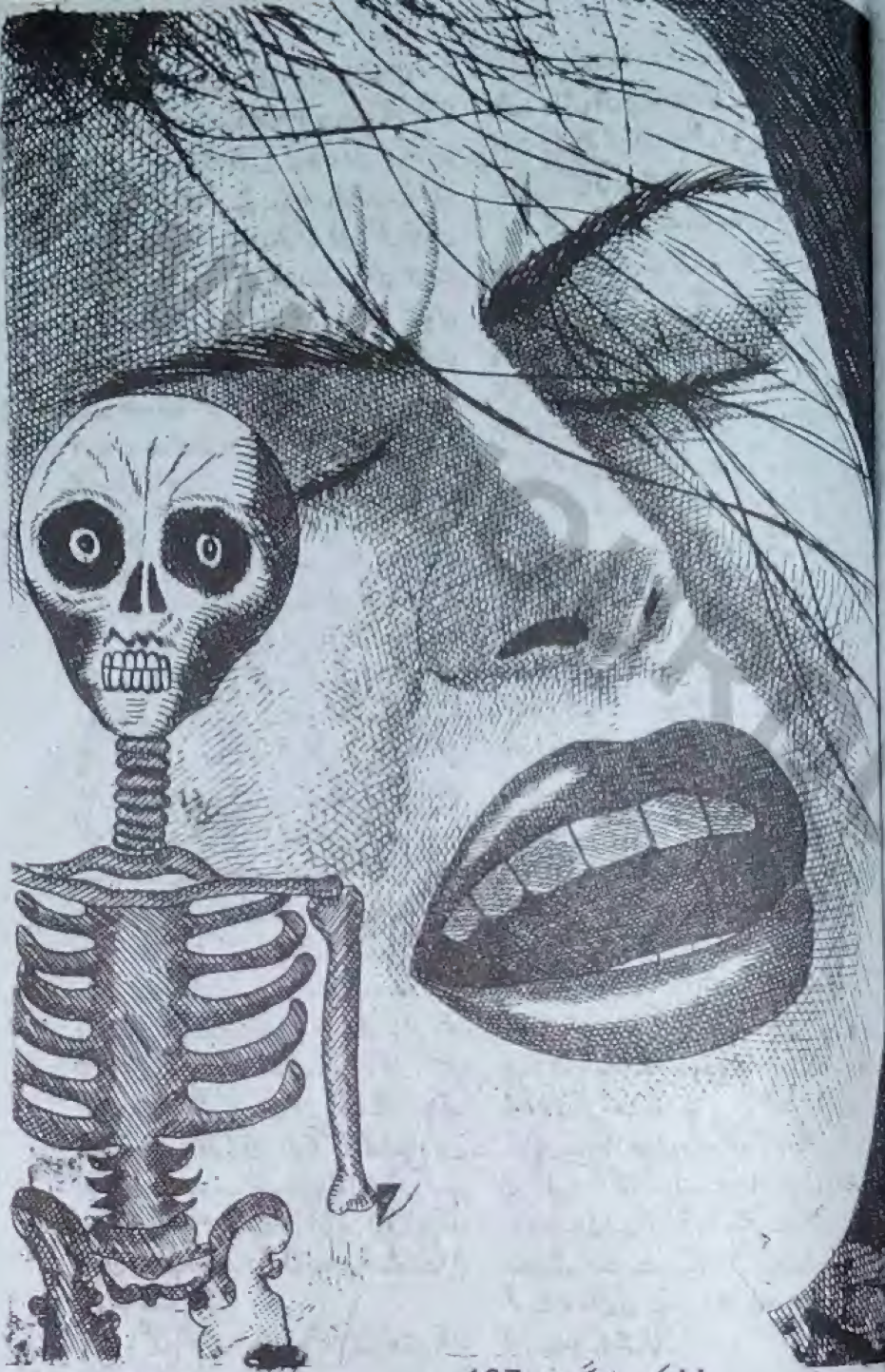
قارئین کرام آپ کو میری یہ کاوش کسی گئی اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازے گا۔ آپ کی رائے میری اصلاح کا باعث بنے گی اور مجھ میں مزید لکھنے کا حوصلہ پیدا کرے گی۔

انجان مسافر

-- تحریر: محمد وقاص احمد حیدری۔ سہگل آباد --

رات آدھے سے زیادہ گزر چکی تھی مجھے اب اور زیادہ محتاط ہونا تھا کہ یہ نہیں کتنا مشکل وقت ہوتی ہے ابھی تک وہ لوگ چھپ کر ہی حملہ کر رہے تھے ہوسکتا تھا وہ مجھے ڈرا کر واپس بھیجتا چاہتے ہو یا پھر پیچھے مرنے سکوں میں یہ باتیں سوچتا جا رہا تھا اور ساتھ ہی اس آہٹ پر بھی نظر رکھ رہا تھا وہ بدستور آگے بڑھ رہا تھا اس کو روکنا پڑے گا اس کو روکنے کے لیے ہمیں پہلے کچھ سوچنے دو دیندے کہ اور صبح میں ڈوب گیا میرے خیال میں کیوں نہ اس کی طاقت کا تعین لیا جائے تاکہ وہ جو روپ بدن ہے نہ بدل سکے اور اس پر حملہ اور وار کا مایاب ہو شیرور نے کہا ہاں یہ ہوسکتا ہے اس کو کمزور کرنے کا یہ طریقہ اچھا ہے برمانے کہا میرے خیال میں اس پر ہم مل کر حملہ کرنے میں تینوں وہ ایک ہیں اور ہم تین اس سے ہوسکتا ہے کہ ہم اس کو ڈرا دیں اور اس کا ارادہ بھی کمزور کر سکیں یہاں تمہاری بات کچھ ٹھیک نہیں لگتی۔ وہ کس طرح برمانے جواب دیا یکدم اس کے سامنے آنا صبح نہیں ہوگا پہلے ہم اس پر اپنی طاقت آزمائے ہیں جو ہم نے اب تک نہیں آزمائیں اس کی طاقت وہ جانتا ہمارے ہمارے لیے ضروری ہے کہ وہ کتنا بڑا جادوگر ہے اگر وہ جادوگر نہیں تو یہ سب اس کو کس نے دیا اور یہ اتنا محض کیسے آیا اس کے پاس پھر اس مصیبت کا سد باب کر سکتے ہیں چلو ٹھیک ہے تمہاری بات مان لیتے ہیں برمانے شیرور نے کہا اور میرا دل کسی انجانے خوف سے ڈھرکتا جا رہا تھا پہلے تو ایسا نہ ہوا اب تو صبح کی روشنی بھی ظاہر ہو رہی تھی میں نے ادھر ادھر دیکھ کر ایک درخت تلاش کیا جس پر چھل گئے ہوئے تھے پہلے تو خوب سیر ہو کر کھایا پھر اللہ کا شکر ادا کیا اور دوبارہ چل پڑا اس مشروب کی وجہ سے نہ تو پیاس لگ رہی تھی اور نہ ہی تھکاوٹ ہو رہی تھی تھوڑا سا چلنے ہوئے میں نے تین اطراف سے پتوں کی چڑچڑاہٹ سنی جیسے کوئی بے نیازی سے چل رہا ہے اور میری طرف آ رہا ہو۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

انسان کی زندگی میں بعض اوقات ایسے واقعات جنم لیتے ہیں کہ وہ کیا سے کیا بن جاتا ہے بعض اوقات زمین سے آسمان اور آسمان سے زمین پر آ جاتا ہے کچھ حالات واقعات میرے بھی ایسے تھے پہلے تو دینا مجھے نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی لیکن آج وہی دنیا مجھ سے جھک کر ملتی ہے میری عزت کرتی ہے میں آپ کو زندگی کے حالات بتا رہا ہوں جو میں نے اپنے اوپر برداشت کئے ہیں اور جس طریقے سے کئے ہیں میں یا میرا خدا جانتا ہے سنے میں یعنی اقبال پاشا کی زبانی۔ کیا تم نے بھی ایسا کوئی کام کیا ہے جس سے ہماری عزت میں اضافہ ہوا ہو ابوی آواز آئی جس کام پر تم کو لگا یا وہ چھوڑ کر آگئے ہر دفعہ ان لوگوں کی ٹھسی ہوئی ہے ابو کالی سے میں تھے اس دفعہ بھی انہوں نے مجھے ایک دکان پر مجھے کام دلوا دیا تھا میں اپنا کام بہت خوش اسلوبی سے کر رہا تھا جب مالک نے میرے اوپر چوری کا الزام لگایا میں ہر طریقے سے اس کو یقین دلانے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں مانا پھر اس نے مجھے گندی گالی دی جو میں بالکل برداشت نہیں کر سکتا تھا میں نے اس کو مارا اور سر پھوڑ دیا۔ اور کام چھوڑ دیا شکر کرو تمہاری ماں اس دنیا سے پہلے ہی رخصت ہو گئی ہے ورنہ تمہاری یہ حرکتیں اس کی جان لے سکتی تھیں مجھے کالی دکھ ہوا۔ ابوی ان باتوں کا وہ یہ نہیں کیا کیا کہتے رہے



اور میں کیا کیا سوچتا رہا نہ بتایا اسرودہ بیٹھا تھا اس طرح شام کا وقت ہو گیا اور دن کا اختتام اور رات کا آغاز ایونج سے چشن آئے تھے ہم دونوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا اس وجہ سے گزرا اچھے طریقے سے ہو رہا تھا میں نے ایک خیال پر عمل کرنے کا سوچا اور وہ قافرا کا کافی مشکل تھا لیکن اس کے علاوہ اور چارہ بھی نہیں تھا رات کے وقت میں نے گھر کو خیر آباد کہا اور باہر کی طرف نکل پڑا جیسے میرے پاس تھے اور کپڑوں کے کچھ جوڑے بھی لیے اور بھی کچھ ضروری چیزیں بیگ میں رکھی اور چل پڑا انجان منزل کی طرف اور یہاں سے میری وہ کہانی شروع ہوتی ہے جس کو میں سناتا چاہتا ہوں۔

میں ابھی تھوڑی دیر چلا تھا یہ اکتوبر کے لمحات ہیں اور سردی بھی لیکن اتنی نہیں تھی سڑک کے کنارے گاؤں کی سڑکیں بھی ٹوٹی ہوئی ہیں میں نے ایک جگہ پر تھوڑا سا آرام کیا تاہم دس سے اوپر کا تھا سردی تھی تو ساتھ سے تھوڑے بچے اور لڑکیاں لیں اور آگ لگ کر بیٹھ گیا جب سردی کا احساس کم ہوا تو آگ بجھا کر پھر آگے چل پڑا چلتے چلتے مجھے احساس ہوا کہ اور بھی کوئی میرے ساتھ اس انجانی منزل پر رواں دواں ہے میں نے رک کر جائزہ لیا لیکن کوئی نہیں تھا پھر چل پڑا مجھے آوازیں آئیں میں نے رک کر آواز دینی دیکھو کون ہے سامنے آؤ مجھے کسی چیز سے ڈر نہیں لگتا تھا اور جذباتی بھی کافی ہوں اس کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ بائیس سال کی عمر میں میں نے سات جگہ سے استعفیٰ پایا ہے میں نے جب دیکھا کہ کوئی سامنے نہیں آ رہا ہے تو بیک سے چاقو نکال لیا اور ہاتھ میں لائے بھی پکڑ لیا مشکل وقت سے تاکہ نکل سکوں آنکھیں میری سامنے تھیں لیکن کان اس آواز پر لگے تھے پھر چانک میرے پاس سے کوئی گزرا اور اس کا لمس مجھے اپنے ہاتھ پر ہوا میں نے جھٹ سے بیک مارچ لگائی اور آن کر کے دیکھنے لگا میرا دل تیز تیز چلنے لگا ذہن میں خیال آیا یہ کوئی انسان نہیں ہے کوئی اور ہی مخلوق ہے دل کو گلے سے اپنی اصلی حالت میں لایا۔

بائیں ہاتھ میں مارچ اور چاقو دائیں ہاتھ میں پکڑ لیا

اور زبان پر آیات کا ورد کرنے لگا کافی دیر تک کوئی ایسا واقعہ نہ ہوا میں کافی پریشان ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے آہستہ آہستہ چلتے چلتے میں کافی دور نکل آیا ایک بار تو سوچا کہ گھر سے نکل کر غلطی کی ہے چلو واپس چلیں لیکن پھر دل کو مضبوط کیا اور چل پڑا اب تو کچھ بن کے ہی گھر آؤں گا ورنہ نہیں جاؤں گا گھر اتنے میں ایک تیز رفتار سایہ میرے قریب سے گزرا جس نے چلتے ہوئے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا اور خبر کر گیا پھر اس نے مجھے ایسے اٹھایا جیسے کوئی میں معصوم بچہ ہوں اور زور سے ایک درخت کے تنے کے ساتھ مارا میرا سر کا پچھلا حصہ کافی زور سے لگا جس سے پورے جسم میں درد کا احساس جاگ گیا اور دھڑام سے زمین پر گر ا اور پھر کچھ دیر میں لاشعور کی دنیا میں چلا گیا۔

میں نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں یکدم میرے دماغ میں بیسیں انھیں میں نے پھر سے آنکھیں بند کر لیں پھر اپنی آنکھوں کو تھوڑا سا مالالہ اور پھر دوبارہ اوپن کیا میں ایک چادر دیواری کے اندر تھا دیوار کا رنگ بالکل سفید تھا بیٹھ بھی سفید تھا چادر بھی سفید الغرض ہر چیز سفید تھی لیکن اتنی روشنی کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور روشنی کہاں سے آ رہی ہے میں نے اٹھ کر دیواروں کا جائزہ لیا کوئی سوراخ نہیں تھا بالکل صاف ستھری تھی میں پھر پریشان ہو کر بیٹھ گیا چندرہ منٹ بعد مجھے آواز آئی اٹھ گئے ہو میں نے بڑبڑا کر دیکھا تو ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی ہاتھ میں ٹرے اٹھائے ہوئے تھی تم کون ہو اور یہاں آئی کیسے یہاں تو کوئی دروازہ بھی نہیں ہے میں ایک ہی سانس میں سوال کہہ دیا۔ وہ مسکرائی اور ٹرے بیڈ پر رکھی جس میں چائے اور برائے تھے ٹرے کو دیکھ کر میری ہجرت یکدم بیدار ہو گئی لیکن میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور نظریں اس کے چہرے پر گاڑ دیں زیادہ گھور کر نہ دیکھو پاشا اگر تم میرا اصلی چہرہ دیکھو تو خوف سے تمہارے دل کی دھڑکن بند ہو جائے گی ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے میں نے تیزی سے کہا میں موت سے ڈرنے والا نہیں ہوں لڑکی میں نے تم سے جو سوال کیا ہے ان کا جواب دو اب بار میں نے قدرے سر دلچھے میں کہا۔

وہ مسکرائی اور اس کے موتی کی طرح دانت مجھے نظر آئے آخر کافی دل والے ہو میرا نام بارو ہے اور میں بات سے تعلق رکھتی ہوں اور اس وقت تم ہماری دنیا میں ہو اور میں یہاں کیوں ہوں یہ بتانا پسند کرو گی آپ میں تم سے کچھ چھاؤں کی نہیں اور نہ ہی تم سے پہلے آئے ہوں سے چھاپا تھا مجھ سے پہلے کون آئے تھے کس کو لائی تھی تم میں نے تیزی سے پوچھا تمہارے سے پہلے تین درجن آئے تھے ان کو بھی اسی طرح لایا گیا تھا لیکن وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے یہ کہہ کر وہ سخی نظروں سے لکھنے لگی یعنی تم قاتلہ ہو ان کا خون اپنی مٹی ہو لیکن یہ یاد رکھا میں اتنی جلدی تمہارے ہاتھ آئے والا نہیں ہوں میں نے غصے میں کہا۔

میری بات پر اس نے زور سے قہقہہ لگایا نہیں ہم نے ان کا خون نہیں کیا اور نہ ہی پیاسے یہ ہمارا قبیلہ ہے اس کا نام ایک مہارانی ہیں ہمارے قبیلے کے ساتھ تین اور قبیلے ہیں وہ لوگ سوری جثات لوگ مظلوم انسانوں کا خون پیتے ہیں اور ہم کو بھی پینے کو کہتے ہیں لیکن ہماری مہارانی بہت نرم دل ہیں وہ نہیں چاہتی کسی پر کوئی ظلم ہو اس وجہ سے انہوں نے نہ کردی اور جس کی وجہ سے وہ تینوں قبیلے کے دربار ہمارے دشمن بن گئے اور وہ ہم سب کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو میں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی میرے پاس نہ تو کوئی طاقت ہے اور نہ ہی کوئی ایسا علم ہے کہ ان کو ختم کر سکوں تم سے پہلے جو تین آئے وہ بھی اسی طرح خد رتھے لیکن ان کی موت ہو گئے موت ہو گئی کس نے مارا انہیں اور کیوں۔ وہ بھی تمہاری طرح بے روزگار تھے ہم نے انہیں یہاں لا کر ایک کام سونپا تھا کہ تم ان تین سرداروں کو ختم کر دو تو ہم تم کو لوگوں کو مال مال کر دیں گے اور اتنا کر دیں گے کہ تمہاری آنے والی سسلیں بھی پیش کریں گی میں اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا لیکن تم مجھے بے خوف تو نہیں ماری مجھے مارنا یا میری مٹی تو نہیں دینا چاہتی وہ مرنے والی کوئی بات نہیں ہے پاشا اگر ایسا ہوتا تو میں تم کو اپنی اصلیت کو یں بتاتی یا تم کو اس طرح آرام دہ کمرے میں کیسے رکھتی اور تم میرے سامنے اس طرح زندہ جاوید

بیٹھے باتیں کیوں کرتے چہرے کے اندازے سے تو دو بج کہہ رہی تھی اور دل بھی گواہی دے رہا تھا بس دماغ مانے کو تیار نہیں تھا۔

اجھا کر میں یہ کام کرنے کے لیے نہ راضی ہوں تو میں تم کو اس جگہ پر چھوڑ دوں گی جہاں سے لائی ہوں اور پھر اپنی زندگی کا نام کرنا اور ساری زندگی محنت کرتا پھر بھی تمہیں اتنا کچھ نہیں ملے گا جتنا میں تمہیں دوں گی۔ لیکن یہ کام تم لوگ تو آسانی سے کر سکتے ہو پھر مجھے کیوں کہہ رہے ہو انہوں نے اپنے قبیلے کے گرد ایک حصار قائم کر رکھا ہے اور اس حصار سے جو کوئی بھی آتی مخلوق نکلے گی تو وہ پھسم ہو جائے گی اس وجہ سے ہم ان کے قبیلے میں داخل نہیں ہو سکتے یہ کام ایک انسان ہی کر سکتا ہے اس وجہ سے تمہیں یہاں لانی ہوں لیکن میرے پاس کوئی طاقت نہیں جس سے میں ان کو مار سکوں یہ کام ہمارا ہے بس تم حامی بھرو میں سوچ میں پڑ گیا اور پھر ایک نظر اپنے حالات پر ڈالی ایک گہری سانس لی اور خود میں بڑبڑایا موت تو آتی ہے ہالی پھر ڈر کیسا ہو سکتا ہے کامیاب ہو جاؤں اور پھر زندگی کی ساری خوشیاں میرے پاس ہوں گی میں نے اس کی طرف دیکھا اور بھی بار مسکرا کر ہاں کر دی وہ تو جیسے خوشی سے جھوم گئی ہوتی کافی عقل مند ہو اب اپنا ناشتہ کر پھر میں تمہیں بتاتی ہوں تم نے کیا کرنا ہے وہ پیچھے مڑی لا اور دیوار سے گزرتی جیسے وہاں کوئی دیواری نہ ہو حیران ہو پھر بولا۔

یہ جتنا دینا ہے پیارے کچھ بھی ہو سکتا ہے پھر میں ناشتہ کرنے لگا تھوڑی دیر میں وہ میرے لیے اچھی سی پیسٹ شرٹ لائی جو مجھے پہننے کو کہا جب میں مہکن چکا تو وہ دربارہ آئی اور ہاتھ کا اشارہ کیا تو وہاں سے ایک دروازہ بن گیا آؤ وہ مسکراہٹ سجا کر یوں ہی اس دروازے سے نکل گیا وہ میرے پیچھے آئی وہاں پر ہی سفید نظر آنے والی روشنی تھی اور ایک لمبی سی راہداری ہم لوگ وہاں سے چل پڑے پھر وہ راہداری ختم ہوئی اور ایک گراؤ ڈھلوان سا طرے ہو گیا میں صحت تک چلنے کے بعد وہ بھی ختم ہو گیا تو باغ آیا جب اس کا اختتام ہوا تو میرے سامنے ایک عالی شان

آسمان کو چھوتا ہوا محل ظہور ہوا کچھ دیر تو میں اسے دیکھتا رہا میری حیرت کو دیکھ کر وہ مخصوص ہوئی ابھی تو تم نے اندر سے نہیں دیکھا پھر وہ چل کر سامنے والے دروازے پر گئی دربان نے دروازہ کھولا اور ہم اندر داخل ہوئے سامنے ایک بڑا سا ہال تھا اس کے سامنے ایک چوڑا سا بیٹا ہوا تھا جو مکمل سونے کا تھا پھر وہاں پر شیشے کی میز حیاں تھیں جو اوپر جاتی ہوئی نظر آتی اور انقرض وہاں پر ہر چیز شیشے کی تھی میری تو آنکھیں چندھیا گئیں یہ کیا ماجرا ہے میں نے دل میں سوچا پھر اس میری میزبان نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے آگے چلنے کو کہا۔

میں جیسے ہی آگے جا رہا تھا تو وہ چوڑا میرے نزدیک آتا جا رہا تھا میں اس کو دیکھ کر حیران ہو گیا اس سخت پرہیز سے لگے ہوئے تھے پھر نزدیک جانے پر معلوم ہوا کہ وہاں کوئی بیٹھا بھی ہوا ہے اور نزدیک جانے پر اس کا چہرہ نظر آیا وہ بلا کی خوبصورت تھی میرے ساتھ آنے والی پارو سے بھی زیادہ میں اس کی آنکھوں میں تقریباً ڈوب گیا تھا جب اس کی آواز آئی او پاشا صاحب اور اس نے ایک طرف بہت ہی آلا کر سی رہے تھے کوہا میں اس کے چہرے پر ہی نظریں لگائے بیٹھ گیا وہ ہلکی سی مسکرائی کیا دیکھ رہے ہو میں یکدم ہر بویا اور شرمندہ سا ہو گیا وہ دراصل اتنا خوبصورت چہرہ دیکھ کر میں بھول گیا تھا کہ آنکھیں بند بھی کرنی ہیں میں اس حرکت پر محذرت خواہ ہوں اس کی ہنسی کچھ زیادہ ہی تیز ہوئی اور ہلکی سی آواز آئی تمہاری صاف نیچی مجھے اچھی لگی تم بلاشبہ ایک اچھی اور مہنتی انسان ہو شکر یہ میں نے جواب دیا ہمارے حالات کے بارے میں پارو نے آپ کو بتا دیا ہوگا میں اس علاقے کی مالک ہوں اور ان کی حفاظت میرا فرض ہے جی بالکل۔ ہمارے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ ان کے علاقے کے ساتھ آتشیں حصار ہے جس کو ہم چھو بھی نہیں سکتے ہیں اور اس کو بار ایک انسان ہی کر سکتا ہے اور اس کے لیے ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے دیکھنے میں کوئی لڑائی کرنے والا نہیں ہوں بس ذرا جذباتی انسان ہوں اور کسی کی کوئی کڑوی بات ہمیں نہیں ہوتی اس وجہ سے ہاں مجھے پتہ ہے وہ درمیان میں بولی ہم

کو ایسے ہی آدمی کی تلاش ہے جو اندر سے غور ہو جی بتائیں مجھے کیا کرتا ہے تم نے وہاں جا کر ان تین سرداروں کو مارنا ہے وہ مجھے بارو بتا چکی ہے لیکن ان کو ختم کیسے کیا جاسکتا ہے اس کا طریقہ بھی تمہیں بتائیں گے تم فکر مت کرو۔۔۔ پاشا کے لیے شربت لاؤ۔

تھوڑی دیر میں ایک کثیر ناپ لڑکی آئی اس کے ہاتھ میں ایک جام قاششے کی وجہ سے اس جام کا رنگ مجھے نظر آ رہا تھا وہ لگا ہنر تھا اس نے وہ جام مجھے دیکھ کر کیا اور چلتی نئی تم اس جام کو پیو اس کا فائدہ ہم بعد میں بتائیں گے میں نے ڈرتے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ لگایا اس کا ذائقہ تو بہت اچھا تھا اور لی کر مجھے کچھ احساس ہوا اس کے پینے پر تمہاری ساری ممکن ختم ہو جائیگی تم جتنا دوڑو گے تھکاوٹ نہیں ہوگی یہ احساس مجھے ہوتا شروع ہوگی جو میں پیدل چل کر آیا تھا اس کی تھکاوٹ بالکل ختم ہوگئی تھی سناٹا نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور جام ایک سائڈ پر رکھ دیا اس کے بعد اس نے اپنے لباس میں ہاتھ ڈالا تو ایک خوبصورت جڑھا ہوا فیروزہ مجھے دیا میں آگے بڑھ کر اسے قبول کر لیا اسی طرح پھر ہاتھ لباس میں ڈالا تو ایک خوبصورت نواج کا خنجر مجھے دیا میں نے وہ بھی آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے لے لیا اور الٹ پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔ انگوٹھی کو ہاتھ میں پکڑ لیا اور خنجر کو اپنے پاس رکھ لیکن ان کی افادیت کیا ہے انگوٹھی کی وجہ سے تم جو چاہو بن سکتے ہو یعنی حالات کے مطابق تم اپنا روپ بدل سکتے ہو اور یہ جو خنجر ہے اس کو تم اگر چھٹا دو تو یہ کو ارباب جاننا پھر جب تم کسی چیز کا مقابلہ کرو گے تو یہ تم کو مدد دے گی اور تمہاری حفاظت بھی کرے گی شکر یہ کے ساتھ انگوٹھی کو پکڑ لیا اور خنجر جو کہ میان میں تھا اپنی ٹیٹ میں جکڑ دیا۔ اور اس کے ساتھ تم کو ایک لباس دیا جائے گا جس کو ہم کہتے ہیں چست لباس اس کی مدد سے تم تیز دوڑ سکتے ہو اور در رنگ کا کالا ہوگا جو تم کو رات کو مدد کرے گا شلوار میں ہوگی ہلکی سی مسکرائی اور بولی۔

نہیں وہ لیڈر کی پینٹ اور شرٹ ہوگی اور جھینگر میں یہ ہی چاہتا تھا کیا تم کل سے مشن پر جانا چاہتے ہو

نہیں میں آج کا کام کل پر نہیں چھوڑنا چاہتا بہت خوب اسکے لیے پینٹ شرٹ لاؤ چست دالی پھر وہی کثیر آئی اور لباس مجھے دے گئی اور ہاتھ کے اشارے سے کہا تم وہاں جا کر تبدیل کر سکتے ہو میں نے شکر یہ کے ساتھ اٹھا اور اس کمر کی طرف چل پڑا وہاں ڈر سیٹ کا ہر مال پڑا ہوا تھا اور ساتھ میں ہاتھ دوڑ بھی تھا میں سب سے پہلے نہایا پھر جس کے بعد چست لباس پہنا اور تھوڑی سی کریم لگا لی پھر گھٹنوں کی اور تیار ہو کر شیشے کی طرف دیکھنے لگا پہلی بار میں نے اپنا آپ اتنا خوبصورت دیکھا مجھے اچھی خاصی وہ پینٹ پڑی تھی پھر سیٹ لگا کر باہر آ گیا وہ میری طرف دیکھ کر مسکرائی تم اچھے خاصے خوبصورت جوان ہو میں نے شکر یہ کیا ساتھ بیٹھ گیا۔

یہ پارو تم کو وہاں تک پہنچا دے گی جہاں سے وہ آتشیں حصار شروع ہوتا ہے ویسے جاتے ہوئے ایک بات پوچھ سکتا ہوں میں نے اٹھتے ہوئے کہا ہاں پوچھو۔ وہ گھٹکلا کر ہنس دی۔ تم کیوں پوچھن چاہتے ہو میں چاہتا ہوں کہ جس کے لیے میں کام کر رہا ہوں اس کا زیادہ تو نہیں کچھ تو نام تو پتہ ہونا چاہیے مجھے ملکہ شائد کہتے ہیں اور کیا ہی خوب کہتے ہیں ملکہ جی ملتے ہیں بعد میں خدا حافظ میں اتنا کہہ کر چل پڑا پارو میرے ساتھ تھی وہ بھی بالکل خاموش تھی جب وہ باہر نکلی تو بولی اس طرف اور بائیں جانب اشارہ کیا میری اور ملکہ کی جب باتیں ہوئی نہ تو تم بولی ہو اور نہ ہی ہلکی ہو وہ ہلکی سی مسکرائی ہم اپنی ملکہ کا بہت احترام کرتے ہیں ان کی وجہ سے ہم زندہ ہیں ورنہ تو کب کے مر چکے ہوتے یا قید کر رہے ہوتے اس وجہ سے ہم ان کے سامنے کچھ نہیں بولتے کہیں ان کو ہماری بات نہ بری لگ جائے تھوڑا دور جا کر اس نے یکدم میرا ہاتھ پکڑ لیا میں کچھ بھی نہ سمجھ سکا وہ بولی۔

میرا ہاتھ نہ چھوڑنا میں نے مضبوطی سے پکڑ لیا اور پھر اس نے آسمان کی طرف دیکھا تو ہمارے پاؤں کے نیچے سے گھور سا اٹھا اور ہمارے پاؤں زمین سے اٹھنے لگے اور ہم نے پرواز شروع کر دی میں نے نیچے ساری ہستی دیکھی پھر وہ ہستی ختم ہوئی اور ہم نے ایک سائڈ پر اترنا

شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد میں ہم زمین پر تھے یہ پرواز کوئی بیس منٹ جاری رہی ہوگی پندرہ یا بیس قدم کے بعد وہ حصار شروع ہو جاتا ہے اس سے آگے میں نہیں جاسکتی ہوں میں نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور شکر یہ کی نظروں سے اس کی طرف دیکھا اپنا خیال رکھنا پھر وہ اسی طرح اڑی اور پھر نظروں سے غائب ہو گئی میں نے سامنے کی طرف چلنا شروع کر دیا تھوڑی دیر میں مجھے ایک کاک کی طرح سی لکیر نظر آئی میں سمجھ گیا یہ ہی وہ حصار ہے منجھل کر چلنا ہوگا میں نے اللہ کا نام لے کر حصار کے اندر پاؤں رکھ دیا مجھے کچھ نہ ہوا اب میں ان کے علاقے میں تھا سورج کے غروب ہونے کا وقت تھا اور میرے منہ کا ہونے کا میرے لیے یہ لحاظ کافی زیادہ کھانا ڈالے تھے ایک گھنٹہ ملتے کے بعد سورج اپنی منزل طے کر چکا تھا اور میں بھی اب بالکل تیار تھا خنجر پر میرا ہاتھ مضبوط ہو گیا اور ممکنہ خطرے سے بچنے کے لیے تیار تھوڑی دیر لگی تو مجھے کچھ احساس ہوا جیسے کوئی دبے پاؤں چل کر میری طرف آرہا ہے میں نے اپنے کان ان آوازوں کی طرف کر لیے۔ اور ایک بڑے سے درخت کے تنے کو اپنی پشت کے پیچھے کر لیا اور آنکھیں میا کر دیکھنے لگا۔

شکر ہے رات چاندنی تھی ورنہ تو کافی مشکل آتی تھوڑی دیر بعد میں بہت ہی خوفناک چہرے والے آئے ہوئے تھے آنکھیں ان کی سرخ تھیں چہرے ہلاؤں کی طرح اور منہ سے نیکی ہوئی رال ان میں نے ایک بولا بجلی کی کڑک کی طرح آواز نکلی تھی اوہ آدم زاد کون ہے تو اور کہاں سے آیا ہے اور ادھر کیا کر رہا ہے اس نے تین سوال ایک ساتھ کر دیے میں نے اپنے دل کو مضبوط کیا اور جولا تم لوگ کون ہو ہم اس آتشیں حصار کے محافظ ہیں اور تم یہاں آئے کیوں ہو اگر زندگی چاہتے ہو تو ابس چلو جہاں سے آئے ہو ورنہ اس سے پہلے بھی آئے تھے انسان لیکن ہم سے بچ نہیں سکتے دیکھو زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور میں جہاں سے آیا ہوں تمہارا کوئی لینا دینا نہیں اس بات سے اور مجھے جو کام دیا گیا ہے وہ میں کر کے ہی جاؤں گا اچھا وہ صبا تک طریقے سے مسکرایا

اور اپنے دونوں ساتھیوں کو دیکھا تو اب تمہاری موت کے
 ذمہ دار ہم نہ ہوں گے ان تینوں نے انگوٹھی لی
 اور بیٹا یک بیکس ہوں گے روپ میں آگئے ان کی جسامت
 بہت بڑی ہوئی تھی اور قد پانچ فٹ کے برابر اور شارب
 دانت تھے جو باہر کی طرف نکلے ہوئے تھے تینوں نے مل کر
 آدرو کی آواز نکالی اور مجھ پر حملہ کے لیے تیار ہو گئے
 میں نے خبر کو ہاتھ میں لیا اور خود کو ایک جنگلی اور بڑے بندر
 جیسے فلم میں بے بن جاتے ہیں کو کہا تو سیکنڈ کے ہزاروں
 حصے میں میرے پاؤں ایک دم بڑے ہوئے ہاتھوں کی
 لمبائی بھی بڑی اور جسامت مولی ہونا شروع ہوئی پھر لمبے
 کالے بال مجھ پر آئے اور پھر ایک بڑے بن مانس کے
 روپ میں ان کے سامنے تھا پھر بدستور میرے
 ہاتھوں میں تھا اور اس کو میں نے جھٹکا دیا تو وہ ایک لمبی کھوار
 بن گیا ان تینوں نے مجھے دیکھ کر غرغری آواز نکالی جیسے کہہ
 رہے ہوں کیا۔

تیار ہوں میں نے بھی ایک دھاری ماری اور کاشن
 دیا میں تیار ہوں پھر تینوں نے مجھ پر یک باری سے حملہ
 کر دیا۔ جو میرے سامنے تھا تو سبھی میری رتج میں آیا تو
 کھوار اس کی گردن میں گھسادی اور باقی دو نے ایک میری
 بازو پر اپنے جڑے ڈالے اور دوسرے نے میری ٹانگ
 پکڑ لی میں نے اکی گردن سے کھوار نکالی اور کھوار جس نے
 بازو پکڑا ہوا تھا ماری اس کو ہلکے سے کٹ لگا تو وہ اولوں
 کی آواز نکالتا ہوا پیچھے ہٹ گیا اور ٹانگ والے جڑے پر
 ایک مکار سید کر دیا کڑک کی آواز اس کا جڑا ٹوٹا اور پھر
 ایک ہی وار سیس کی گردن طعنے کر دی اب دو کی بجائے
 ایک رہ گیا تھا وہ تھوڑا دور کھڑا مجھے گھور رہا تھا میں نے
 ٹانگ کی طرف دیکھا تو وہاں سے اچھا خاصا خون بہہ
 رہا تھا اور مجھے تکلیف بھی ہو رہی تھی یہ وقت تکلیف کو
 برداشت کرنے کا تھا میں نے بھی اس کی طرف دیکھا وہ
 بالکل میرے پاس پہنچ گیا تھا اس نے جست لگائی اور وہ
 میری گردن اپنے جڑوں میں لیے کی کوشش کرنا چاہتا تھا
 لیکن میں بھلا ایسا کیسے ہونے دینا چاہتا تھا میرا کھوار ہاتھ تو
 بلند ہی راہ و حزم کی آواز سے پیچھے درخت کے تنے کے

ساتھ ٹکرایا۔

وہ بھی اٹھ اٹھا تھا کہ میں نے وہاں پر ہی گھوم کر کھوار
 دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر بلند کی اور اس طرح اس کے جسم
 میں گھسادی جیسے کوئی کدال مزدور زمین کے ستنے میں
 پست کرتا ہے وہ تھوڑی دیر ترپا اور پھر زمین پر گر گیا
 میں نے کھوار نکالی لی اور چپک کیا وہ واقعی سرچکا تھا پھر میں
 اپنی اصلی حالت میں آگئی کھوار اسی طرح میرے ہاتھ
 میں تھی اور اس پر خون لگا ہوا تھا میں خواب کے عالم میں یہ
 سب دیکھ رہا تھا ایسے محسوس ہو رہا تھا ابھی امی مجھے چکا دیں
 گی لیکن ایسا کچھ نہ ہوا میں نے کھوار کو صاف کیا اور آگے کی
 طرف چل پڑا نہیں یہ نہیں ہو سکتا ایک بہت ہی طاقت ور
 دیونے زور سے دھاڑ ماری وہ سامنے دیوار پر سکرین کی
 ریح تمام منظر دیکھ رہا تھا کہ کس طرح میں نے یعنی پاشانے
 ان تینوں کا خاتمہ کیا ہے وہ غالباً اس علاقے کا سردار تھا اور
 اسی وجہ سے وہ حیران و پریشان دیکھ رہا تھا جانی چڑیل اس
 نے زور سے پکارا تو زمین سے دھواں نکلا اور ایک
 بد صورت شکل والی چڑیل کھڑی نظر آئی جی بر ما دیو آپ
 نے مجھے یاد کیا۔

اس آدم زاد نے میرے ان تین محافظوں کو ختم کر دیا
 ہے جو میں نے آگنی صدار کے گرد اس کی حفاظت کے لیے
 رکھے تھے کیا یہ کیسے ممکن ہے ہاں ایسا ہی ہوا ہے اور یہ
 میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تم جاؤ اور باقی کے
 دوسرے داروں کو بلا لاؤ تاکہ اس چیز سے چھٹکارا حاصل
 کیا جائے جاؤ جو حکم سردار وہ پھر اسی طرح دھواں بن کر
 زمین میں سما گئی تم کو تمہاری موت یہاں لائی ہے آدم زاد
 اب تم میرے اولین دشمن ہو اور جب تک میں تمہارا سرتن
 سے جدا نہیں کر لیتا میں جہنم سے بیٹھنے والا نہیں ہوں
 اور پھر وہ یکدم غصے میں آیا اور ایک بڑا سا پتھر جس کا وزن
 دس ہونگا ایک ہاتھ میں اٹھا کر اس سکرین والی جگہ پر
 دے مارا اور وہاں سے وہ منظر غائب ہو گیا

ادھر میں نے ان تینوں کے خاتمے کے بعد آگے کی
 طرف راہ لی اور چلتا شروع ہو گیا اب میرا دل پہلے سے
 زیادہ مضبوط اور نڈر ہو گیا تھا میں نے اس کھوار کو جھٹکا دیا تو

وہ پھر سے ٹخمر کے روپ میں آگئی اور اس کو اس کی جگہ پر
 رکھ دیا اور اپنے کان آنکھ کھلے رکھ کر اپنی منزل کی طرف
 چل پڑا تھوڑی دور چلنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ مجھے
 ہوک لگ گئی ہے لیکن پیاس نہیں لگ رہی تھی شاید اس
 شروب کا اثر تھا کہ پیاس کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی
 میں نے ادھر ادھر کھانے کے لیے تلاش کرنا شروع کر دیا
 مجھے پھر ایک درخت نظر آیا جس پر بے پناہ پھل تھے
 میں نے ان پر چڑھ گیا اور میرے پیٹ کی آگ بجھانے
 لگا کھانے سے فراغت کے بعد میں جیسے ہی نیچے اترا تو
 کچھ پھڑپھڑاہٹ محسوس ہوئی جیسے کوئی چیز اڑ کر آ رہی ہے
 میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو کوئی دس کے قریب
 پرندے جو عام پرندوں سے کوئی چار گنا بڑے تھے وہ
 اڑ رہے تھے میں نے اندازہ لگایا یہ کوئی چڑیلیں ہی
 ہوں گی ورنہ اتنے بڑے پرندے تو نہیں ہوتے میں ایک
 گھنے درخت کے سائے میں ہو گیا پھر وہ دس نیچے اتریں
 اور اپنی اصلی حالت میں آگئیں یہیں تھا وہ مجھے اس کی بو
 آ رہی ہے۔

میں نے وہاں پر ہی رہنے کا ارادہ کیا ان میں سے
 ایک تلاش کرتی ہوئی میری طرف آئی تو میں نے پتھر اس کی
 گردن پر پھیرا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گئی اس کی لاش دھویں
 کی طرح غائب ہو گئی باقی نو کو میں دیکھ رہا تھا ان میں سے
 ایک نے میرے والے درخت جس میں میں خود کو چھپا
 رکھا تھا اشارہ کیا وہ وہاں سے سب نے اس کی طرف
 دیکھا تو میں چھلانگ لگا کر باہر نکل آیا اور دوڑ لگا دی تو وہ
 زور سے چلائی اپنا روپ بدلو اور وہ اسی طرح خوفناک
 پرندوں میں دوبارہ آگئیں میں آگے کی طرف دوڑ رہا تھا وہ
 اڑتی ہوئی میرے سر پر آگئیں دو سے نیچے کی طرف ڈائی
 لگا کر مجھے پکڑنا چاہا تو میں یک دم نیچے ہوا اور وہ میرے
 اوپر سے گزر گئیں انکا یہ نشانہ خطا گیا لیکن میں پاؤں پھسلنے
 کی وجہ سے گر گیا اور تین یا چار غلابا زیاں کھا کر کاہہ بلندی
 کی طرف گئیں اور پھر میری طرف آئے گئیں میں سکرایا
 اس دفعہ اور یکدم اپنے آپ کو پکارا چل پاشا اتر فار
 ڈرین بن جا۔

میرا اتنا کہتا تھا کہ میرے ہاتھ دونوں بڑے بڑے
 پنکھ بن گئے میری ٹانگیں پٹکی ہوئی پھر ان پر خون پڑے
 بڑے نیچے آئے اور میری جسامت تبدیل ہوئی اور منہ کی
 جگہ چونچ لے لی اور اب وہاں پر ایک فلائڈ رنگین تھا
 وہ نوکی نو میری طرف جو براؤن تھیں کہ میں نے یکدم پروں کو
 اوپر کیا اور زور سے جھٹکا دیا اور گولی کی طرح آسمان کی
 طرف چو پرواز ہو گیا۔ او پھر اپنا منہ کھولا اور باہر کی طرف
 سانس لیا تو منہ سے آگ ایسے نکلی جیسے فائر بریگیڈ کے
 پائپ سے پانی نکلتا ہے آگے آنے والی تین چڑیلوں کو تو
 میں جلا دیا ان کی جھپٹیں آسمان کو ہلار رہی تھیں اور باقی ادھر
 ادھر ہو گئیں اور میں درمیان سے نکلا ہوا اوپر کی طرف
 چلا گیا اور پر جا کر میں نے نیچے کی طرف دیکھا تو وہ چھ
 چڑیلیں آپ کچھ فاصلے پر ہو گئی تھیں اور گول دائرے کی
 شکل میں آگئیں یعنی کہ وہ مجھ کو گھیرنا چاہتی تھیں نہ پتھر کو
 معلوم نہیں ہے تمہارا پالا کس چیز سے پڑا ہے وہ مجھ کو گھیرا
 ڈالنے کی شروعات کرنے لگیں میں نے بھی اپنی پرواز
 آہستہ کر دی اور ان کو قریب آنے دیا وہ تیزی سے میری
 طرف بڑھنے لگی جب وہ میرے بالکل قریب آگئیں تو
 میں نے یکدم ایک پرتو پیچھے کی جانب آگے سے تھوڑا سا
 موڑا اور دوسرا زور زور سے مارنے لگا جس کی وجہ سے
 میں اٹو کی طرح کھوار ہوا اور ساتھ ہی آگ منہ سے نکالی تین جو
 میرے بالکل قریب تھیں آگ نے ان کو ایسے پکڑا جیسے وہ
 پٹرول کو پکڑتی ہے وہ جھپٹی ہوئی نیچے گرنے لگیں اور ایک کو تو
 اس کے ایک پر پر لگی میں نے جھپٹ سے اس پر حملہ کیا اپنی
 چونچ اس کی گردن پر ماری اور دونوں نیچے دبا کر جھٹکا دیا تو
 وہ تین حصوں میں تقسیم ہو گئیں باقی کی دوتو ڈر سے تیز
 رفتاری سے اڑنے لگیں اب میں یعنی فل سپیڈ سے ان کے
 پیچھے تھا۔

تھوڑی دیر میں ان کو میں نے جالیا اور ایک کو تو فائر
 سے آگ لگا دی اور دوسری کو تو میں نے اپنے پنچوں میں
 رکھ کر کھرے کر دیا ان سے فراغت کے بعد میں نے زمین
 پر اترنا شروع کر دیا صحیح سلامت اترنے کے بعد
 میں دوبارہ اپنی اصلی حالت میں آگیا یا ہونے کی بات ہے مزہ

آگیا وہ جگر کیسے تو نے ان کو کھڑے کئے حرا آگیا میں نے اپنے آپ کو شاباش دی اور خوشی سے آنکھوں کو چوما اور نیکیست منزلی کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ بر باد ہو کانی غصے میں ٹھل رہا تھا آخر یہ ہے کون جو میری طاقتوں کو اڑائے چلا جا رہا ہے یہ کہو ہو سکتا ہے اتنے میں وہ بھی چڑیل حاضر ہوئی سردار میں نے ان کو پیغام دے دیا ہے وہ آرہے ہیں اسے میری دس چڑیلوں کو بھی مار دیا ہے اور آدم زاد تو اتنا طاقت ور نہیں ہو سکتا ہے وہ میرے محافظ دیوار چڑیلوں کو ہراسکے یہ کچھ اور بات ہے یہ مجھے شاید کی سازش لگتی ہے ضرور اس نے کوئی جادوگر کو بھجوا دیا ہے چلو دیکھ لیتے ہیں تھوڑی دیر میں جو لمبے قد والے دیو آئے وہ شکل سے کافی پریشان تھے۔

کیا ہوا بر ما جو اس قدر جلدی میں ہم کو بلایا ہے بات ہی کچھ ایسی ہے پھر اس سے تمام بات ان کے گوش گزار کر دی اچھا تو یہ بات ہے چلو اس کا حل نکالتے ہیں اس طرح غصہ کرنے کا کیا فائدہ ہے تم جینو ٹھیک کہتا ہے ویدر بلا وجہ طیش میں نہ آیا کرو اس کو ذرا اور آگے آنے دو تاکہ اس کے بھاگے جانے کا چانس نہ رہے پھر ہم اپنا دوار اس پر کریں گے اچھا تم بناؤ بر ما دیو اس تیسرے دیو سردار سے پوچھا۔ وہ ہلکا سا ہنسا کھی شہر و زو کو بھی کچھ ہوا ہے اور اپنی پریشانی کو بھول جاؤ ہم اس کا مقابلہ تینوں مل کر کریں گے اور اس کی گردن تمہارے قدموں میں ہوگی ویسے بھی ہم لوگ اپنے چلے چل کر چکیں ہیں ہر کوئی ہم سے نہیں ٹکرا سکتا بس اس کو ذرا راج کے نشے میں آگے نکل آنے دو پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے۔

بر ما تھوڑا سا مسکرایا شکر یہ تم دونوں کا چڑیلوں کا حملہ تو کافی اچانک تھا میں بھی پریشان ہو گیا تھا لیکن اب میں نے اور زیادہ چوکنا ہونا تھا کیونکہ رات کا معاملہ تھا میں نے تجربہ بھی ہاتھ میں لے لیا اور اللہ کو یاد کرتا ہوا آگے چل پڑا تھا کاٹ تو مجھے کھی نہیں بس ذرا نیند آنے لگی تھی میں نے ایک گھنٹے درخت کو دیکھا تو اس کی شاخوں کو اپنا بستر بنالیا اور سو گیا مجھے پتہ نہیں تھا کہ میری آنکھ کب کھی گئی تھی میں نے آنکھ کھولی تو مجھے کچھ کڑکڑ کی آواز سنائی دی یہ

محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ آواز انسانوں کے پاؤں سے پیدا ہو رہی ہے یا جانوروں کے پاؤں سے البتہ میں نے ایک شاخ کو ہٹا کے دیکھا تو کوئی کھی نہ نظر نہ آیا کیا یہ میرا وہم ہے خود سے سوال کیا نہ یہ ہو تو نہیں سکتا جو ماحول ہے اس کے حساب سے تو نہیں میں نے خنجر کو ساتھ میں لیا دوار سا جھٹکا دینے پر وہ لمبی ٹکوار بن گیا اور آہستہ سے نیچے اترا شاید میری بھول تھی جیسے ہی پاؤں زمین کو چھ کئے تو اس کی رفتار سے میں ہوا میں تھا حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے جب نظر پڑی تو شہت کا دھچکا لگا کچھ کو پاؤں سے درخت کی اپنے شاخ نے ٹکرایا تھا اور میں کوئی نو یا دس فٹ اونچا تھا اور مجھے سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ وہ میرا سر سینکڑوں گردوں میں تبدیل کرنا چاہتا تھا ٹکوار بدستور میرے ہاتھ میں تھی میں نے جھٹ سے شاخ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور پھر دھڑام سے زمین پر چسے کوئی بھاری چیز گرتی ہے ایسے گرا تکلیف سے میری ہلکی سی جھنجھکی لگی لیکن یہ وقت جینو کر ملنے کا نہیں تھا میں جھٹ سے کھڑا ہوا اور مقابلے کے لیے تیار ہو گیا دو شاخیں دائیں بائیں سے آئیں ایک کو تو میں نے کاٹ دیا لیکن دوسری نے میرا بائیاں بانو پکڑا لیکن جھٹ سے وہی بھی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی پھر تو جیسے وہ درخت باگل ہو گیا ہوا میں نے لگا تار حملے شروع کر دیے میں بھی اس کی شاخوں کو کاٹتا رہا لیکن وہ تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا میں کافی پریشان ہو گیا کہ اس کا کیا کروں میں نے جھٹ سے اپنے آپ کو ایک آدم خور بھیڑ بانی بنے کو کہا۔

ایک دم میرے ہاتھ لمبے ہو گئے میری ٹانگیں بھیڑیوں کی طرح سی ہو گئی میرا قد برعنا شروع ہو گیا ساتھ ہی میرے جسم پر بال آنا شروع ہو گئے میرے منہ میں دانت باہر کی طرف نکلے آپ میں ایک سات فٹ سے تجاوز ایک خونی بھیڑیا تھا میں نے اپنے ہاتھ کو زود کی جنبش دی تو تین اچ کے ناخن نکل آئے میں نے سب سے پہلے اپنی طرف آنے والی شاخوں کو کاٹا تو کیلے دانوں سے خونی پتوں سے اور ساتھ ہی اس درخت کی طرف بھی بڑھتا چلا گیا میں پھر چھلانگ لگا کر درخت پر چڑھ گیا وہاں

سے پھر ایک اور جست لگائی اور زیادہ نزدیک اس کے بعد میں نے جیسے ہی بالکل تنے کے پاس چھلانگ لگائی تو ایک لمبی اور موٹی شاخ میرے ارد گرد پلٹ گئی میں نے دونوں ہاتھوں سے زور لگایا اور اس کو جڑ سے اکھاڑ دیا جس سے اس درخت سے نہ ختم ہونے والا جینوں کا طوفان شروع ہو گیا میں سمجھ گیا کہ یہ جنتی کا کام ہے پھر تو میں باگل ہو گیا ہر تنے کو جڑ سے اکھاڑنے لگا جینوں کا تسلسل شروع ہو گیا اور ہر دفعہ اس شاخ سے خون نکلتا جب تمام لمبی شاخوں کو میں اکھاڑ چکا تو پھر تنے کو دونوں بازوں کے گھیرے میں لیا اور پھر زور لگا کر اس کو زمین سے اکھاڑ دیا اور ایک سائینڈ پر پھینک دیا اس کو بچکنے پر مجھے حیرانگی ہوئی۔

اس تنے میں لغزش پیدا ہوئی پھر اس کا جھم کم ہوا اور ساتھ ہی پھوٹا ہوتا شروع ہو گیا اور آخر میں اس کی لمبائی ایک چڑیل کے برابر رہ گئی اور وہ تباہ بالکل اپنی اصلی حالت یعنی چڑیل کے روپ میں آگیا وہ لمبی سائیں لے رہی تھی اس کے سر کے بال اکھڑ چکے تھے دونوں بازو بھی علیحدہ ہو چکے تھے وہ تپ رہی تھی تم اس میں کامیاب نہیں ہو سکو گے اس نے اتنا کہا اور وہاں سے ہی صفائی ہو گئی اور پھر اس کے جسم کو آگ لگ گئی پھر میں دوبارہ اپنی پہلی حالت میں آیا اور اس را کہ کو دیکھا۔ جس کم جہاں پاک کہہ کر چل پڑا رات آدھے سے زیادہ گزر چکی تھی مجھے اب اور زیادہ محتاط ہونا تھا کہ پتہ نہیں کتنا مشکل وقت باقی ہے ابھی تک وہ لوگ چھپ کر ہی حملہ کر رہے تھے ہو سکتا تھا وہ مجھے ذرا کرواپس بھیجنا چاہتے ہو یا پھر پیچھے مرنے سکوں میں یہ باتیں سوچتا جا رہا تھا اور ساتھ ہی سی آہٹ پر بھی نظر دھڑکا ہوا بدستور آگے بڑھ رہا تھا اس کو روکنا پڑا گا اس کو روکنے کے لیے ہمیں پہلے کچھ سوچنے دو ویدر نے کہا اور سوچ میں ڈوب گیا میرے خیال میں کیوں نہ اس کی طاقت کو چھین لیا جائے تاکہ وہ جو روپ بدن ہے نہ بدل سکے اور اس پر حملہ اور دار کامیاب ہو شیرور نے کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے اس کو کمزور کرنے کا یہ طریقہ اچھا ہے برمانے کہا میرے خیال میں اس پر ہم مل کر حملہ کرنے میں تینوں وہ

ایک ہیں اور ہم تین اس سے ہو سکتا ہے کہ ہم اس کو ذراویں اور اس کا ارادہ بھی کمزور کر سکیں یہاں تمہاری بات کچھ ٹھیک نہیں لگتی۔

وہ کس طرح برمانے جواب دیا یکدم اس کے سامنے آنا جھنجھکی نہیں ہوگا پہلے ہم اس پر اپنی طاقت آزما تے ہیں جو ہم نے اب تک نہیں آزما میں اس کی طاقت وہ جانتا ہمارے ہمارے لیے ضروری ہے کہ وہ کتنا بڑا جادوگر ہے اگر وہ جادوگر نہیں تو یہ سب اس کو کس نے دیا اور یہ اتنا عمل کیسے آیا اس کے پاس پھر ہم اس مصیبت کا سد باب کر سکتے ہیں چلو ٹھیک ہے تمہاری بات مان لیتے ہیں برمانے نے شیرور سے کہا اور میرا دل کی انجانے خوف سے ڈھرکتا جا رہا تھا پہلے تو ایسا نہ ہوا اب تو صبح کی روشنی بھی ظاہر ہو رہی تھی میں نے ادھر ادھر دیکھ کر ایک درخت تلاش کیا جس پر پھل لگے ہوئے تھے پہلے تو خوب سیر ہو کر کھایا پھر اللہ کا شکر ادا کیا اور دوبارہ چل پڑا اس شہر دے کی وجہ سے نہ تو پیاس لگ رہی تھی اور نہ ہی تھکاوٹ ہو رہی تھی تھورا سا چلے ہوئے میں نے تین اطراف سے چوں کی چڑچڑ سنی جیسے کوئی بے نیازی سے چل رہا ہے اور میری طرف آرہا ہو۔

مجھے اب ہوشیار ہونا پڑا اور خود کو ایک بڑے سے تنے کے ساتھ لگا کر کھڑ ہونا پڑا پھر میرے سامنے دائیں اور بائیں سے تین اشخاص آئے وہ بالکل میرے جیسے تھے یعنی آدم زاد محسوس ہو رہے تھے مجھے حیرانگی ہوئی یہاں پر آدم زاد کیسے۔ میرے سامنے والے نے مسکرا کر کہا تمہاری سوچ غلط ہے پاشا ہم آدم زاد نہیں ہیں اور نہ ہی تمہارے علاوہ کوئی آدم زاد نہیں ملے گا یہ جنوں کی ہستیاں ہیں اور یہاں تم کو جن ہی ملیں گے۔ اور تم یہاں کیوں آئے ہو میں نے اس کو چھوڑا ہنسا اگر تم یہاں سے چلے جاؤ تو ٹھیک ہے ورنہ یہاں سے تمہاری لاش بھی واپس نہیں جائے گی او اچھا تم ان تین سرداروں کی طاقتیں ہوں کیا تمہارے سردار اتنے نامرد ہیں کہ وہ خود سامنے نہیں آتے اور ایسی طاقتوں اور سوری پالتو کتوں کو بھجوا دیتے ہیں خود سامنے نہیں آسکتے کیا ایک بکری کو مارنے کے لیے شیر کیوں آئے ہم

جیسے وحشی ہی بہت ہوتے ہیں اچھا میں گینڈا بھکیوں سے ڈرنے والا نہیں اگر کچھ کرنا چاہے ہو تو میدان میں اتر کر کرو پھر دیکھتے ہیں بکری کون ہے اور شیر کون ہے ہاہاہاہ۔ ہاہاہاہ۔ تمہارے حوصلے کی داد دینی ہوگی اب بس بھی کرو بائیں کرنا میرے منہ میں اس آدم زاد کو دیکھ کر پانی آ رہا ہے اپنے شکار کے ساتھ ایسا نہیں کرتے دائیں طرف کھڑے جن نے کہا۔

ٹھیک ہے مجھے بھی کوئی خواہش نہیں ہے تم جیسے کے منہ لگنے کی اور ساتھ ہی میں نے کھوار نکالی اور تیار ہو گیا مرنے کی اتنی جلدی ہے نہیں ساتھ ہی ایک نے ہاتھ بلند کیا تو اس کے ہاتھ میں بڑی کھوار آگئی دوسرے نے اسی طرح کیا تو ایک بڑا ہتھورا آیا اور تیسری نے ہاتھوں کو ملا کر جھٹکا دیا اور ایک موڑی زنجیر الائی جب میں نے یہ دیکھا تو میرے لیے ڈھال پیش کرو اور فٹ سے ایک ڈھال میرے ہاتھ میں آگئی اور میں بالکل تیار ہو گیا وہ تینوں تھوڑا سا پھیل گئے میں بھی تھوڑا سا پیچھے ہوا تا کہ ان کے گھرے میں نہ آسکوں کھوار اور زنجیر والے نے حملہ کیا تو میں نے ایک کھوار سے روکا اور دوسرا ہتھورا اپنی ڈھال پر ٹھن کی آواز آئی لیکن ڈھال کو کچھ نہ ہوا وہ جیسے ہی دوسرا حملہ کرنے کے لیے آیا تو میں نے دائیں ٹانگ اس کے پیٹ میں ماری اور کھوار کا وار کرنا چاہتا تھا کہ زنجیر والے نے میرے پاؤں کے ساتھ زنجیر پٹی تو اور جھٹکا دیا اور گرا دیا مجھے کھوار والے نے حملہ کیا میں زمین پر ہی رول ہوا اور ساتھ ہی ہتھورے والے نے وار کیا جو کہ ڈھال پر روک اور پھر کھوار کا وار کرنا چاہا جو کہ میں نے کھوار سے ہی نکال دیا اور جھٹ سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے ہتھورے والے کے آنکھوں میں مٹی ڈالی اور وہاں پر ہی آنکھیں ملنے لگا ہتھورا اس کے ہاتھ سے گر گیا۔

میں نے اپنی قلابازی کھا کر خود کو بیروں میں کھڑا کیا اور کھوار والے سے مقابلے پر آمیا میں کھوار بھی ساتھ میں چلا رہا تھا اور ڈھال کی مدد سے اس کے وار کو نکال رہی کر رہا تھا ہتھورے والا ابھی تک آنکھیں مل رہا تھا میری نظر اس زنجیر والے پر پڑی جو زنجیر کو تھما کر میری طرف

پھینکنا چاہتا تھا میں نے ڈھال کو ترقی کی طرف اس کی طرف پھینکا جو اس کی چھاتی میں لگی وہ ڈھرم سے زمین ہوس ہو گیا پھر کھوار سے میری گردن اڑانا چاہی میں تھوڑا سا نیچے ہوا اور پھر ایک وار اس کی ٹانگ پر کیا وہ یکدم بیٹھ گیا اور اپنی ٹانگ کی طرف دیکھنے لگا میرے بے اتاقی کافی تھا میں نے کدال کی طرح کھوار اس کی گردن نہیں اتار دی اور پھر پھرتی سے اس ہتھورے والے کو جو آنکھیں مل کر کچھ سیدھا ہوا تھا اور ہتھورا اٹھا کر میری طرف مڑی تھا کہ ایک ہی وار سے سرتن سے جدا کر دیا اور وہ وہیں پر ڈھیر ہو کر رہ گیا زنجیر والا اٹھ کر یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ میرے دوسرا مہارے گئے ہیں وہ غصے سے پاگل ہو گیا اور یکدم مجھ پر حملہ آور ہوا اس کے حملے کا انداز بہت ہی جارحانہ تھا میں اس کے دلوں سے بچنے لگا وہ تو ان شاپ بس حملہ کئے جارہا تھا۔

میں اس کے حملے صرف روک رہا تھا اس نے زنجیر کو تھما کر میری طرف پھینکا تا کہ وہ زنجیر میری گردن سے لپٹ سکے لیکن میں نے یہ خواب اس کا پورا نہ ہونے دیا اور جھٹ سے اپنا بازو اٹکے گیا وہ زنجیر میرے بازو کے ساتھ لپٹ گئی اور میں نے کھوار کے ایک ہی وار سے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا وہ حیرانگی سے زنجیر پکڑ کر دیکھنے لگا یہ موقع میرے لیے اچھا تھا میں نے کھوار کو اچھا دیا اور نیزے کی طرح پکڑا اور زور لگا کر اس کی طرف پھینک دیا اور کھوار میں اس کے دل والے مقام میں بیوست ہو گئی وہ دل پر ہاتھ رکھتا ہوا زمین پر جا کر تھوڑا سا تڑپا پھر خندا ہو گیا میں نے آگے بڑھ کر کھوار نکالی اور اس کو صاف کیا اور ڈھال کو بھی اٹھا لیا وہ حال جھٹ سے غائب ہو گئی اور کھوار کو جھٹکا دیا اور اصلی حالت میں لایا پھر زور سے چھینا اٹا تا ہی دم ہے تم لوگوں میں خود سامنے کیوں نہیں آتے مجھے بھی پتہ چلے میں کس کے ساتھ مقابلہ کر رہا ہوں یا بس اپنے پالتو کتوں کو بھیجتے رہوں گے تم لوگ یہ تقریر کر گئے کچھ سکون ملا اور منزل کی طرف چل نکلا میری تقریر کے الفاظ اس کی غار میں گونج رہے تھے وہ تینوں حیران کمرے دیکھ رہے تھے برامیں نے کہا تھا یہ آدمی اتنی جلدی ہار ماننے والا نہیں ہے

بلکہ اس کو ہارنے کے لیے ہمیں خود ہی میدان میں اترنا پڑے گا۔

ہوں سب شہرور نے کہا لگتا تو یہی ہے اس کو اب خوف چٹوٹی دینی ہوگی چلو باہر کی طرف وہ تینوں باہر نکل گئے اور پھر ایک پہاڑی پر چڑھ گئے شہرور آجاؤ میرے ساتھیوں مجھ کو تمہاری ضرورت ہے آجاؤ اسنے میں اندھی سی چلانا شروع ہو گئی درخت زمین سے اکھڑنے لگے اندھی جیسے چلے نزدیک ہوئی اس کا رنگ کالا کی بجائے سرخ ہونے لگا پھر اس اندھی سے ایک ہولناک آواز آیا کیا حکم ہے آقا مشرق کی طرف ہمارا ایک دشمن ہے جو ہم کو کھٹ کر رہا ہے اور ہمیں مارنے آیا ہے اس کو ختم کرنا ہے اور ہاں اس کا جسم میری طرف سے تمہارے لیے تختہ ہوگا وہ ہولناک خطرناک تھا جسم تمام وحشوں کی طرح کالا تھا سر پر دو سینک تھے آنکھیں انکاروں کی طرح سرخ تھیں ہاتھ تو بالکل لوہے کی ساڑھیں تھیں وہ مسکرایا اور بولا جو حکم آقا آپ فکر نہ کریں اس کا آپ وہ میرا شکار ہے پھر ساتھ ہی وہ اڑتا ہوا بالکل کھڑا ہوا آپ میں دیکھتا ہوں وہ کیسے بچ لگتا ہے۔

ہاہاہ۔۔۔ ان تینوں کے قہقہے گونج اٹھے سستی سے میں چل رہا تھا تو مجھ کو ہوا محسوس ہوئی میں نے آسمان کی طرف دیکھا سورج نکلا ہوا تھا اور بادل کا تو ایک ٹکڑا بھی نہیں تھا پھر یہ ہوا ایک دم تیز کیسی ہو گئی پھر ہوانے اور زیادہ زور دیا پھر اور زیادہ وہ حیران ہونے لگا اس نے اپنے پاؤں کی زمین پر جمائے آگے چلتا رہا اور ایک جگہ جا کر دیکھا تو سامنے سے یعنی مغرب کی جانب سے کالا سیاہ طوفان اٹھ رہا تھا پھر وہ طوفان میری طرف آنے لگا ہوا نے اب اندھی کا رخ اختیار کر لیا تھا پتہ اڑاؤک رہا میرے من پر لگتے وہ طوفان نزدیک سے نزدیک دہنے لگا اب تو چھوٹے درخت اور ٹیکری وغیرہ ت جڑوں سے اکھڑنا شروع ہو گئے میں نے جھٹ سے درخت کے ایک تنے کو پکڑ لیا وہ بھی جھول رہا تھا بڑے بڑے درخت جڑوں سے اکھڑ کر در در جا کرے میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا کہ کیا کروں ایک تو یکدم دن سے رات کا سماں تھا اور دوسرا یہ

طوفان میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں میرے نزدیک آنے پر وہ کالے سے سرخ رنگ میں تبدیل ہو گیا میرے نزدیک آنے پر وہ کالے سے سرخ رنگ میں تبدیل ہو گیا میری تو جیسے جان پت بنی ہوئی تھی پھر اس طوفان سے ایک سیاہ سا نکلا وہ کافی بڑا تھا اس کو آپ جنگلی بھیسا کہہ سکتے ہیں جنگلی بھینسے کی طرح سینک تھے اس کے زمین پر پاؤں رکھتا تھا تو دھڑام کی آواز آتی تھی طوفان رک گیا تھا پر آسمان اور زمین کا رنگ بالکل سرخ ہو گیا تھا ایسے محسوس ہوتا جیسے لاوہ نکل رہا ہو آسمان اور زمین سے۔ یہ کہاں ہو تم آدم زاد اس کی آواز سنائی دی جیسے ہزاروں شیر ل کر دھاڑ رہے ہوں کہاں ہو تم باہر آؤ وہ درختوں کو ہاتھوں سے اکھاڑ کر پھینک رہا تھا جیسے وہ عام سی چھوٹی شاخیں ہوں میں اسی ہی تنے کے ساتھ لگ کر کھڑا تھا یہ موج میرے ذہن میں تھی کہ شاید ملکہ کی آواز آئی۔

باشا اپنی آنکھوں کی طاقت استعمال کر دیا اس کو اپنے اوپر یونی سر پر رگڑ جلدی۔ میں نے گھیر کسی تاخیر کے اس کے اس حکم کو مانا اور آنکھوں سر پر رگڑی شروع کر دی پھر اس آنکھوں سے چار رنگ کا دھواں نکلا سرخ کالا سفید اور نیلا اور وہ تمام کا تمام ناک کے ذریعے مرے اندر جانے لگا مجھ کو تو اپنا سانس سونکھتا ہوا محسوس ہوا کھانسی کی لگ گئی اور اس کے بعد میرا جسم چٹان کی طرح سخت ہو گیا میری آنکھیں آگے اگلے گئیں میں یکدم اس تنے سے باہر نکل آیا اور اس کی طرف بڑھا جہاں پر کھڑے اس نے تمام درخت اکھاڑ رکھے تھے اور میدان بنادیا تھا میں اس کے سامنے کھڑا ہوا کیوں چلا رہا ہے تو وہ مڑا اور میری طرف دیکھنے لگا اور ہنسا تم ہو وہ لڑکے جو تمہارے سردار کو کھٹ کر رہے ہوں اس کا ہاتھ تو مجھ سے بھی بڑا تھا ہاں میں ہی ہوں ہاہاہاہ۔۔۔ تم ہو اس نے ساتھ ہی چھوٹک ماری اس کے خیال میں اڑ کر کہیں دور جا کر دوں گا لیکن میں ایک انچ بھی نہیں ہلا تھا بس یہی کچھ کر سکتے تھے تم وہ غصے سے اور سرخ ہو گیا اس نے ہاتھوں کا مکا بنا کر مجھ پر مارا لیکن میں چھلانگ لگا کر ایک دم سائیڈ پر ہو گیا اور یہ چھلانگ میری کوئی دس یا پندرہ منٹ

رہی اور جہاں اس کا کہ پڑا تھا وہاں کی جگہ بالکل سیاہ ہوئی اور وہ تقریباً سات فٹ ہو گئی پھر اس نے تھوڑی طرح ہاتھ تھما یا میں نے ایک جگہ لگا یا جو بالکل اس کے نزدیک جا پہنچا یا مجھ کو میری چھلانگ کا بیڑی تھی یہ سب دیکھ کر تو وہ جیسے ہنسنا دھیر جاتا ہے بالکل ایسے ہو گیا اس نے تو پھر حلوں کی بادش کردی پھر میں نے اس کے ہاتھ کو پکڑنا چاہا لیکن میں اس کے ہاتھ سے گزر گیا بالکل دھوئیں کے بادل کی طرح۔

وہ زور سے ہنساتم دھوئیں کو کیسے پکڑ سکتے ہو مجھے پریشانی ہوئی لیکن جھٹ سے میرے ذہن میں ایک فلم آگئی اس میں کس طرح اس کو پکڑتا ہے میں نے سینکڑوں میں ایک زنجیر منگوائی اور اس پر بھونک ماری تو اس پر آگ کے شعلے آگئے اور جھٹ سے ٹھہرا کر اس کے ہاتھوں پر ماری تو اس کو زور کی لگی وہ ہنسی بھول گیا اور دو قدم پیچھے ہو گیا میں مسکرایا اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے وہ غصے سے ہاتھ کو دھکتا ہوا بولا میں بہت ہو گیا اب تمہاری موت کا وقت ہے اس نے ٹھوکر میری طرف دیکھا تو آگ کی شعاعیں نکلیں جو میری طرف بڑھی میں نے فٹ سے چھلانگ لگائی اور پانچ فٹ دور جا کر یہ حملہ اچانک تھا اور میں اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور گر گیا مجھ کو چوٹ بھی اچھی آئی تھی میں نے اپنے لیے ایک ڈھال منگوائی اور پھر ساتھ ہی زنجیر کو جھٹ دیا اس کی طرف زنجیر لمبی ہو گئی اور اس کے پاؤں کے ساتھ لپٹ گئی میں نے زور لگا کر پیچھے کھینچا وہ ٹوٹ کر لیا لیکن گرا نہیں اس نے جھٹ سے ہاتھ پیچھے کر کے زنجیر کو پکڑنا چاہا یہ موقع میرے لیے اچھا تھا میں نے فٹ سے زنجیر تھکی اور اس گردن میں ڈال دی اس کی گردن میں زنجیر پھنسے کی طرح پڑ گئی اور ساتھ ہی زور لگا کر اس کو کھینچ لیا مجھے نہیں پتہ تھا کہ مجھ میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی کہ اس سونگر کی ہلاکت میں نے ٹھنوں بیجا دیا غالباً یہ طاقت ان چار دھوئیں کی وجہ سے ہے جو میرے اندر تھے مجھے کافی خوشی ہوئی وہ ٹھنوں بیٹھ گیا تھا مگر میں نے زور لگا کر زنجیر لیا اور اس کو بھونک کر آگ لگائی اس کچھ چمکے کے قریب کھڑا ہو کر زور زور سے زنجیر کو

ہلایا جو گول دائرے کی طرف گھومی اور ساتھ ہی اس سے آگ کے شعلے اگلے وہ یکدم پریشان ہو گیا آگ کے شعلے اس پر پڑے اور پھر وہاں سے وہ جلنے لگا آپ جاؤ دوزخ کی طرف جو تمہارا اصلی ٹھکانہ ہے پھر وہ ہوا کی طرح ہوا اس کی حیثیت ختم ہو گئی اور وہ دھواں کی طرح زنجیر میں چلا گیا اس کے ساتھ ہی زنجیر بھی میرے ہاتھ سے غائب ہو گئی اور دوسری بھی پھر دھواں کے ان سرخ بادلوں سے سورج نکلا اور تمام طرف روشنی ہو گئی میں سورج کی طرف لپکا پھر مجھے ایک جھٹکا سا لگا اور ایسے لگا جیسے میرے جسم سے روح نکل گئی ہو میرے منہ سے وہ چار دھوئیں نکلے اور جو بالکل انگوٹھی میں سامنے اور میں پہلے کی طرح بالکل نارمل ہو گیا مسکرا کر انگوٹھی کا شکر یہ ادا کیا اور پھر آگے کی طرف چلا گیا۔

اب یہ نہیں کیا ہوتا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ اس کو اتنا بڑی نہ تھیں لیکن تم لوگوں نے تو میری بات نہیں مانی برادریو کہنے لگا کمال ہے کس طرح دلیری سے اس کو شکست دی میری تو حیرانگی ختم نہیں ہو رہی تھی اب لگتا ہے ایک کھلی جنگ ہوئی چاہیے جس میں وہ نہ فتح سکے تمہارا مطلب ہے ویندر کہ ہم تینوں مل کر اس پر دھاوا بول دیں تاکہ وہ آگے سے سر نہ اٹھا سکے اور پھر ہم اس کو ختم کر سکیں پس یہی طریقہ ہے اس کو شکست دینے کا وہ وہ انگوٹھی ہم لوگوں کو ختم کر دے گی اپنی اپنی طاقتوں کو اکٹھا کر لو پھر اب فیصلہ کن جنگ ہوگی۔

مجھے چلنے ہوئے کافی دیر ہو گئی لیکن کوئی رد واپس ہوا دن ڈھل گیا تھا سورج غروب ہو گیا تھا لیکن کوئی واقعہ نہ ہوا تھا اور نہ ہی یہ جنگ ختم ہونے کا نام لے رہا تھا میری کافی پریشانی میں اضافہ ہو گیا تھا کہ ماجرہ کیا ہے میں نے کچھ پھل کھائے اور پھر سو گیا کافی لمبی تان کر سو رہا تھا کہ میری سورج کی روشنی سے کھلی اٹھ کر میں نے ادھر ادھر پانی تلاش کیا اور ایک چھوٹا سا تالاب نظر آیا اور میں نے اپنا منہ صاف کیا اور ساتھ میں نہا بھی تین دن سے اسی طرح چل رہا تھا لیکن نہانے کا نام نہیں ملتا تھا نہانے کے بعد میرا ذہن کافی فریض ہو گیا تھا پھر سے پھل کھائے اور

مغرب کی طرف چل پڑا یہ ایک کافی لمبا سفر تھا میرے لیے مجھے کافی پریشانی ہو رہی تھی کہ اب کیا ہوتا ہے سمندر کا ناموش رہنا ایک طرح سے بڑے طوفان کا پتہ ہوتا ہے اور یہی سوچ کر میں پریشان تھا میں سوچوں میں سے اس رات جب میری سماعت سے ملکہ شائے کی آواز نگرانی پاشا میں نے ادھر ادھر دیکھا اور کون ہے کا لفظ میرے منہ سے نکلا۔

میں شائے ہوں پاشا ان تینوں سرداروں کو پتہ چل رہا ہے کہ تم کس وجہ سے آئے ہو اور کس نے تمہیں یہاں بھیجا ہے اور اس دفعہ وہ اکیلے نہیں بلکہ اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ مل کر تم پر حملہ کریں گے لیکن تم کو یہ سب کیسے معلوم ہے اور مجھے کہاں سے دیکھ رہی ہو تم مجھے یہ بات میرے علم سے پتہ چلی ہے اور تمہیں میں دیکھ نہیں رہی ہوں لیکن تمہاری آواز سن ضرور سکتی ہوں تم نے اب یہ کرنا ہے کہ یہاں سے میں کلومیٹر دو دو ایک چٹان سے یعنی وہ چٹان بالکل انگریزی لفظی کی طرح ہے اور وہ جگہ تم نے چوڑی کرنی ہے لڑائی کے لیے کیونکہ جہاں سے تم داخل ہو گے پیچھے کی طرف جنگل ہوگا اور تم وہاں پر اپنا دائرہ بنا لینا سانسے اور دائیں بائیں چٹان ہوگی اور جس جگہ تم قابض ہو گے وہ پیچھے سے خالی ہوگی جس سے تمہیں لڑائی کرنے میں آسانی ہوگی لیکن وہ تو ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے اور میں اکیلا۔

اس کی تم فکر نہ کرو تم نے یہ کوشش کرنی ہے کہ ان تین سرداروں میں سے ایک لمبا اور ان سے زیادہ صحت مند ہوگا یعنی دیو ہوگا وہ اپنی اپنی تینوں طاقتیں لائیں گے اور تخت پر بیٹھے ہوں گے تم کو نظر آجائیں وہ سردار دیو تم نے کسی طرح سے مارتا ہے لیکن اس سے کیا فائدہ ہوگا یہی تو بات تمہیں بتانا چاہتی ہوں کہ اس سے اس جنگل کے گرد جو انہی حصار ہے وہ ختم ہو جائے گا اور ہم پر میں یعنی اور میری فوج آجائے گی تم تک اور پھر ہم مل کر ان کا مقابلہ کریں گے اور یہ تمہارے اوپر ہے کہ تم کسی طرح اس کو ختم کرو گے اور جلدی کرو تم نے وہاں تک پہنچنا ہے اور وہ بھی جلدی کیوں کہ جہاں وہ تمہیں دیکھیں گے وہاں پر حملہ

کریں گے تم سو جلدی کرو۔ یہ آخری بات تھی جو اس نے کی پھر سلسلہ ختم ہو گیا لیکن میں اس کو ماروں گا کیسے وہ ختم کیسے ہوں گے میری آواز نگرانی کر میرے ہی کانوں تک آ رہی تھی میں سمجھ گیا کہ وہ اب چلی گئی ہے اس لیے میں نے اس میدان تک جانے کا فیصلہ کر لیا میں نے خود کو ایک جنگلی چیتے کی شکل میں آنے کو کہا اس کیساتھ ہی میری کمر یکدم سیدھی ہو گئی میرے نیچے بالکل گول ہو گئے کچھ سینکڑوں میں اب میں یعنی چیتا پاشا کھڑا تھا اور میں نے پھر دوڑ لگا دی میری رفتار بالکل ہوا کی طرح تھی میں یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ پندرہ یا بیس منٹ میں خود کو وہاں حاضر کرتا ہوں اس وجہ سے میں نے رفتار تیز کر دی تھی میں جلد اس جگہ پر پہنچنا چاہتا تھا۔

کیا سب نے اپنی اپنی طاقتیں جمع کر لیں ہیں بالکل برا اور نیدر نے کہا تو پھر چلو اس کے پہلے ہی بہت زیادہ ٹائم مل چکا ہے اس کا آخری ٹائم آچکا ہے اور وہ ہم میں سے ہی کسی کے ہاتھوں میں لگا بالکل پھر تینوں ہوا میں بلند ہو یا دراز نے لگے اور ان تینوں کیساتھ ایک طوفان تھمسی اڑتا تھا جو کہ ان کی طاقتیں تھیں وہ بھی چمکاؤتی ہوئی ان کے پیچھے تھیں میں میں منٹ میں اس جگہ پہنچ گیا وہاں کا میدان دیکھا تو حیران رہ گیا یہ جنگل کا بالکل درمیان تھا اور ایک چٹان ایسے ہی تانی شکل کی تھی اور بہت زیادہ بڑی اور مضبوط تھی میں نے تمام طرف نظر دوڑائی مجھے شائے کی تجویز کی جگہ اچھی لگی میں نے انگوٹھی کی طرف دیکھا اور پھر اس کو مخاطب کیا اس میں تم جو بھی ہو باہر آ جاؤ مجھے تمہاری سخت ضرورت ہے انگوٹھی پہلے تو سرخ ہوئی پھر اس سے چار رنگ کے دھوئیں نکلے جن نے تھوڑی دیر میں چا شکلیں بنا ڈالیں وہ قد میں مجھ سے کچھ نیچے تھے جسمانی لحاظ سے مجھ سے بچا اس فیصد ٹھکڑے تھے چوڑی چھاتی اور مضبوط بازو میں نے پہلے تو ان کی طرف دیکھتا رہا وہ بھی میری طرف دیکھتے رہیاں ان کی آنکھیں اٹھنے کی طرح سفید تھیں لیکن جسمانی رنگ بالکل مختلف تھے مجھے کافی حیرانگی ہوئی لیکن مجھے اس بات پر نہیں بلکہ کسی اور طرف دھیان دینا تھا آپ لوگوں نے

میری پہلے بھی مدد کی تھی اور بہت سی خوفناک اور طاقت ور چیزیں ڈالیں اور دیو سے میری جان بچائی ہے آپ حکم کریں ہم اپنی جانیں دے دیں گے کیونکہ جو بھی اس انگوٹھی کو پہنتا ہے اور اچھے مقصد کے لیے اس کو استعمال کرتا ہے تو ہم چاروں اس کی حفاظت بھی کرتے ہیں اور مدد بھی کرتے ہیں درمیان والے نے کہا میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور سب کا شکریہ ادا کیا حالات یہ ہیں کہ پہلے وہ علیحدہ علیحدہ اپنی طاقتوں سے مجھے پر حملہ کرتے رہیں گے میں لیکن اب انہوں نے باقاعدہ جنگ کی صورت حال پیدا کر دی ہے اور میں اکیسے نہیں سکتا ان سے کیوں کہ وہ ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے اور میں اکیس اس وجہ سے مجھے تمہاری ضرورت ہے تاکہ ہم سب مل کر ان کا مقابلہ کریں اور اس لیے دیو برما کو ختم کریں تاکہ اس علاقے کے گرد پھیلا ہوا طلسمی جال ختم ہو جائے اور وہ ملک شائد ہماری مدد کو پہنچ سکے اور یہ سب کام کرنے کے لیے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے تمہارے تعاون کے بغیر میں کچھ بھی نہیں کر سکتا چاروں نے صرف سر کو ہلایا۔ سب سے پہلے تو مجھے ایک ڈھال کی ضرورت ہے دائیں طرف نے مجھے ڈھال دی یہ لیس میں بولا شکریہ وہ صرف مسکرایا میں نیند لکھا وہ کافی مضبوط تھی میں نے اس کو بائیں ہاتھ میں پھنسا لیا اور پھر اپنا خنجر نکال لیا سامنے والے دیو جوان سے کچھ بڑا تھا یہ ایک منہ خنجر مجھے دیں گے میں نے خنجر اس کو دیا تو اس نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو وہ بالکل لاوے کی طرح سرخ ہو گیا اور میری طرف بڑھا دیا یہ خنجر جب بھی کسی کو لگے گا تو وہ وہاں ہی راکھ ہو جائیگا میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی میں نے شکریہ ادا کیا اس نے میرے ساتھ ہاتھ ملایا۔

تم لوگ خود کو کہیں چھپا لو تاکہ وہ تمہیں نہ دیکھ سکے اور میری طرف بڑھیں اکیسا مجھ کو اور جب وہ بالکل سامنے آجائیں تو پھر حملوں کو لے کر حملہ کرنا ہے ٹھیک ہے وہ یکدم غائب اور میں ڈھال لے کر وہاں کھڑا ہو گیا تو دیو دیر میں مجھے تین تخت اڑتے ہوئے نظر آئے اور ان کے

ساتھ آدھی بھی تھی مجھے حیرانگی ہوئی کہ یہ بڑی جلدی آگے پھر دو تینوں تخت زمین پر اترے اور وہاں پر جی دیو سردار کھڑے تھے میں ان تینوں کو لے کر آنے والوں کو نہیں دیکھ پا رہا تھا۔

بہت خوب آدم زاد بہت خوب تمہاری بہادری تو یقیناً دیکھنے کے قابل ہے کہ کس طرح تم نے ہمارے بے انتہا طاقت ور بلاؤں کو شکست سے دوچار کیا اور ہمارے سامنے کس طرح اکڑ کر کھڑے ہو میں نے ان کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا بس ان کی طرف دیکھتا رہا کیا تم کو ذرا نہیں لگتا کہ میں ہلکا سا مسکرایا نہیں ڈرتا صرف اپنے خدا سے ہوں باقی کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے اب بھی موقع ہے یہاں سے چلے جاؤ اور اپنی زندگی کی خوشیاں مناؤ جو کچھ باقی رہ گئی ہے تمہاری میں نے آنے سے پہلے سے وعدہ کیا تھا اور وہ وعدہ مجھے ابھی بھی یاد ہے جب تک میں وہ وعدہ تم تینوں پورا نہ کر لوں میں یہاں سے واپس جانے والا نہیں ہوں اور یہ وعدہ تم تینوں کی موت پر ہی ختم ہو سکتا ہے یا پھر میری موت پر میرے الفاظ بردہ تو مسکرائے لیکن تیسرا جو درمیان میں تھا اس سے تمہارا بڑا بھی تھا اور طاقت جسمانی لحاظ سے زیادہ تھا اس کو کچھ مرچیں لگیں وہ کافی غصے میں ہو گیا یہ ابھی پتہ چل جائے گا کہ کون مرتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے اطمینان سے برا غصہ مت کرو اس کو دیکھتے ہیں کہ کیا کر سکتا ہے اس سائڈ والے نے زور سے تالی بجائی ان کے تخت کو اٹھالیا گیا اور وہ بالکل پیچھے ہٹ گئے جہاں تک کافی فاصلہ تھا مجھے بالکل وہ بونے سے نظر آ رہے تھے پھر یکدم نئی بجلی چمکی کرک کی آواز آتی تھی کہ میری تو نسیں ہی پھٹنے لگیں کان کے پردے تو جیسے ڈھول کی طرح بجنے لگے اور دھماکوں کی آواز سے تو دل دھل گیا میں نے ڈھال آگے کر لی اور پھر وہاں سے تھوڑا پیچھے ہوا جب تھوڑی دیر کے بعد یوں کارولام ہوا تو ان تینوں کے سامنے ہزاروں کی تعداد میں ایک جماعت کی طرح عجیب عجیب شکلوں کے جن دیو چڑیلیں کھڑی تھیں ایک دفعہ تو میں پریشان ہو گیا پھر اپنا دل مضبوط کیا اللہ پر بھروسہ رکھا اور مجھے اپنی ان

چار انگوٹھی طاقتوں پر یقین تھا وہ میری مدد ضرور کریں گے میں نے بھی ڈھال سنبھال لی اور خنجر کو ہاتھ میں جھٹکا دیا جس سے وہ نکوار بن گیا اس دفعہ اس کا رنگ چاندنی کی طرح نہیں بلکہ سرخ ہو گیا۔

ختم کر دو اسے۔ تو اس کے ساتھ ہی دو قطاریں آگے بڑھیں وہ دوڑتی ہوئی آئیں زمین ہلنا شروع ہو گئیں جب وہ بالکل سامنے ہو آئی تو میں نے یعنی اللہ کو یاد کرنے دوڑ لگا دی اور ڈھال میرے ہاتھ میں تھی جب بالکل ہم سامنے پہنچے تو آگ کے چار گول اڑتے ہوئے آچکس نے ایک دہشت ناک ماحول پھیلا دیا اس سے ان عجیب مخلوق کے کمرے میں نے تو بھرتے ہوئے دیکھے اور ان کو آگ لگنے کے بعد قدام کے تمام سرگے تین جو میرے سامنے آ رہے تھے ان میں سے جو جو آگے تھے میں نے ان پر چھپ لگا دیا ایک کے منہ پر زور سے ڈھال ماری اور دوسرے کے سینے میں نکوار تاری تو وہ وہیں مٹی کا ذہیر بن گیا خود کو سنبھالتے ہوئے میں نے لینے ہی نکوار ماری جو اس ڈھال کو لگنے سے گرا تھا اس کی پیٹھ پر لگی اور وہ بھی وہیں ختم ہو گیا تیسرا میرے اوپر بالکل سر پہنچ گیا وہ مجھ پر حملہ کرنے والا تھا لیکن ایک ہی چیخ سے ذہیر ہو گیا تو میں نے دیکھا اس کے پیچھے وہ نیلے جسم والا کھڑا تھا اسے اسے مار دیا تھا پلک جھپکتے ہی سب ختم ہو گیا ہم لوگ ان سے نمپٹے ہیں تم اس پر مار دو کو ختم کرو ٹھیک ہے میں نے کہا اتنے میں آواز آئی گھبر لو انہیں اور ختم کر دو ہلکا ہلکا آگے آگے تھے تو انہوں نے دوڑ لگا کر ہم کو گھیر لیا میں نیکیا ہم کو چنچہ ملا کر ان کا مقابلہ کرنا چاہیے ہم پانچوں نے پیٹھیں ملائیں تم ان لوگوں کو سنبھالو میں اس کو لے کر برما کی طرف جاتا ہوں ٹھیک ہے ان تینوں نے مل کر کہا پھر وہ دشمن کی طرف دوڑ پڑے۔

میں نے اتنا دیکھا کہ انکے ہاتھوں میں کمال کی خوفناک بڑی بڑی نکواریں آگئی تھیں اور بائیں ہاتھ سے وہ بجلی کی طرح شعاعیں بھی نکالتے تھے جو جس پر پڑتی وہ وہاں ہی ذہیر ہو جاتا چلو میرے ساتھ اس کالے دیو نے مجھے کہا۔ جس نے نکوار پر کچھ پڑھ کر مجھے دیا تھا اس نے اپنی

جون بدل لی تھی وہ اب ایک آدم خور بن گیا تھا جس کے منہ سے آگ نکلتی تھی اور وہ ہر طرف کھلی پھار ہاتھ میں نے بھی نکوار نکھادی جو کسی نہ کسی کو لگتی تو وہ وہیں ذہیر ہو جاتا دوسری طرف شائد بالکل دائرے کے پاس کھڑی تھی اور حسرت سے اسے دیکھ رہی تھی کب یہ ختم ہو اور وہ ہماری مدد کو پہنچ سکے جلدی کر دیا اس پر ما کو بس ایک بار ختم کر دو پھر دیکھو میں انکا کیا حال کرتی ہوں تمام اس کے ماتحت کھڑے تھے پارہی وہاں پر موجود تھی ادھر اس نیلے سرخ اور سفید دیو نے تو قیامت پر پا کر دی تھی جس طرح ان کی نکوار پھٹتی تھی اسی طرح وہ اپنی ہاتھ آنکھوں سے بجلی نکالتے جو کسی نہ کسی عجیب مخلوق پر پڑتی تو وہ وہیں گولے کی طرح پھٹ جاتا اور ان کی فوج میں جلدی سے کسی ہو رہی تھی لیکن وہ تینوں سردار پریشان نہ تھے شہر دیو یہ تو عام ہی طاقتیں ہیں اصل طاقت تو میں نے بجا کر رکھی ہوئی ہے جب یہ ٹھک جائیں گے تو پھر میں یہ سب ان پر حملہ کروں گا لو سنو میں ان پانچوں کی لاشیں بچھا دیں گی وہ مزے سے لڑائی کا نظارہ کر رہے تھے۔

کالے دیو یہ تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے اور بڑے جارہے ہیں طاقتیں ان کی میں نے ایک کے دل میں نکوار تاری دوسرے کی گردن اڑادی اور تیسری کی ٹانگیں کاٹ ڈالی ہیں اسی طرح پھرتی سے حملہ کرتا لیکن حیران کن بات کہ مجھ میں یہ پھرتی آئی کہاں سے شاید اس مشروب کی وجہ سے تھے کالے دیو نے تینوں کو بروقت ختم کیا اور ساتھ ہی زور کا سانس لیا اور منہ کو دائیں بائیں کیا تو آگ نکلی جس سے دھڑا دھڑا چلنے لگے تم ٹھیک کہتے ہو اس نے میری طرف پھونک ماری مجھے جھٹکا لگا اب تم غائب ہو اور تم کو کوئی بھی چھو نہیں سکتا ہے میں حیران ہوتے دیکھ رہا تھا واقعی وہ عجیب سی مخلوق حیرانگی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ابھی تو میں یہاں تھا پھر کہاں گیا۔ برما تک پہنچنے کی کوشش کر وہ ہم انہیں سنبھالتے ہیں ٹھیک ہے میں نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر نکوار چلا دی چنچوں کی پکار شروع ہوئی کیونکہ میں کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا بس ہر طرف مٹی کے ذہیر بننے جارہے تھے کالے دیو نے

عجب سی آواز نکالی باقی تین دیو نے بھی سنی اور وہ غالباً اس کا مطلب سمجھ رہے تھے سب بیک وقت ایک فلائی ڈرنگ بن گئے اور تھوڑی سی بلندی پر اڑنے لگے اور ساتھ ہی منہ سے آوازیں نکال رہے تھے اور شعلے پھینک رہے تھے ہر طرف قیامت کا سماں تھا ان عجیب سی مخلوق کی چٹخیں گونج رہی تھی ان سب سے تو بعض وہاں سے ڈر کے مارے غائب ہو گئے تھے بچپس منہ بعد ہر طرف شعلے تھے باقی کچھ نہیں سب اسی طرح غائبانہ حالت میں تھا اور یہ سب دیکھ رہا تھا تھوڑی دیر میں وہ نیچے اترے اور اصلی حالت میں آگئے میں ان کے پاس آیا بہت خوب کیا یہ لڑائی ختم ہوئی نہیں کالے دیو نے کہا اصل لڑائی تو ابھی شروع ہوئی ہے تھوڑی دیر میں وہ شعلے ختم ہو گئے تھے میں نے دیکھا کہ بھیڑیوں کا ایک جھرمٹ ان تینوں تھنوں سے نکل کر ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

وہ تعداد میں سو کے قریب تھے پہلے تو تم عام سی مخلوق سے لڑ رہے تھے اب تمہارا مقابلہ میرے خونخوار مافکوں سے ہو گا اگر کچھ گئے تو پھر دیکھتے ہیں ویندر نے کہا اور ساتھ ہی ان تینوں کا قبضہ گونجا۔ یہ سارے ڈر پوک خود کو سامنے نہیں آ رہے ہیں اپنی طاقتوں کو بھیج رہے ہیں۔ تم اسی طرح غائب رہو گے پاشا اور ان کے درمیان سے نکل جا کر جانا ہے اور باقی ہم سنبھال لیں گے میں نے حیرانگی سے کہا وہ تعداد میں سو کے برابر ہیں اور تم چار ہو مجھے تمہاری مدد کرنی ہوگی نہیں تم اپنا ذہن اس پر مانتے ہو کہ رکھو اور اسے قتل کرنے کی کوشش کرو تا کہ ملکہ ہماری مدد کو پہنچ سکے ٹھیک ہے اب ان کے درمیان سے جاؤ تم میں نے آگے چلنا شروع کر دیا وہ بھیڑے مجھے نہیں دیکھ رہے تھے ان کی نظر ان چار دیو پر مچی تھی تم نے دیکھا وہ آدم زادان کو نظر نہیں آ رہا ہے وہ غائب حالت میں ہے لیکن ہم سے غائب نہیں رہ سکتا۔

برما دیو لاتم چپ رہو اس سے بھی منت لیں گے پہلے ان چاروں کا کچھ ہوشہور نہ کیا مجھے بس ان کی فکر ہو رہی تھی میں نے اللہ کا نام لیا اور چل پڑا مجھے تو یہ معلوم تھا کہ میں ان کی نظروں سے غائب ہوں لیکن وہ تینوں تو مجھے

دیکھ سکتے تھے میں بن مانس بنوں کا تم سرخ دیو جنگی ریچھے بنو گے اور تم سفید دیو آدم خور بھیڑیا اور تم نیدلے دیو سب اسی طرح ان کا مقابلہ کروں گا ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی اور سب نے مل کر حملہ کرنا ہے اور ایک جگہ تک کر مقابلہ کرنا ہے اور پھل ان کی طرف سے ہوگی جب وہ سامنے آئیں تو پھر اپنے روپ بدلنے میں ٹھیک ہے اوکے۔ سب نے کہا۔ چروالو انہیں یہ آواز لگی اور تمام بھیڑیوں نے طرف دوڑ لگا دی وہ کافی تعداد میں تھے اس وجہ سے کھڑک کر لڑنے کو کہا تھا وہ جب بالکل سامنے آئے تو تمام نے جب لگا کر ہوا میں ہی اپنے روپ بدلے جبکہ نیلے دیو نے ہاتھ بلند کیا اور ایک لڑی سی کھوار آئی اور پھر ہمارے درمیان جنگ کا آغاز ہو گیا وہ تعداد میں زیادہ تھے میں نے ایک پر چھلانگ لگائی سیدھا اس کے اوپر جا کر اس کی ہلکی سی چیخ نکلی بس پھر بروقت چار بھیڑیوں نے میری طرف چھلانگ لگائی میں نے جب لے کر ہوا میں بلند ہوا اور پھر دور جا کر وہ چاروں آپس میں گھرائے تو وہ چون کی آواز نکال کر خاموش ہو گئے۔

ایک نے اس کی ٹانگ پر حملہ کیا اور اپنے بڑے جروں میں لے لی اس نے جھٹ سے اپنے ناخن باہر نکالے اور پورا ہاتھ اس کی پیٹھ پر مارا جس سے اس کی پیٹھ اذیر ڈالی وہ چیخا لیکن یہ چیخ اس کی آخری تھی میں نے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن موڑ دی ایک اور نے میرے دائیں کندھے پر حملہ کیا میں نے فٹ سے اس کو سر سے پکڑا اور سامنے پھینک دیا اور دونوں ہاتھ اس کے پیٹ میں گھسائے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا ایک اور طرف سرخ دیو نے ریچھے کی طرح حملہ کیا وہ دوڑتا ہوا آیا دو کو ڈھسن لگائی ایک کے منہ پر پیچھ مارا وہ دور جا کر ایک جوسائیڈ سے آیا اس نے اس کی ران پر حملہ کیا سرخ دیو نے اپنا ججز اس کی گردن پر گاڑا اور اس کی گردن آدمی غائب ہو گئی جو جو ڈھسن سے گرے تھے ابھی وہ سنبھلے ہی نہ تھے کہ نیلے دیو نے کھوار سے ان کا منہ یا سرخ دیو نے اس کی طرف دیکھا تو اس کی پیٹھ سے ایک بھیڑیا پکا لیکن ہوا میں ہی اسے کیچ کر لیا اور زمین پر سر کے بل دے مارا وہ ہلکا سا چیخا

اور پھر سنا کونسنے کی آواز آئی نیلا دیو تو بالکل پاگل ہو گیا تھا وہ چھلانگ لگا کر بھی کہیں اور بھی کہیں جاتا اس نے چھلانگ لگا کر سفید دیو کی طرف پہنچا جہاں پر چار بھیڑیوں نے اس پر حملہ کر دیا تھا اس نے اک کے پیٹ میں کھوار گھسادی اور جو سرے کو درمیان سے ایک ہی وار میں دو کر دیا باقی دو کو سفید دیو نے سنبھال لیا کالاد دیو جس نے ابھی تک دس کو ختم کر دیا تھا جلدی سے ان سرداروں کے تنخے کی جانب بڑھا تین بھیڑیے اس کی جانب لپکے تینوں نے بروقت حملہ کیا اور اس کو لیتے ہوئے زمین پر غلا بازیاں کھاتے گرے اور اس پر حملہ کر دیا دو تو اس نے اپنے بازوؤں میں لپیٹ لیا لیکن ایک نے اس کی ران پر زور کا چک ڈالا جس سے اس کی پیٹ لٹل گئی میرا دھیان اس کی طرف ہوا وہ مجھ سے کوئی دس فٹ دور تھا میں نے اس کی طرف دوڑ لگا دی وہ بھیڑیا اس کو بھیڑوے ہوئے تھا میں نے یہ فاصلہ بھٹکی کی طرح یاد کیا اور ایک ہی جھپ لگا کر کھوار کدال کی طرح اس کے سینے میں لگا دی وہ چیخ مار کر ڈھیر ہو گیا کالاد دیو جلدی سے اٹھا اور ان دونوں بھیڑیوں کو ایک طرف اچھال دیا وہ دور جا کر سے ان کو اٹھنے سے پہلے ہی نیلے دیو کو سر سے ختم کر دیا۔

چلو اور سنبھل کر کالے دیو کے منہ سے انسانی آواز سن کر تو پہلے میں ڈر سا گیا پھر اس نے مجھے جلدی سے پکڑا اور زور سے گیند کی طرح اچھال دیا میں اڑتا ہوا ایک پرندے کی طرح ان تینوں سرداروں کی طرف جا رہا تھا لیکن میرا نشانہ برما دیو تھا میں نے جلدی سے ڈھال کو سیدھا کیا شہرور نے مجھے آتے ہوئے دیکھ لیا تھا اسے دونوں ہاتھوں کو میری طرف جھٹکا دیا اس سے آگ سی نکلی لیکن وہ آگ میری ڈھال کی وجہ سے مجھ تک نہیں پہنچ پائی تھی برما دیو حیرانگی سے پہلے شہرور دیو کی طرف دیکھا پھر میری طرف نظر اٹھائی لیکن میں اس کے سر پر پہنچ گیا تھا اور کھوار کو خنجر کی طرح اس کے سینے میں گھسایا اور اس کو لیتا ہوا تخت سے نیچے جا کر۔

وہ میرے نیچے تھا اور میں بالکل اس کے اوپر تھا کھوار میری اس کے سینے میں گھس گئی تھی وہ آخری سانس

لیتے ہوئے مجھ تک رہا تھا اور میں حیرانگی سے اس کی طرف وہ پھر وہاں پر ہی مٹی کا ڈھیر بن گیا اور ہوا میں اڑ گیا میرا سر اس کے سر سے ٹکرایا تھا جس سے میرے سر سے خون آنے لگا لیکن میں نے دھیان نہ دیا بس پھر ایک زور دار دھماکہ ہوا اور سرخ رنگ کی شعلات ہی پھیل گئی اچانک دھماکہ ہوا اور وہ آگنی جھسار یکدم غائب ہو گیا شاید مجھ کی برما دیو مارا گیا ہے اس نے کہا چلو اپنے ساتھیوں کی مدد کریں پھر یکدم وہ سب ہوا میں بلند ہوئے تعداد میں وہ سو سے زیادہ ہوں گے لیکن ہوا میں بلند ہونے کے وہ میدان میں اڑے سب سے آگے ملکہ شاید تھی اس نے ہی سب کو راستہ دکھایا تھا۔

میں نے سمجھے والے انداز میں بولا کیا میں نے برما کو مار دیا ہے ہاں ہاں میں نے برما کو مار دیا ہے یہ آواز ان ویندر اور شہرور دیو نے بھی سنی اور ان دیو جو میرے ساتھ تھے سب نے سنی وہ بھیڑیوں کا خاتمہ کر چکے تھے سب نے خوشی سے چھلانگیں لگا کر شروع کر دیں ویندر اور شہرور دیو تو مجھ سے آسمان کی طرف اٹھے اور ہاتھوں کو اوپر کی طرف بلند کیا سب آجاذ اور مل کر ان کا مقابلہ کر رہے تھے میں ہر طرف سے آدمی ملنے لگی اس آدمی سے آگ کے کولے برسنے لگے اور ہر کوئی ایک ایک مخلوق نکلتی جوتی ہوئی بہت ہی خوفناک اور دل کو دھلا دینے والا ان کا چہرہ ہوتا میں جھٹ سے تخت کے نیچے ہو گیا۔

لگتا ہے ان دونوں نے تمام طاقتوں کو بلا لیا ہے ہر طرف آگنی مخلوق مٹی میں نے ہمت کر کے باہر سر نکالا چار دیو لڑ رہے تھے پھر اللہ کا نام لے کر باہر نکلا اور ان کی طرف دوڑ پڑا میں ابھی بھی غائبانہ حالت میں تھا میں نے ایک آگنی مخلوق کو کھوار ماری وہ ہاں پر ہی ڈھیر ہو گیا سرخ کالاد نیلا اور سفید دیو اب اصلی حالت میں آچکے تھے وہ کافی خوش تھے میں نے دوڑ کر ان کا ساتھ دیا جہاں سے دائیں بائیں سے مخلوق ان پر حملہ کوری تھی وہ ایک کول دائرے کی طرح ان سے لڑ رہے تھے۔

شاہاش پاشا۔ کالے دیو نے ایک اس بلا کر سر قلم کر دیا میں نے دیکھا اس کے جسم سے خون نکل رہا تھا لیکن

اس کو پروا نہ تھی یہ تو میرا فرض تھا جناب میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا ہر طرف دن کی بجائے رات کا سا تھا اور ان کالے بادلوں سے مگرنے والے سرخ رنگ کے گولے ہر طرف وحشت پھیلائے ہوئے تھے اب تک شائد کو آ جانا چاہئے تھا یہ نہیں اس کے اتنی دیر کیوں لگا دی میرے ذہن میں یہ سوال چل رہا تھا کہ ایک طرف سے نکلی چٹکتی ہوئی نظر آئی جو سیدھے ان ہوا میں بلند سرداروں پر پڑی وہ چلا تے ہوئے پیچھے جا پڑے میں حیران رہ گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔

جب نظر سامنے کی طرف اٹھی تو وہ ہلکے شائد تھی اور اس کے ساتھ اور بھی تھے سب کو جلا ڈالو کسی کو بھی چھوڑنا نہیں ہے ملک کی آواز گونجی اس کی آواز سن کر تو سب جوش میں آ گئے آدھے سے زیادہ زمین پر اترے اور کچھ تو آسمان کی طرف اڑ پڑے اور بادلوں میں غائب ہو گئے شائد کی فوج نے ہمارے ساتھ دینا شروع کر دیا اب تو ہر طرف جنوں بھوتوں کی لاشیں پڑی تھیں ہر کوئی چیخ رہا تھا قیامت کا سا نظر آ رہا تھا تھوڑی دیر کی تو بادلوں میں گرج کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں گرج گرج کی آوازیں ہمارا دھیان اوپر چلا گیا تو ان پر سرخ اور سفید رنگ کے گولے اڑتے ہوئے نظر آئے جو ایک دوسرے سے ٹکرائے اور پھر ان سے گرج گرج کی آواز نکلتی تھوڑی دیر تو ایسا ماحول رہا پھر ان بادلوں میں دراڑ پڑی جس طرح زلزلے کے بعد زمین پر پڑتی ہے اور بالکل اسی طرح اور پھر ان سے سفید روشنی نکلتی ہوئی اور ایک آواز کے ساتھ جیسے ایٹم بم پھٹتا ہے اس طرح ہر طرف پھیل گئی اور بادل کالے غائب ہونا شروع ہو گئے۔

پھر آہستہ آہستہ ہر طرف سورج کی روشنی پھیل گئی سورج کی شعاعیں زمین پر پڑیں تو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اس سے ہم پر وہ آگئی گولے برسنا بند ہو گئے پھر وہاں پر تمام مخلوق نے جوان گولوں سے نکلتی تھی لڑنا بند کر دیا روشنی سفید والی ختم ہوئی تو مجھے بارہا نظر آئی جو اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ زمین پر اتر رہی تھی۔ یہ سب منظر دیندر اور شہر درویدور کچھ رہے تھے اندھوں نے یہاں سے نکلنے کو

سمجھا وہ ابھی اڑے ہی تھے کہ ان دیکھی زنجیروں نے انہیں پکڑ لیا۔

تم کہاں جا رہے ہو ملک شائد نے کہا میری نظر تم پر ہی تھی اس طرح تو نہیں جانے دوں گی اس نے ان کو زنجیروں سے باندھا ہوا تھا ہنسکو چھوڑ دو ہم دوبارہ کبھی بھی ایسا نہیں کریں گے یہاں سے دور چلے جائیگے دوبارہ کبھی بھی واپس نہیں آئیں گے شہر دے انتحار کی ان دونوں کے منہ سے تکلیف کا اندازہ ہو رہا تھا اچھا تم دونوں کو چھوڑ دو ان اور ان لوگوں کا کیا ہوگا جن کی تم نے بلایا دی ہیں جن ہم نسلوں کو تم نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ نکلی بستیاں تم تینوں نے اجازت ڈالی تھیں انکی روجوں کو کیا جواب دونوں کی میں ہم کو معاف کر دو ملک دوبارہ ایسا نہیں کریں گے ملک نے غصہ سے انکی طرف دیکھا اور منہ میں کچھ پڑھ کر ان کی طرف پھونک مار دی تو وہ دروے سے تر پڑے گئے نہیں نہیں ہنسکو چھوڑ دو ہم کو معاف کر دو ان کی جینیں ملک کے کانوں میں پیچھے سے پہلے ہی دم توڑ گئیں ملک نے جب دوسری پھونک ماری تو ان کے جسم نیلے سرخ ہونا شروع ہو گئے ان کی جینوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا پھر ان کے جیسوں سیٹھیلے نکلے اور پھر وہاں پر ہی ڈھیر ہو گئے سب نے مل کر نرغے لگنا شروع کر دیئے ملک شائد زندہ بارہر کوئی خوش ہو گیا وہ مسکرائی ہوئی میرے پاس آئی اور فرط جذبات سے مجھے گلے سے لگا لیا تمام لوگ یکدم جب ہو گئے میں بھی حیران رہ گیا جب وہ پیچھے ہٹی تو اس کی آنکھوں میں آنسو تھے وہ رو رہی تھی مجھے حیرانگی ہوئی اس نے روندھی ہوئی آواز میں کہا۔

تمہارا شکر یہ اقبال پاشا آج جو تم نے ہمارے اوپر احسان کیا ہے وہ زندگی بھر ہم نہیں اتار سکتے ہم مسلمان جنت ہیں لیکن اس آگنی حصار کی وجہ سے ان کا کچھ بھی نہیں لگاڑ سکتے تھے تمہاری مہربانی کہ تم آئے اور ہماری مصیبتوں کو ختم کیا۔ میں ہلکا سا مسکرایا اس میں احسان والی کون سی بات ہے ہم مسلمان ہیں اور ہم پر فرض ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کریں اگر کسی پر کوئی پریشانی آجائے تو اس کا ساتھ دیں اور اگر آپاس کی پریشانی یا مصیبت کو ختم

کر سکتے ہیں تو اس کی مدد کریں اور یہ ایسا جذبہ ہے جس میں نہ تو ذات کا دخل ہے اور نہ ہی جنات بھوت کا اور نہ ہی مذہب کا۔

اقبال پاشا زندہ باد اقبال پاشا زندہ باد سب خوشی سے نعرے لگانے لگے میں نے ہاتھ کو بلند کیا اور انہیں چپ رہنے کو کہا۔ میں پہلے تو لالچ پر آیا تھا کہ مجھے جیسوں کی ضرورت تھی لیکن اب میرے دل میں لالچ ختم ہو گیا ہے انسان کو بعض اوقات کام بغیر کسی لالچ کے بھی کرنا چاہئے تاکہ اپنے دل اور ضمیر کو زیادہ مضبوط بنا سکے اور اسے زندہ رکھ سکے پھر وہاں سے ہماری واپسی ہوئی وہ تمام علاقہ ملک نے اپنے قبضے میں لے لیا اور اس کے گرد آگنی حصار بنا دیا میں کچھ دن وہاں رہا اور علاقہ مکمل کر لیا۔

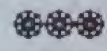
اب تم کیا کرنا چاہتے ہو پاشا۔ میں اب اپنے گھر جانا چاہتا ہوں مجھے خوشی ہوئی کہ پلوک مجھے گھر چھوڑ دیں ملک تخت سے نیچے اٹھ آئی جو پاشا تم نے ہمارے لیے کیا ہے وہ تو کوئی آیتا بھی نہیں کرتا ہے ویسے بھی تم ہمارے مہمان ہو اور خالی ہاتھ مہمان کو ہم نہیں جانے دیتے ہیں اس نے تالی بجائی اور ایک چھوٹا سا بس آیا وہ ملک نے مجھے دیا یہ کیا ہے میں نے سوال کیا کھول کے دیکھ لو میں نے اسے دیکھا تو سونے کی ایک اینٹ تھی اس میں میں نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا یہ ہم ہر مہمان کو دیتے ہیں ہمارے علاقے کا دستور ہے کوئی شاعی مہمان ہو تو اس کو یہ نقد دیتے ہیں۔ اور پلیر انکار نہیں کرنا ہے میں نے اس کی طرف شکر یہ والی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہا شکریہ۔ کیا تم ابھی گھر جانا چاہتے ہو جی بالکل ابھی تو ٹھیک ہے پارو اس کو گھر چھوڑ آؤ میں نے ملک کا ہاتھ پکڑا اور اس کو چومنا اور مسکرا کر اسے میری طرف دیکھا ٹھیک ہے خدا حافظ پھر میں اور پارو اس قلعہ نما کوٹھی سے باہر نکل آئے باہر نکل کر پارو نے میری طرف دیکھا اور کہا تیار ہو میں نے محوم کر ہر طرف دیکھا بہت سے جن مجھے نظر آئے سب مجھے ہاتھ ہلا رہے تھے جیسے وہ خدا حافظ کہہ رہے ہوں میں نے زور کی سانس لی اور ریڈی کہا اس نے میرا ہاتھ پکڑا

اور یکدم غائب ہو گئی جب میری آنکھ کھلی تو میں اپنے گھر کی گلی میں موجود تھا اور رات کا وقت تھا میں نے اسی طرح ہاتھ پکڑ کر اسے چوما تو وہ مسکرائی اور بولی اقبال زندہ کی میں تجھے کبھی ضرورت پڑے تو دل میں تین بار میرا نام پکارنا میں حاضر ہو جاؤں گی میں نے دل پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا جھکا اور کہا جو حکم جناب کا وہ مسکرائی اور اسے موتی جیسے دانت دیکھا کہ غائب ہو گئی میں سردارہ بھر کر رہ گیا اور گھر کی طرف چل دیا۔

اگر یہ کہانی آپ لوگوں کو اچھی لگی تو بتائیے گا پھر میں اس نامعلوم سفر کی طرح اور کہانیاں بھی ارسال کروں گا آپ کی رائے کا منتظر۔ محمد وقاص احمد حیدری۔

اقوال زریں

- 9 کسی بھی ذمہ یا دکھ کا بھلانے کے لئے وقت ایک سرمایہ ہے۔
- 9 انسان کبھی برا نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ اس کی برائی بری ہوتی ہے۔
- 9 انڈوں کا پھول غیروں کے کانٹوں سے تکلیف دہ ہوتا ہے۔
- 9 محنت کی کمائی کھانے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے۔
- 9 اگر کچھ بننا چاہے ہو تو ایک لمحہ بھی ضائع مت کرو۔
- 9 تم خود نکلی کرو مگر دشمن سے نیکی کی امید نہ رکھو۔
- 9 اگر کسی کو خوشی نہیں دے سکتے تو غم بھی نہ دو۔
- 9 رشتے والی چیز حرام ہے۔
- 9 ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔
- 9 ماں ایک ایسی سیٹی ہے جو اولاد کے ہزاروں راز دل میں چھپاتی ہے۔
- 9 انسان اپنے کردار سے پہچانا جاتا ہے، پھول اپنی خوشبو سے۔



☆..... خرم شہزاد۔ لیہ

بے قرار روح

--- تحریر: ملک اسد یاسین ماموں کا بچن ---

تم۔ تم۔ تم۔ تو مر چکی تھی پھر یہاں کیسے۔
ہاں میں مر چکی ہوں تم لوگوں نے مجھے مار دیا تھا لیکن یہ میں نہیں ہوں میری روح ہے جو تم سے
انقام لینے آئی ہے میں وہی کچھ کروں گی جو تم نے میرے ساتھ کیا تھا۔ میں تم تینوں میں سے کسی کو
بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ ترپا ترپا کر ماروں گی جس طرح تم لوگوں نے مجھے ترپا ترپا کر مارا تھا۔
بالکل اسی طرح میں تم لوگوں کو ماروں گی۔ عامر ایک طرف کھڑا تھا اس کو بہت دکھ ہو رہا تھا کہ اس
کی محبوبہ کو ان لوگوں نے مار دیا ہے وہ ان تینوں کو دیکھ رہا تھا جو ڈرے ہوئے تھے آسہ کو دیکھ کر ان
کے چہرے زرد پڑ گئے تھے آسہ ان کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی ان کی بے بسی پر ہنس رہی تھی وہ
بھی اس وقت ایسے ہی بے بس تھی لیکن انہوں نے اس کی ایک بھی نہ سی تھی اسے مار دیا تھا پھر وہ ان
کو کیسے چھوڑ سکتی تھی اس نے اپنے منہ سے آگ نکالی اور ایک تیز پھونک ماری آگ سیدھی ہارون
کی طرف بڑھی اس کے کپڑوں کو آگ لگ گئی اور وہ چلانے لگا چیخنے لگا لیکن کوئی بھی اس کو بچانے
والا نہ تھا سب اس کے پاس موجود تھے لیکن اس کو بچانے والا کوئی نہ تھا پھر اس نے ان دونوں کو بھی
مار دیا ان کا خون پی گئی۔ ایک سنسنی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

ہارون اور عامر گہرے دوست تھے بچپن سے
لے کر اب تک اکٹھے پڑھتے آئے تھے
دونوں میزک کے سٹوڈنٹ تھے پڑھائی میں بہت
ایکجہ تھے اور وہ دونوں کرکٹ کے بہت ہی شوقین
تھے وہ اکثر شام کے وقت کرکٹ کھیلنے چلے جاتے
تھے دونوں ایک ہی محلے میں رہتے تھے ہارون ایک
امیر گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اور عامر غریب گھر کا
بڑا تھا ایک بات یہ ہے ہارون کل چار بہن بھائی
تھے بھائی دو تھے اور دو بیٹیاں تھیں ہارون چھوٹا تھا
اور اس کا بڑا بھائی باپ کے ساتھ کام کرتا تھا وہ
اپنے باپ کا بزنس سنبھالتا تھا اور اپنی زندگی بڑی
خوشی سے گزار رہا تھا ہارون صاحب کی والدہ بھی
ایمر گھرانے کی عورت تھی اور کافی مذہبی گھرانے کی
تھی اور ہارون کی دو بیٹیاں تھیں جو کے پڑھ رہی تھی



دونوں سکول جا پہنچے پھر دے کر چلے گئے۔ اب دونوں دوست استخوان سے فارغ تھے ایک دن عامر گھر میں بیٹھا ہوا تھا اس کی امی آئی اور اس کے پاس آکر بیٹھ گئی اور پوچھا۔

عامر بیٹا کیا بات ہے تم پریشان بیٹھے ہو۔ امی جان میں سوچ رہا ہوں کہ اب میں فارغ ہوں رزلٹ تو تین مہینے بعد آئے گا اس وقت تک میں کوئی کام کر لیتا ہوں اس کی امی نے کہا۔ ایسی بات دوبارہ مت کرنا جب تک عامر بیٹا تمہاری پڑھائی ہے تم دل لگا کر پڑھائی کرو اور کام کی نہ سوچو۔

امی یہ بات بھی آپ کی ٹھیک ہے۔ میں ایسا ہی کروں گا اور اب میں ہارون کے گھر جا رہا ہوں اور شام تک واپس آ جاؤں گا۔

ٹھیک ہے جاؤ بیٹا لیکن جلدی آ جانا پھر عامر چلا گیا اور ہارون کے دروازے پر دستک دی اس کی امی نے دروازہ کھولا۔

آئی ہارون گھر پر ہے۔ ہاں بیٹا وہ گھر پر ہی ہے آؤ اندر آ جاؤ۔ وہ ایک طرف کو ہوئی تو وہ اندر چلا گیا ہارون لمبیوڑ پر نیم کھیل رہا تھا۔ ہارون نے جب عامر کو دیکھا تو حیران رہ گیا۔ آج ہمارے گھر میں آپ۔۔۔ ہاں یار گھر میں بیٹھا ہوا ہو رہا تھا سوچا تم کو جا کر مل لوں۔

ہاں اچھا کیا میں بھی بور ہو رہا تھا اس لیے نیم لگا کر بیٹھ گیا۔ ابھی ہم لوگ باتیں کر رہے تھے کہ کھانا آ گیا۔ جو کہ ہارون کی امی دے کر چلی گئی تھی۔

یار تم نے تو یہ تکلف کیا ہے۔ اس کی بلا کیا ضرورت تھی۔

اس میں تکلف کی کیا بات ہے یہ سب تمہاری قسمت ہے جو تمہیں مل گیا ہے وہ مشہور کہاوت ہے

مان دانے دانے پر لکھا ہے کھانے والے کا نام۔ یہ آپ کے نصیب کا تھا سو تم کو مل رہا ہے اس کی بات سن کر میں نہیں دیا اور پھر ہم دونوں نے مل کر کھانا کھایا اور کچھ دیر باتوں کے بعد میں اپنے گھر آ گیا۔

دوسرے دن ہارون میرے گھر آیا اس وقت میں بیٹھیں کو چارہ ڈال رہا تھا وہ میرے پاس آ گیا اس نے کہا۔ عامر صاحب آج ہم نے کرکٹ کھیلنے جانا ہے بیچ کھلتا ہے اور یہ بیچ ہم نے جیتنا ہے۔ دوپہر کا وقت تھا کھانے کا نام تھا عامر کی امی دونوں کے لیے کھانا لے آئی۔

آئی اس کی کیا ضرورت تھی۔ بیٹا یہ آپ کے مقدر میں تھا جو چیز جس کے مقدر میں تھی وہ خود بخود اسے مل جاتی ہے یہ کھانا آپ کے مقدر میں تھا پھر ہم نے کھانا کھالیا اور کرکٹ کھیلنے کے لیے چلے گئے ہارون نے اپنے پایا کی گاڑی نکالی اور اس پر سوار ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد گراؤنڈ پہنچ گئے وہاں پر دوسرے لڑکے بھی موجود تھے جو کہ کھیلنے کی پریکٹس کر رہے تھے ہم نے وہاں گاڑی روکی اور گراؤنڈ میں چلے گئے ہم نے اس جیت کر بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا بیچ میں اور کار تھا ہارون نے ستر روٹ بنائے عامر نے اسی بنائے اس نیم اور کل سکور دسویس تھے اب دوسری ٹیم کی باری تھی عامر اور ہارون نے ابھی بولنگ کروائی اور دسویس ساری ٹیم آؤٹ ہو گئی ہم نے بیچ جیت لیا۔ اب شام ہو چکی تھی عامر نے کہا۔

یار ہارون بھوک بھی بہت لگی ہوئی ہے اور دیر کافی ہو چکی ہے اب کیا کرنا چاہئے ہارون نے کہا عامر اس میں سوچنے والی کون سی بات ہے کھانا کسی اچھے سے ہوئے سے کھالیں گے اب یہاں سے جانے کی سوچ میں آپ کی سمجھا نہیں ہوں۔

یار تم تو میری بات پر پریشان ہو گئے ہو میرا مطلب ہے کہ پہلے ہم یہاں سے جاتے ہیں پھر کچھ

کھاتے ہیں اس کی بات پر دونوں ہی ہنس دیئے اور پھر دونوں کسی ہوٹل پر جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھ گئے اور ابھی گاڑی چلی ہی آگے گئی تھی کہ ان کی گاڑی خراب ہو گئی۔

ارے یہ کیا ہو گیا۔ یہ اچانک خراب کیسے ہو گئی اب کیا کرتا ہے عامر نے کہا۔

کرنا کیا ہے میں خود ہی دیکھتا ہوں کہ اسے کیا ہوا ہے اتنا کہ کر ہارون گاڑی سے نیچے اتر گاڑی کو اچھی طرح چیک کیا عامر اندر بیٹھا تھا اور دنا کر رہا تھا کہ یا اللہ گاڑی اشارت ہو جائے شام کے سات بج رہے تھے وہ مزید پریشان ہو گیا اور پھر ہارون سے کہا۔ یا اللہ کا نام لو اور گاڑی چلاؤ۔

یار گاڑی نے نہیں چلنا۔ چاہے جتنی مرضی کوشش کرو اتنی جلدی کچھ بھی نہیں ہونے والا ہے اب ایک ہی حل ہے آرام سے گاڑی کے اندر بیٹھ جاؤ کچھ کھانا کھاؤ کچھ پیو اس کے علاوہ کوئی بھی حل نہیں ہے۔ ہارون نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

یار تم گاڑی چلانے کی کوشش تو کرو۔

ٹھیک ہے آخری کوشش کر کے دیکھتا ہوں آگے ہماری قسمت ہارون نے اتنا کہہ کر گاڑی اشارت کرنے کی کوشش کی جو اشارت ہو گئی عامر خوش سے بولا میں نے کہا تھا ناں کہ اس کو اشارت کرو دیکھا ہو گئی ناں اشارت۔ اور جب میں نے گاڑی پر نام دیکھا تو میرے پاؤں سے زمین نکل گئی رات کے نو بج چکے تھے ہر طرف گہرا اندھیرا پھیل چکا تھا ایسے میں سکوت کا عالم تھا اور اندھیرا ہونے کی وجہ سے ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دے رہا تھا کہتے ہیں ناں کہ مصیبت آتی ہے کون سا پوچھ کر آتی ہے ہم نے اللہ کا نام لیا اور اپنی منزل کی طرف چل دیئے میں نے یہ روڈ نکلی بار دیکھا تھا اس

کے بارے میں سنا تھا کہ ایک قبرستان ہے جو بہت بڑا ہے جس کے بارے میں سنا تھا کہ وہ قبرستان دو سو سال پرانا ہے اور یہ بھی سنا تھا وہاں بہت ہی خوفناک روئیں رہتی ہیں۔ اور جو کوئی بھی غلطی سے اس قبرستان میں چلا جاتا ہے وہ پھر زندہ واپس نہیں جاتا۔ وہ روئیں اس کو مار ڈالتی ہیں اور میرا خیال ٹھیک ثابت ہوا کچھ ہی دیر میں وہ قبرستان ہمیں دکھائی دیا اس کو دیکھتے ہی میں کانپ کر رہ گیا۔ وہ بھی ڈر گیا۔

اب کیا جائے۔ وہ گھبرائے ہوئے انداز میں بولا۔

کچھ نہیں ہوگا تم گاڑی چلا تے جاؤ۔ میں نے اس کو تسلی دیتے ہوئے کہا حالانکہ میں اندر سے خود بھی ڈر رہا تھا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے گاڑی کا خراب ہونا ہمارا یوں لیٹ ہو جانا کچھ نہ کچھ گڑ بگڑی۔ ہم نے دیکھا کہ یکدم تیز ہوا چلنے لگی جسے دیکھ کر ہارون بھرا گیا پھر ہارون کو عامر کی بات یاد آئی کاش میں عامر کی بات مان لیتا اور کسی بی وجہ سے ہم دونوں کو قتل نہ ہوتا۔ اب پچھتانے کیا فائدہ بڑوں کی مثال ہے کہ جب چیزیاں چک نہیں سمجھتے عامر نے ہارون سے کہا۔

کیا سوچ رہے ہو ہارون نے کہا۔ کچھ نہیں بس ہماری گاڑی قبرستان سے نکل جائے قبرستان بھی اتنا بڑا ہے کہ جہاں تک دیکھو یہ ہی دکھائی دیتا ہے یہاں پر کافی پرانے درخت تھے جن کو دیکھ کر ڈر لگتا تھا اگر ہماری جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید اس دن اسے ویسے ہی چلا جاتا گاڑی ایک بار پھر خراب ہوئی گاڑی قبرستان کے عین وسط میں خراب ہوئی تھی اب ہم پریشان ہو گئے ہماری گاڑی کی لائٹیں جل رہی تھیں اور چاروں طرف اندھیرے اندھیرے کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا ہم نے گاڑی اشارت کی لیکن ناکام ہو گئے پھر یکدم

عامر کی نظر سامنے پڑی دیکھا تو دور وچیں ان کی طرف ہی آ رہی تھی۔

وہ۔ وہ دیکھو۔ عامر نے ہارون کو کہا۔

کیا ہے۔ وہ ڈرے ہوئے انداز میں بولا۔

وہ۔ وہ اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔

شاید روچیں ہیں۔

ہاں ہاں۔ ایسا ہی ہے لیکن یہ کس کی ہیں ہمیں ان کو جا کر دیکھنا ہوگا۔ ہارون نے کہا۔ اس نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔ دور سے ہمیں نہیں پتہ تھا کہ وہ روچیں کس کی ہیں ہم ان کو دیکھ کر ڈر گئے تھے جب ہم نے غور سے دیکھا تو وہ ایک لڑکی تھی اور نایک لڑکا تھا

تم ایک کوشش کرو شاید گاڑی اشارت ہو جائے اور ہم ان ردحوں سے چھٹکارا مل جائے۔ کچھ بھی فائدہ نہیں ہے میں کئی بار کوشش کر چکا ہوں لیکن یہ اشارت نہیں ہو رہی ہے لگتا ہے ہمیں ان ردحوں کا مقابلہ کرنا ہوگا ان کو آتے دو پھر دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔

یار ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے تم کوشش کرو ہو سکتا ہے کہ گاڑی اس بار اشارت ہو جائے۔ عامر نے کہا تو وہ ایک بار پھر گاڑی اشارت کرنے لگا اور گاڑی پھر اشارت ہو گئی۔

واؤ۔ ہارون خوشی سے بولا۔

یار جلدی سے اور تیزی سے چلاؤ۔ عامر نے کہا ہم کسی طرح اس بھیا تک قبرستان سے نکل جائیں۔

ہارون تیزی سے گاڑی چلانے لگا۔ اور دونوں روچیں ان کے سامنے آئیں اور گاڑی کو روکنے کی کوشش کرنے لگیں۔

یار تم نے گاڑی کو نہیں روکنا چاہے کچھ بھی ہو جائے عامر نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔ اور ہارون نے ایسا ہی کیا اور گاڑی کو قبرستان سے باہر

لانے میں کامیاب ہو گیا۔ گاڑی قبرستان سے باہر نکلی تو ان دونوں کو سکون سا مل گیا۔ جب نامم و یلخا تو زات کا ایک بچہ رہا تھا اس وقت جو اتنا نامم ہوا تھا وہ ہماری اپنی قلمطی سے ہوا تھا اب ہم دونوں کو جھوک لگی ہوئی تھی کھانا ہوٹل میں ہی کھائیں گے۔ ہارون نے کہا اور گاڑی کا رخ ایک ہوٹل کی طرف موڑ دیا۔ اور ہوٹل کے سامنے گاڑی جا کر روک دی۔ ہم نے وہاں کھانا کھایا اور پھر گھر کا رخ کیا۔ جب ہارون گھر پہنچا تو اسکی امی نے دروازہ کھولا۔

کہاں تھے تم اتنی رات بیت گئی ہے تمہاری کوئی بھی خبر نہیں ہے ہم سب لوگ تمہاری وجہ سے اتنے پریشان تھے۔

امی جان ہم بیچ کھیلنے گئے تھے لیکن اتنے لیت ہو گئے۔ مجھے اب نیند آ رہی ہے میں سونا چاہتا ہوں ہارون اتنا کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ ہارون سو گیا صبح اسے اس کی امی نے جگایا۔

اٹھو بیٹا۔ کیا آج سارا دن سونے کا ہی ارادہ ہے ہاں نے پیار سے پوچھا۔

نہیں امی جان ابھی تو کوئی بات نہیں ہے بس زوروں کی نیند آئی ہوئی تھی ہارون نے آنکھیں ملے ہوئے کہا۔ جلدی اٹھو کھانا تیار ہے یہ بات کہہ کر ہارون کی امی کمرے سے باہر چلی گئی ہارون اٹھا اور ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھانے چلا گیا پھر کچھ دنوں کے بعد ہارون اور عامر کا میٹرک کا رزلٹ آ گیا عامر کی پہلی پوزیشن آئی تھی اور ہارون کی دوسری پوزیشن تھی آج وہ دونوں بہت خوش تھے خوش کیوں نہ ہوتے بات ہی خوشی کی تھی وہ دونوں دوست شہر میں تھے اور باتیں کر رہے تھے عامر نے کہا ہارون اب آپ کے کیا ارادے ہیں۔ ہارون بولا میں شہر میں جا کر کالج میں داخلہ لوں گا عامر نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ ہوں جس کالج میں تم جاؤ گے میں بھی اس کالج میں داخلہ لوں گا عامر نے کہا کہ میرے گھر والے تو مان

گئے ہیں اب ہم کو چاہئے کہ کالج میں جلد از جلد داخل ہو جائیں۔ ہارون گھر آ گیا اور اپنی امی سے رائے لی امی میں کالج میں داخل ہونا چاہتا ہوں تو بیٹا اس میں پوچھنے والی کون سی بات ہے تو تمہارا دوست عامر تمہارے ساتھ کالج میں ہوگا امی عامر میرے ساتھ کالج میں جائے گا تو ٹھیک ہے تم تیار کر دو اھر عامر گھر بیٹھا تھا عامر نے کہا امی میں کالج میں داخلہ لینا چاہتا ہوں۔ امی نے کہا بیٹا یہ تو بہت اچھی بات ہے بیٹا اپنی پڑھائی پر توجہ دو اور کھانا نامم برکھانا اور اساتذہ کا احترام کرنا اور ہاں کالج جا کر نہیں بھول نہ جانا امی یہ آپ کسی بات کر رہی ہیں بھلا میں آپ کو کیسے بھول سکتا ہوں یہ بات آپ کے ذہن میں آئی کیسے عامر بیٹا میں تو آپ کو یہ بات سمجھا رہی تھی امی میں نے اور ہارون نے کل کو یہاں سے چلے جاتا ہے اور ہم کالج جا رہے ہیں میں سامان باندھ لوں ٹھیک ہے بیٹا۔ ہم تمہارا سامان باندھ دیتے ہیں۔ عامر نے کہا مجھے ہارون کے پاس جانا ہے وہ کیا کر رہا ہے عامر گھر سے نکلا اور ہارون کے گھر کی طرف چل دیا۔ ہارون گھر میں ہی تھا عامر نے کہا تیار کی مکمل ہے ہمیں کل ہی نکل جانا چاہیے یہ تو بہت اچھی بات ہے تمہارے پاس ہر چیز ہے بی الحال تو سب ہے کسی چیز کی کمی نہیں ہے وہ کافی دیر تک باتیں کرتے رہے اگلے دن ہم دونوں نے سامان اٹھایا اور گھر والوں کی دعا میں لی اور شہر کی طرف چلے گئے ہم شہر چلے گئے کالج تھوڑی دور تھا ہمہم کالج پہنچ گئے جہاں ہم دونوں با آسانی سے داخلہ لیا گیا آج ہمارا پہلا دن تھا عامر اپنے ڈیکس پر اکیلا بیٹھا تھا یہاں پر لڑکے اور لڑکیاں اٹھنے پڑتے تھے عامر نے دیکھا کہ ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی کالج میں آئی جو دیکھنے میں بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی اس کے لمبے بال تھے ہر نی جیسی چال تھی گلابی ہونٹ تھے ایسے جیسے وہ جنت کی حور لگ رہی

تھی۔ عامر نے اسے دیکھا تو وہ اسے پہلی ہی نظر میں ملاقات میں دل دے بیٹھا دل کیوں دیتا وہ لڑکی کبھی ہی اتنی خوبصورت اتفاق سے وہ لڑکی عامر کے ساتھ ہی بیٹھی تھی عامر بہت خوش ہوا کہ وہ جس لڑکی کو چاہتا ہے وہ اس کے پاس ہی بیٹھی ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ میں اس سے اس کا نام پوچھتا ہوں لیکن پھر اس کو خیال آیا کہ کہیں وہ برا ہی نہ مان جائے لیکن وہ نہ رہ سکا اور اس لڑکی کو سلام کر دیا۔ لڑکی نے جواب اچھے انداز میں دیا۔ اس کا انداز دیکھ کر وہ سوچنے لگا کہ کام بن سکتا ہے تب اس نے اس کا نام پوچھ لیا۔

جی میرا نام آسیہ ہے مگر یہ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں عامر نے کہا۔

ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔

آسیہ نے کہا تمہارا نام کیا ہے۔

میرا نام عامر ہے۔

عامر میٹرک میں کتنے نمبر لیے تھے۔

جی میں نے فرسٹ پوزیشن لی ہے۔

واؤ یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے آپ ویسے بھی مجھے بہت ذہن لگتے ہیں۔

جی شکریہ لیکن آپ نے کتنے نمبر لیے تھے۔

میرے نمبر بہت ہی کم آئے تھے۔

پھر بھی کتنے عامر نے پوچھا۔

اس نے نمبر بتائے تو عامر نے کہا۔

میں آپ کو پڑھا دیا کروں گا۔

ویری گڈ۔ وہ خوش ہوتے ہوئے بولی۔

کالج میں چھٹی ہو گئی عامر اور ہارون اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے ہارون نے عامر کو کہا

عامر صاحب وہ لڑکی کون تھی جس کے ساتھ تم آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے۔

کون سی لڑکی۔ عامر نے بات کو چھپاتے ہوئے کہا۔

اتنے بچے بھی نہ بتاؤ وہ لڑکی کون تھی جو
تمہارے ساتھ بیٹھی تھی۔
وہ وہ دراصل وہ میری کلاس فیلو ہے ہم ایک
دوسرے سے باتیں کر رہے تھے وہ بہت ہی اچھی
لڑکی ہے ہارون نے کہا۔
پہلی ہی ملاقات میں کہہ دیا کہ وہ بہت ہی
اچھی لڑکی ہے۔

چلو چھوڑو ان باتوں کو اپنا سبق یاد کرو جو ہم
کل کو اپنے پروفیسر کو سنانا ہے چلو جلدی کرو ویسے
بھی ہم اپنے گھر سے پڑھنے کے لیے آئے ہیں لہذا
ہم کو پڑھنا چاہیے پھر ہارون نے کہا چلو کھانا کھانے
چلیں ویسے بھی مجھے بہت بھوک لگی ہوئی ہے وہ
دونوں کمرے سے باہر نکل گئے اور ایک ہوٹل کی
طرف چل دیے وہاں ایک سیٹ پر بیٹھ گئے پھر
دہاں پر بیٹھ کر کھانا کھایا اور کمرے میں آگئے
اور پھر سو گئے۔ صبح سات بجے اٹھے کپڑے بدلے
کھانا کھایا اور کالج چلے گئے اسل میں وہ دونوں
ہوسٹل میں رہتے تھے وہ کالج میں پہنچ گئے عامر اپنی
سیٹ پر بیٹھ گیا آسید بھی تک نہیں آئی تھی پھر تھوڑی
دیر بعد آسید بھی آئی اور عامر سے ساتھ بن بیٹھ گئی
عامر کو اس کو دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔

عامر صاحب کیسے ہیں آپ۔
جی ٹھیک ہوں آپ کی کمی محسوس کر رہا تھا
وہ کس خوشی میں

اس لیے کہ آپ میری کلاس فیلو ہیں اور میں
چاہتا ہوں کہ تم خوب پڑھو تاکہ تم ایف اے میں
فہرست پوزیشن لے سکو۔
عامر تم بہت ہی اچھے انسان ہو ویسے آپ کے
پاپا کیا کرتے ہیں۔

وہ مزدوری کرتے ہیں اور پھر اس نے اپنی
کہانی سنادی جس کو سن کر وہ بہت دھبی ہوئی۔ اور
اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

عامر تمہاری کہانی بہت دھبی ہے تمہارے بھائی
پڑھے لکھے ہیں اور مزدوری کرتے ہیں۔ میرے پاپا
ٹیکنری میں کام کرتے ہیں میں آپ کے بھائی کے
کام کی بات کر دوں گی۔

اگر تم میرا یہ کام کر دو تو میں تمہارا یہ احسان
پوری زندگی میں بھولوں گا پھر چھٹی ہوئی عامر آسید
کے ساتھ باتیں کرتا جا رہا تھا باتوں باتوں میں کہنے
لگا کہ میرا ایک دوست ہارون ہے وہ تمہارے
بارے میں پوچھ رہا تھا کوشش کرنا کہ ہماری بات
ہارون تک نہ پہنچے وہ امیر آدمی ہے بہت خود غرض
ہے ہمیشہ اپنی بات منواتا ہے اچھا میں اب چلتا ہوں
پانچ بجے پھر آؤں گا تم تیار رہنا اپنا پتہ دو آسید نے
کارڈ دیا پھر عامر اپنے کمرے میں آ گیا عامر نے
کپڑے بدلے اور فریش ہو کر کھانا کھایا اور اپنا
پڑھنے لگا اب میری پڑھائی ختم ہوئی تاہم دیکھا تو
سازھے چار بجے تھے عامر ٹوری اٹھا اور اپنے
کمرے سے باہر نکلا اور آسید کے ایڈریس پر
چلا گیا۔ اور اس نے اس کا گھر تلاش کر لیا اور جا کر
نیل دی دروازہ آسید نے ہی کھولا۔ تم اس وقت
یہاں وہ اسے دیکھتے ہی بولی۔

ہاں آپ سے ملنے میں جادو ہوا تھا سو چلا آیا۔
آپ بہت اچھے ہیں۔ وہ مسکرائی۔
کیا مجھے انداز نہیں آئے وہ کی۔
کیوں نہیں جناب آئیے۔

وہ ایک طرف ہٹ گئی اور عامر اس کے گھر
میں داخل ہو گیا وہ اس کی بیٹھک میں جا کر بیٹھ گیا۔
پھر آسید کتابیں لے کر اس کے پاس آگئی اور عامر
سے پڑھنے لگی کافی دیر تک وہ باتیں بھی کرتے رہے
اور پڑھتے بھی رہے پھر عامر بولا۔

میں اب چلتا ہوں۔
نہیں ایسے نہیں کھانا کھا کر جانا۔
نہیں پھر سہی مجھے جلدی ہے وہ بولا۔

ٹھیک ہے اپنا دھیان رکھنا۔

اوکے۔ اس نے کہا اور چل دیا اور پھر ان کی
ملاقات ایسے ہی ہونے لگی ہارون جو عامر کا دوست
تھا وہ ان دونوں کی دوستی سے بہت جلتا تھا اس نے
کہا۔ عامر تم میرے بچپن کے دوست ہو میں نہیں
چاہتا کہ تم کسی مصیبت میں پھنس جاؤ۔
کیا مطلب میں تمہاری بات سمجھا نہیں ہوں۔
میرا مطلب ہے تم جس لڑکی کے چکروں میں
پڑے ہوئے ہو وہ اچھی لڑکی نہیں ہے۔

پلیز ہارون دوبارہ یہ بات اپنے منہ سے بھی
نہ نکالنا ورنہ تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا۔ دن
گزرتے گئے آسید اور عامر کی دوستی بڑھتی رہی
ہارون نے عامر کو دوست ماننے سے انکار کر دیا تھا
اب ان دونوں کی دوستی دشمنی میں بدل گئی تھی امتحان
بھی سر پر آگئے تھے عامر تیاری میں مصروف تھا آج
مہلا پیپر تھا دونوں نے بہت اچھی تیاری کی تھی پیپر
بہت اچھا ہوا تھا سب سے اچھا ہوا تھا عامر اور آسید کا
پھر دوسرا پیپر بھی اچھا ہوا آخر سب ہی پیپر اچھے
ہوئے۔ اور پھر ایک ایک کر کے سب ہی پیپر اچھے
ہو گئے ہارون اسی سوچ میں تھا کہ وہ کسی طرح سے
آسید کو راستے سے ہٹا دے اب چونکہ امتحان ختم
ہو گئے تھے اور عامر گھر جانے کی تیاری کرنے لگا
اس نے کمرے میں جا کر اپنا سامان پیک کرنا شروع
کر دیا جب اس نے اپنا بیک دیکھا تو اس میں پیسے
نہیں تھے وہ پریشان ہو گیا میرے پیسے کس نے
نکالے ہیں ہارون کرے میں آیا تو حیران ہو گیا
اور بولا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے تمہارے
پیسے میں نے نکالے ہیں۔ عامر بولا اگر تم کو پیسوں
کی ضرورت تھی تو مجھ سے مانگ لیتے۔ وہ بولا میں تم
کو کبھی بھی پیسے نہیں دوں گا اور میں دیکھتا ہوں کہ
کون تمہارے کام آتا ہے۔

تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی

میری مدد نہیں کرے گا۔ عامر یہ کہہ کر کمرے
باہر نکل گیا۔ ہارون نے اپنا سامان باندھا اور اپنے
گھر چلا گیا عامر سیدھا آسید کے گھر چلا گیا دروازہ
آسید نے ہی کھولا اور پھر وہ اس کو اندر لے گئی۔ وہ
اس کو پریشانی میں ڈبا ہوا دیکھ کر بولی۔

خیر تو تمہارا چہرہ اترا ہوا کیوں ہے۔ اور
اس قدر بچھے بچھے سے کیوں ہو۔

آسید ہارون نے میرے بیک سے پیسے نکال
لیے ہیں اور وہ دینے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ اور پھر
سب کچھ اس نے آسید کو بتا دیا۔

عامر آپ کو فکر کرنے کی کوئی بھی ضرورت
نہیں ہے میرے ہوتے ہوئے تم پریشانی مت ہو
میں ابھی لا کر دیتی ہوں اتنے میں آسید کی امی بھی
آگئی اور اس نے کہا کہ عامر بیٹا آسید تمہاری بہت
تعریفیں کرتی ہے تم ایک سال یہاں آتے رہے ہو
۔ آسید نے تمہارا کچھ مسئلہ بتایا ہے یہ لو یہ پیسے رکھ لو
شکر یہ آئی جی اتنا کہہ کر عامر نے ان سے پیسے لے
لیے اور واپس چلا آیا۔ اور پھر اپنے گھر پہنچ گیا تو
سب گھروالے بہت ہی خوش ہوئے بیٹا امتحان کیسے
ہوا امی جان بہت ہی اچھا ہوئے ہیں پیپر اور پھر
سب سے وہ ملتا رہا اور پندرہ دن ہو گئے اس کی
ہارون سے ملاقات نہ ہو سکی تو اس کا دل چاہا کہ وہ
ہارون سے جا کر ملے یہ سوچ کر وہ اس کے گھر
چلا گیا اور پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ کام کے سلسلے میں
شہر سے باہر گیا ہوا ہے تو وہ گھر واپس
آگیا۔ اور سوچنے لگا کہ وہ کس شہر میں جاسکتا ہے۔

ہارون اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر آسید کو
اغوا کرنے کی کوشش کر رہا تھا وہ صبح سے کوشش
کر رہے تھے آخر کار آسید کو کام کے سلسلے میں شہر
جاتا پڑ گیا تو وہ پیدل ہی جا رہی تھی اب تھوڑے
مکان تھے انہوں نے موقوف دیکھتے ہی اس کو انخواہ

اور ایک دیرانے میں لے گئے وہ ان کی منتیں کرتی رہی کہ مجھے چھوڑ دو لیکن انہوں نے کہا تم کو ہم چھوڑنے کے لیے اٹھا کر نہیں لائے جس تم سے ایک ایک بات کا حساب لینا ہے پھر انہوں نے اس کو خوب مارا یہاں تک کہ ہارون نے اس کے پیٹ میں چھری گھونپ دی۔ وہ ترسے لگی وہ اس کی موت کا تماشا دیکھتے رہے جب اس کی سانسیں بند ہو گئی تو وہ اس کو ایک کھنڈر میں پھینک کر فرار ہو گئے۔

تین ماہ بیت گئے اس کو مرے ہوئے رزل بھی آچکا تھا آسیہ کی پہلی پوزیشن آئی تھی عامر بہت خوش تھا وہ کالج گیا اور اعلیٰ کلاس میں بیٹھ گیا وہ اکیلا تھا ہارون بھی اکیلا تھا آسیہ بھی کلاس میں نہیں آئی تھی عامر پریشان ہو گیا کہ آسیہ کیوں نہیں آئی ہے وہ اس کو دیکھنے کو ترس رہا تھا لیکن وہ اس کو کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ایک دن بیت گیا پھر دوسرا دن بیت گیا یوں پورا ہفتہ بیت گیا لیکن آسیہ کالج میں نہ آئی تو اس نے اس کے گھر جانے کا پروگرام بنالیا کہ یکدم اس کو آسیہ کی آواز سنائی دی۔ آسیہ تم کہاں میرے سامنے آؤ۔

عامر میں تمہارے سامنے نہیں آسکتی ہوں میں مرجی ہوں مجھے مار دیا گیا ہے۔ یہ سننا تھا کہ عامر جیسے پاگل ہو گیا۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ ہاں میں ٹھیک کہہ رہی ہوں میں مرجی ہوں اور پھر اس نے ساری کہانی عامر کو سنادی۔ کہ مجھے تمہارے دوست نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر مار دیا ہے اس نے مجھ سے بہت زیادتی کی ہے میری روح اس کی وجہ سے بھٹک رہی ہے میں اس سے انتقام لینے کے لیے بے چین ہو رہی ہوں۔ تم اس کام میں میرا ساتھ دو۔

آسیہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرا دوست اتنا گھٹیا بھی ہو سکتا ہے دیکھو تمہاری پہلی پوزیشن آئی

ہے۔ وہ یہ سن کر مسکرائی اور بولی کہ یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے لیکن مجھے اب کیا فائدہ پوزیشنوں کا۔ ہاں جانتا ہوں کہ اب تمہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن میں اس دردندے کو زندہ نہیں چھوڑوں گا جس نے میری جان کو مارا ہے اتنا کہہ کر وہ اپنے کمرے میں جانے لگا وہاں پہنچا تو وہ تینوں دوست برسکون نیند سوئے ہوئے تھے عامر وہاں کھڑا ہوا آسیہ کی روح اس کے پیچھے کھڑی تھی آسیہ کی روح نے ان تینوں کو جگایا۔ وہ تینوں اٹھے تو آسیہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے ان کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ ان کے سامنے آسیہ کھڑی ہے ان کی زبانیں گنگ ہو گئی تھیں۔

تم۔ تم۔ تم۔ تو مرجی تھی پھر یہاں کیسے۔ ہاں میں مرجی ہوں تم لوگوں نے مجھے مار دیا تھا لیکن یہ میں نہیں ہوں میری روح ہے جو تم سے انتقام لینے آئی ہے میں وہی کچھ کروں گی جو تم نے میرے ساتھ کیا تھا۔ میں تم تینوں میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ ترپا ترپا کر ماروں گی جس طرح تم لوگوں نے مجھے ترپا ترپا کر مارا تھا۔ بالکل اسی طرح میں تم لوگوں کو ماروں گی۔ عامر ایک طرف کھڑا تھا اس کو بہت دکھ ہو رہا تھا کہ اس کی محبوبہ کو ان لوگوں نے مار دیا ہے وہ ان تینوں کو دیکھ رہا تھا جو ڈرے ہوئے تھے آسیہ کو دیکھ کر ان کے چہرے زرد پڑ گئے تھے آسیہ ان کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی ان کی بے بسی پر ہنس رہی تھی وہ بھی اس وقت ایسے ہی بے بس تھی لیکن انہوں نے اس کی ایک بھی نہ کی تھی اسے مار دیا تھا پھر وہ ان کیسے چھوڑ سکتی تھی اس نے اپنے منہ سے آگ نکالی اور ایک تیز چھوٹک ماری آگ سیدھی ہارون کی طرف بڑھی اس کے کپڑوں کو آگ لگ گئی اور وہ چلانے لگا چیخنے لگا لیکن کوئی بھی اس کو بچانے والا نہ تھا اب اس کے پاس موجود تھے لیکن اس کو بچانے

والا کوئی نہ تھا۔ وہ ترپ ترپ کر مر رہا تھا چیخ رہا تھا اور دوسرے ساتھی آسیہ سے اپنی زندگی کی بھینک مانگ رہے تھے۔

ظالموں یاد کرو وہ دن میں نے بھی تم سے اسی طرح زندگی کی بھینک مانگی تھی لیکن تم نے مجھے زندگی نہ دی تھی مجھے مار دیا تھا اور اب۔ اب میں تم کو کیسے چھوڑ سکتی ہوں۔ جس طرح تمہارا یہ دوست جل کر مر رہا ہے اسی طرح تم بھی جل کر مر دو گے۔ لیکن میں تم کو جلاؤں گی میں تمہارا خون پی جاؤں گی مجھے پیاس لگی ہوئی ہے تم نے مجھے پیاس مارا تھا مجھے پیاس لگی ہوئی ہے اتنا کہہ کر اس نے ایک لڑکے کا گریبان پکڑ کر اوپر اٹھایا اور اس کی گردن میں اپنے دانت گھس دیئے۔ اس کا خون پینے لگی۔ وہ اس کے ہاتھوں میں ترپ ترپ کر مر گیا اس نے اس کو ایک طرف پھینک دیا میری پیاس اب بھی نہیں بجھی ہے اس نے دوسرے لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں اپنی پیاس بجھاؤں گی اتنا کہہ کر اس نے اس کو بھی گردن سے پکڑ لیا اور اس کا بھی خون پینے لگی وہ بھی اس کے ہاتھوں میں ترپنے لگا اور پھر وہ بھی ترپے ترپے ٹھنڈا ہو گیا۔ اس نے اس کو بھی ایک طرف پھینک دیا اور ایک گہری سانس لیتے ہوئے بولی۔

عامر میرا انتقام پورا ہو گیا ہے۔ اب تم نے میرا ایک کام کرنا ہے ایک کھنڈر میں میری لاش پڑی ہوئی ہے اس کو اٹھا کر دفن کرنا ہے۔

آسیہ میں تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہاں کرو کوئی بات کرنی ہے۔

آسیہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔

نہیں عامر تم ایسا نہ کہو اب ایسا کہنے کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہے میں مرجی ہوں اور مرے ہوئے انسانوں سے۔۔۔ تم کوئی اچھی سی لڑکی دیکھ کر شادی کر لینا مجھے بہت خوشی ہوگی۔ اتنا کہہ کر وہ

غائب ہو گئی اور عامر ان تینوں کو دیکھتا رہا پھر وہاں سے نکل گیا۔ دوسرے دن اس نے کھنڈر میں جا کر اس کی لاش کو تلاش کیا لاش کیا تھا بڈیوں کا ایک ڈھانچہ وہاں پڑا ہوا تھا وہ اس کو اٹھا کر اس کے گھر لے گیا جب اس کے گھر والوں نے آسیہ کے جسم کو بڈیوں کے ڈھانچے میں دیکھا تو رونے چپختے لگے لیکن اس کے علاوہ وہ کر بھی کیا سکتے تھے ماسوائے دفنانے کے انہوں نے اس کو نماز جنازہ کے بعد دفن کر دیا۔ وہ سب قبرستان سے چلے گئے لیکن عامر اس کی قبر پر کھڑا رہا اس نے دیکھا کہ آسیہ کی روح ایک درخت کے ساتھ کھڑی تھی وہ بہت خوش تھی کہ اس کے جسم کو دفن دیا گیا ہے۔ وہ دھیرے دھیرے عامر کے پاس آئی۔

عامر میں تمہاری شکر گزار ہوں کہ تم نے میرے مردہ جسم کو تلاش کر کے مجھے میرے مقام تک پہنچا دیا اب میری روح کو قراہل گیا ہے میں جا رہی ہوں اور آج کے بعد میں تم کو کبھی بھی دکھائی نہیں دوں گی تم گھر جا کر شادی کر لینا اتنا کہہ کر وہ غائب ہو گئی۔ وہ اسے دیکھ کر روتا رہا۔ آسیہ کے گھر والوں نے اس کو کہا کہ تم یہاں رہا کرو کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ آسیہ کی کئی تمہارے وجود سے ہمیشہ ہمارے سامنے رہے۔ وہ ان کے گھر میں رہنے لگا۔

پھر اس نے ایف اے بھی کر لیا۔ اس بار پھر اس کی پہلی پوزیشن آئی تھی اور آسیہ کے پاپا نے اس کو سرکاری نوکری پر لگوا دیا۔ اور ایک سال بعد اس کی شادی کر دی۔ عامر اپنے گھر نہیں گیا تھا اور نہ ہی اس نے اپنی شادی پر کسی گھر والے کو بلا یا تھا۔ اس کے چار بچے ہیں اب۔ اور وہ بہت خوشیوں بھری زندگی بسر کر رہا ہے۔

مردہ جادوگر

--- تحریر ---

ہمیں لاشوں کا ایک ڈھیر دکھائی دیا زیادہ تر لاشوں کے جسم سے گوشت اتر چکا تھا اور وہ ڈھانچوں کی شکل اختیار کر چکی تھیں لیکن کچھ لاشیں ایسی بھی تھیں جن کے جسموں پر انہی گوشت بالی تھا ان لاشوں سے بہت گندی بدبو آ رہی تھی وہاں ایک منہ رکنا بھی حال تھا ہم آگے بڑھنے لگے اچانک لاشوں کے اس ڈھیر میں مجھے ایک ایسی لاش دکھائی دی جسے دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے وہ لاش میری جان نالک کی تھی اس کا سر دھڑ سے الگ تھا میں بھاگ کر اس کی جانب لپکا میں ابھی اس ڈھیر سے تھوڑی دور ہی تھا کہ اس ڈھیر میں موجود لاشوں میں حرکت پیدا ہونے لگی اور وہ سب کی سب اٹھ کھڑی ہوئیں میں نے یہ خوفناک منظر دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں کاشف بھاگ کر ہمارے پاس آؤ کچھ دیر بعد حجاب کی آواز سن کر میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے قریب ہی ان ڈھانچوں کو دیکھ کر میرا سانس رکنے لگا میں نے اللہ کا نام لے کر پیچھے کی جانب دوڑ لگا دی جلد ہی میں ہامون جادوگر اور حجاب کے پاس پہنچ چکا تھا ہامون جادوگر نے دوبارہ منہ میں کچھ پڑھا اور ان ڈھانچوں کی جانب پھونک ماری تو اس کے جسم سے ایک بار پھر روشن شعاعیں نکلیں اور ان ڈھانچوں نما لاشوں کی جانب بڑھنے لگیں جیسے ہی وہ روشن شعاعیں ڈھانچوں سے ٹکرائیں ان کا جسم بھی پانی بن کر زمین میں جذب ہو گیا ایک خاص بات جو میں نے اس دوران نوٹ کی تھی وہ یہ تھی کہ جون جون ہامون جادوگر کے جسم سے روشن شعاعیں نکلتی جا رہی تھیں اس کے جسم کی روشنی جو چلنے کرنے سے پیدا ہوتی تھی کم بولی جا رہی تھی اس کا مطلب تھا کہ روشنی ہی ہامون جادوگر کی طاقت تھی اور وہ روشنی ختم ہونے کے بعد اس کا جسم دوبارہ مردہ ہو جاتا تھا اچانک ہماری نظر ایک کالی شکل والے آدمی پر پڑی وہ ہماری طرف آ رہا تھا اس کی شکل بہت ہی عجیب تھی اس کا چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا تھا قد آٹھ فوٹ تھا اس کے چہرے سے دھشت لپک رہی تھی اسے دیکھتے ہی حجاب اور ہامون جادوگر کی آنکھوں میں چمک ابھری وہ ہم سے کچھ دور رک گیا اوہ ہم پر وار کرتا ہامون جادوگر نے کچھ پڑھ کر اس کی جانب پھونک ماری تو ہامون جادوگر کے جسم سے ایک بار پھر شعاعیں نکلیں اور حجاب جادوگر کی جانب بڑھنے لگیں جو بھی وہ شعاعیں حجاب جادوگر کے جسم سے ٹکرائیں اس کے منہ سے ایک دھڑاکنے جی بلند ہوئی کچھ ہی دیر بعد اس کا جسم بھی پانی بن کر زمین میں جذب ہو گیا میری آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری تھے میں نے اپنی نائیل کا انتقام لے لیا تھا وہ سیاہ شکل والا آدمی جو حجاب جادوگر کا ختم ہو چکا تھا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

نائیلہ جلدی کرو ہم لیٹ ہو رہے ہیں ساڑھے پانچ بج چکے ہیں سورج غروب ہونے میں صرف دو گھنٹے باقی ہیں جبکہ گاؤں کا سفر تین گھنٹوں کا ہے ہمیں راستے ہی میں رات ہو جائے گی میں نے نائیلہ کے روم کے دروازے کو تاک کر کہا تو اندر سے نائیلہ کی آواز سنائی دی پلیز دیت یا رات آئی ایم کرنگ ان جسٹ نوٹنس

مردہ جادوگر

خوفناک ڈائجسٹ 136



خوفناک ڈائجسٹ 137

تھائی تو اسے دیکھ کر میری حیرت میں مزید اضافہ ہو گیا وہ ایک چھپیں چھپیں سالہ حسینہ تھی ادھر میرے قریب آؤ کاشف اس کی آواز سن کر میرے قدم بے اختیار اس کی جانب بڑھنے لگے میں اس کے قریب جا کر رک گیا اور سر سے پاؤں تک اسے غور سے دیکھنے لگا میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا وہ ہے جس تو پہلے ہی نائیلہ کی وجہ سے پریشان تھا اس کے بعد کسی ان دیکھی قوت کا مجھے اپنی طرف کھینچا اور پھر اس دوران جنگل میں اس حسین گھر کا سو جود ہونا اور پھر اس گھر میں اس تھا حسینہ کا ہونا مجھے پریشان کرنے کے ساتھ ساتھ حیران بھی کئے جا رہا تھا۔

میں جتنا بھی زیادہ سوچتا تھا میرا دماغ اتنا ہی زیادہ الجھتا تھا میں ابھی تک اس لڑکی کے سامنے خاموش کھڑا تھا اس نے بھی کوئی بات نہیں کی وہ مسلسل میرے چہرے کو تنکے جاری بھی شاید وہ میری اندرونی کیفیت کو جاننے کی کوشش کر رہی تھی کافی دیر ہم دونوں کے درمیان خاموشی رہی میں اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے اور اس دوران جنگل میں کیا کر رہی ہے لیکن میری زبان میرا ساتھ نہیں دے رہی تھی میرے ہونٹ ساکت ہو گئے تھے میں بس بت بناتا سے دیکھتا جا رہا تھا وہ حسینہ بھی بہت ٹھنک دھائی دے رہی تھی شاید وہ بھی غموں کے پر خار دریا میں غوطہ زن تھی اس جھیل جیسی آنکھوں میں دیرانی اور مایوسی کے سوا کچھ بھی دکھائی نہ دے رہا تھا اچانک اس نے اپنے ہونٹوں کو جنبش دی کاشف تم نے آنے میں بہت دیر کر دی میں کئی برسوں سے تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں مجھے یقین تھا کہ ایک دن تم ضرور آؤ گے اور آج تم آ گے میری انتظار کی گھڑیاں ختم ہو گئی ہیں میں بہت خوش ہوں اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ خاموش ہو گئی میں ابھی تک حیرانگی سے اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا مجھے اس کی باتوں کی بالکل بھی سمجھ نہیں آئی تھی میں نے بڑی مشکل سے اپنے لب ہلائے تم کون ہو اور میرا انتظار کیوں کر رہی چھپیں میں چپ ہو گیا تو وہ بولی یہ سب باتیں

میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی ابھی تم بہت ڈھبی ہو آؤ میں تمہاری مرہم پٹی کروں پھر تم کچھ دیر بیٹ کر لینا شام کو میں تمہیں اپنے بارے میں بتاؤں گی نہیں مجھے آرام نہیں کرتا ہے اور نہ ہی مرہم پٹی کرنی ہے میری نائیلہ پتہ نہیں کہاں ہو گئی اور میں کس حال میں ہو گئی جب تک وہ مجھے نہیں مل جاتی میں آرام سے نہیں بیٹھوں گا میں نے اتنا کہا اور مڑ کر چل دیا۔

غیر وکاشف پیچھے سے مجھے اس کی آواز سنائی دی کہاں جا رہے ہو تم میں نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا اور کہا اپنی نائیلہ کو ڈھونڈنے جا رہا ہوں۔ وہ بولی تم نائیلہ کو بھی نہیں ڈھونڈ سکتے وہ تمہیں بھی نہیں ملے گی اس کی بات سے مجھے یوں لگا کہ جیسے وہ جانتی ہے کہ میری نائیلہ کہاں ہے میں نے کہا صاف صاف کہو کیا کہنا چاہتی ہو پلیز مجھے بتا دو کہ نائیلہ کہاں ہے مجھے لگ رہا ہے کہ تم جانتی ہو کہ اس وقت نائیلہ کہاں ہے میں چپ ہو گیا اور وہ گہری سوچوں میں گھومتی کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ بولی کاشف یہ بتانا انسان کے لیے ایک عارضی ٹھکانہ ہے یہاں انسان اپنی زندگی کے چند دن گزارنے آتا ہے جب وہ دن پورے ہو جاتے ہیں تو موت اسے دبوچ لیتی ہے موت تو برحق ہے اس دینا میں جو بھی آیا ہے اس کی موت لازمی ہے آدم سے لے کر آج تک جیتے بھی انسان آئے ہیں انہوں نے موت کا ڈانٹہ پکھا ہے اور جو زندہ ہیں انہوں نے بھی چکھتا ہے اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئی میری نظریں مسلسل اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھیں وہ چل کر میرے قریب آئی اور میں اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگا چند ثانیے خاموش رہنے کے بعد وہ بولی۔

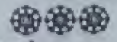
کاشف جو بات میں تمہیں بتانے جا رہی ہوں اسے تم بڑی ہمت اور حوصلے سے سننا میں جانتی ہوں کہ یہ بات سننے کے بعد تم پر قیامت ٹوٹ پڑے گی میں نے کہا جو کچھ کہتا ہے صاف صاف کہہ دو پہلیاں نہ بھجواؤ میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں مجھے مزید پریشان مت کر دو وہ بولی کاشف تمہاری نائیلہ اب اس دنیا میں نہیں

ہے وہ عالم ارواح میں پہنچ چکی ہے ک۔ ک۔ ک۔ کیا یہ تم کیا کہہ رہی ہو تم جھوٹ بول رہی ہو میری نائیلہ مجھے اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتی ہے میں نے چلا تے ہوئے کہا تو وہ بولی کاشف میری بات کا یقین کرو میں سچ کہہ رہی ہوں تمہاری نائیلہ واقعی تم سے بہت دور جا چکی ہے اب تم اس سے کبھی نہیں مل پاؤ گے میں چلایا تم مجھے قریب دے رہی ہو جھوٹ بول رہی ہو کہو اس کر رہی ہو میری نائیلہ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ زندگی بھر میرا ساتھ دے گی وہ مجھے یوں تباہ چھوڑ کر نہیں جاسکتی ہے تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے اپنی بات کو جابج ثابت کرنے کے لیے میں چپ ہو گیا وہ بولی ہاں میں ثابت کر سکتی ہوں کہ نائیلہ مر گئی ہے تم سامنے والی دیوار پر دیکھو اس نے کچھ پڑھ کر دیوار کی طرف پھوٹک ماری تو وہ دیوار ایک سگریٹ بن گئی اور اس پر ایک منظر ابھرنے لگا اس منظر کو دیکھ کر میری چیخ نکل گئی اور میں وہیں گر کر رہے ہوش ہو گیا۔

جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک کمرے میں بند پڑا ہوا تھا میرے پورے جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں میرے قریب وہی حسینہ بیٹھی ہوئی تھی اور میرے بالوں میں اپنے ہاتھوں سے کھینچ کر رہی تھی اسے دیکھتے ہی مجھے بے ہوشی سے پہلے والا منظر یاد آ گیا اور میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ منظر بار بار میری آنکھوں کے سامنے گھومتے لگا بار بار نائیلہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی تھی اس منظر میں اس کی لاش کی حالت بھی بہت خراب تھی اس کا سر کاٹا ہوا تھا اور جسم سے خون نچوڑ لیا گیا تھا اس کی لاش ایک بت کے قدموں میں پڑی ہوئی تھی ایک شیطان کا پجاری نائیلہ کے خون سے غسل دے رہا تھا کاشف جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب تمہارے رونے سے نائیلہ نے واپس تو نہیں آتا ہے اس لیے رونا بند کرو اور اپنے آپ سے عہد کر لو کہ تم نے نائیلہ کے قاتل سے انتقام لینا ہے اسے اسی طرح قتل کرو گے جس طرح اس نے تمہاری نائیلہ کو مارا ہے اتنا کہہ کر وہ حسینہ چپ ہو گئی مجھ نے کہا میرا اپنے آپ سے اور اپنی نائیلہ کی روح

سے وعدہ ہے کہ میں اس کے قاتل سے بدلہ ضرور لوں گا چاہے اس کے لئے مجھے اپنی جان ہی کیوں نہ قربان کرنی پڑے تم مجھے اس کے قاتل کا پتہ بتا دو میں اس کو جہنم میں پہنچا دوں گا۔

وہ حسینہ بولی ریلیکس کاشف ریلیکس۔ وہ صرف تمہارے ہی پیار کا قاتل نہیں ہے وہ میرے پیار کا قاتل بھی ہے اس نے جس طرح سے تمہاری نائیلہ کو قتل کیا ہے اسی طرح سے اس نے میرے فیصل کو بھی قتل کیا ہے میں کئی برسوں سے اس سے اپنے فیصل کا انتقام لینے کے لیے بے چین ہوں لیکن اب وہ وقت قریب ہے جب اس کی گردن میرے ہاتھوں میں ہوگی وہ چپ ہو گئی تو میں نے کہا تم نے اپنے بارے میں نہیں بتایا کہ تم کون ہو اور اس دوران جنگل میں اکیلی کیوں رہتی ہو اس نے ایک لمبی سانس خارج کی اور اپنی زندگی کی کہانی سناتے لگی۔



میرے دادا بہت ہی نورانی طاقتوں کے مالک تھے بہت سے جن بھوت چڑھلیں اور بدروحیں ان کے قبضے میں تھیں اس بات کا مجھے یچین سے علم تھا کہ میرے اور گرینڈ پاپا میں کافی انڈر سٹینڈنگ تھی میں زیادہ تر وقت انہی کے روم میں گزارتی تھی وہ مجھے جن بھوتوں کے قصے سنایا کرتے تھے جنہیں میں بہت شوق سے سنتی تھی مجھے جن بھوت دیکھنے کا بہت شوق تھا میں اکثر دادا سے کہتی کہ مجھے جن بھوت دکھائیں لیکن وہ میری بات کو بٹس کرنا ل دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ابھی تم چھوٹی ہو جن بھوت بہت ڈراؤنے ہوتے ہیں تم ان کو دیکھ کر ڈر جاؤ گی جب تم بڑی ہو جاؤ گی تو پھر میں تمہاری ملاقات جنوں بھوتوں سے اور چڑھلیوں اور بدروحوں سے بھی کروں گا ان کی بات سن کر میں دادا سے پوچھتی کہ میں کب بڑی ہوں گی تو وہ کہتے تھے تم بہت جلد بڑی ہو جاؤ گی مجھے بڑے ہونے کا بڑی شدت سے انتظار تھا میں جلد از جلد نیرنسانی مخلوقات سے ملاقات کرنا چاہتی تھی اس وقت میری عمر چند برس تھی جب پہلی بار دادا

نے مجھے ایک بھوت دکھایا تھا وہ بھوت بہت ڈراؤنا تھا اسے دیکھ کر میں بے ہوش ہو گئی تھی پورے دو دنوں بعد مجھے ہوش آیا تھا اس کے بعد میں جن بھوتوں سے بہت زیادہ ڈرنے لگی تھی میں جن بھوتوں کا نام سن کر بھی خوفزدہ ہو جاتی تھی میں نے دادا سے جن بھوتوں کے قصے سنتا بھی چھوڑ دیئے تھے دادا کو یہ سب اچھا نہ لگا۔ وہ مجھے بہادر بنانے کی کوشش کرنے لگے ان کی کوشش رنگ لائیں میں کچھ ہی عرصے میں بہت بہادر ہو گئی اب مجھے جن بھوتوں سے ڈرنے لگا تھا میں اکثر جن بھوتوں چڑیلوں بدروحوں سے ملتی تھی اور ان کے ساتھ سیر بھی کرتی تھی دادا کے غلام بھوتوں میں سے ایک بہت ہی حسین تھ وہ بالکل انسانوں جیسا تھا اس کا نام فیصل تھا میں اس کو پسند کرنے لگی تھی نہ جانے کیسے وہ میرے دل میں اترا گیا تھا میں اپنا اکثر وقت اسی کے ساتھ گزارنے لگی تھی وہ بھی مجھے بہت پسند کرتا تھا وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر ہواؤں کی سیر کرتا تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمارا بیار حریز بڑھتا چلا گیا۔

میں نے دادا کو بھی بتا دیا تھا کہ میں فیصل سے محبت کرنے لگی ہوں دادا تو فیصل کو پہلے ہی پسند کرتے تھے اب وہ انہیں اور اچھا لگنے لگا تھا میں بہت خوش تھی کہ میری زندگی بہت حسین ہو چکی تھی لیکن رفتہ رفتہ ایک بات پریشانی کا باعث بنتی چلی گئی دادا کی طبیعت دن بدن خراب ہوتی چلی گئی وہ روز بروز لاغر اور کمزور ہوتے جا رہے تھے کچھ ہی دنوں بعد ان کی حالت اس قدر بگڑ چکی تھی کہ وہ چلنے پھرنے سے بھی قاصر ہو گئے ہم نے ان کا بہت علاج کرایا پورے شہر کے ڈاکٹر زکوک دیکھا لیکن کسی ایک کو بھی سمجھ نہ آئی کہ ان کی بیماری کیا ہے۔ ایک دن دادا نے مجھے اپنے پاس بلایا وہ بہت پریشان دکھائی دے رہے تھے انہوں نے مجھے اپنے اس بیٹنے کے لیے کہا میں ان کے پاس بیٹھ گئی دادا بولے۔ حجاب میں آج ایک ذمہ داری تمہارے کندھے پر ڈالنے جا رہا ہوں میں اپنا شش تمہارے سپرد کر رہا ہوں تم جانتی ہو کہ میری حالت روز بروز خراب ہوتی جا رہی ہے اب تو میں اس

قابل بھی نہیں رہا کہ اٹھ کر بیٹھ سکوں مجھے لگتا ہے کہ میری موت بہت قریب ہے میں اپنی تمام طاقتیں تمہارے حوالے کرنا چاہتا ہوں حجاب میرے ساتھ وعدہ کرو کہ تم ان طاقتوں کو ناجائز کاموں میں استعمال نہیں کرو گی بلکہ صرف اور صرف حق اور انسانیت کی فلاح کے لیے استعمال کرو گی تمہاری جگہ صرف اور صرف حق کے دشمنوں سے ہو گی بیٹی اس دنیا میں قدم رکھنے کے لیے انسان کو بہت بہادر بننا پڑتا ہے میں کافی عرصے سے اسی کوشش میں تھا کہ تمہیں بہت دلیر اور بہادر بنا سکوں اور میں اپنے مقصد میں کامیاب بھی رہا ہوں تمہارے اندر کا خوف ختم ہو چکا ہے اور تم بہادر بن چکی ہو۔

حجاب بیٹی میں ایک بار پھر تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی طاقتوں کو ہمیشہ حق کے لیے استعمال کرنا اور کسی بھی قسم کے حالات پیدا ہو جائیں تم نے گھبراتا نہیں ہے ہر پریشانی میں صرف اور صرف اپنے رب سے مدد مانگنا اور اسی پر بھروسہ کرنا وہ بہت غفور الرحیم ہے وہ تمہاری مدد ضرور کرے گا بیٹی یہ لو اس پتھر میں ساری طاقتیں ہیں میرے تمام غلام جن بھوت چڑیلوں اور بدروحیں آج سے تمہاری غلام ہیں تم جب بھی اس پتھر کو روکی تو اس میں سے جن بھوت نکلیں گے اور پھر تم ان سے جو کام بھی چاہو کرو کر سکتی ہو اس پتھر میں فیصل بھی قید ہے اگر تم اسے اپنا جیون ساتھی بنانا چاہتی ہو تو اس کے لیے پہلے تمہیں فیصل کو آزاد کرنا ہو گا اس کے بعد ہی تم فیصل سے شادی کر سکتی ہو دادا نے وہ پتھر جو ان کے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا مجھے پکڑا دیا وہ سرخ رنگ کا ایک عجیب و غریب پتھر تھا اس سے پہلے میں نے وہ پتھر بھی نہیں دیکھا تھا دادا نے پتھر مجھے دینے کے بعد کچھ بڑھ کر مجھ پر چھوٹک ماری تو میرے اندر ایک عجیب سی پہچان پیدا ہو گئی مجھے اپنے آپ میں بہت تبدیلیاں محسوس ہونے لگیں میں اپنے آپ کو بہت بہادر محسوس کرنے لگی اچانک دادا کی گردن ایک طرف لڑھک گئی اور ان کی روح اس جہان فانی سے رخصت ہو گئی میں چیختے لگی اور دادا کی طرف دوڑی۔

دادا۔ دادا۔ آنکھیں کھولیں پلیز دادا آنکھیں کھولیں آپ ہمیں چھوڑ کر نہیں جاسکتے میری چیخوں کی آواز سن کر میں پاپا بھی دونوں آگئے دادا کی لاش کو دیکھ کر وہ بھی دھمازیں مار مار کر رونے لگے وقت گزرتا گیا شام کے وقت دادا کی لاش کو دفن کر دیا گیا دادا کے جانے کے بعد میں اپنے آپ کو تنہا محسوس کرنے لگی تھی فیصل کو میں نے آزاد کر دیا تھا اس کے باوجود وہ ہر وقت میرے پاس رہتا تھا وہ میری ہمت بڑھاتا ہے اس کی کوشش تھی کہ میں اس غم کے دریا سے باہر نکل آؤں جس میں میں دادا کے مرنے کے بعد گر گئی تھی فیصل کی کوشش رنگ لائیں اور میں کچھ عرصہ گزرنے کے بعد نارمل ہو گئی اور دادا کے مشن کو ایک بار پھر آگے بڑھانے لگی میں نے اپنے تین بھوت گاؤں کے لوگوں کی دیکھ بھال کرنے پر لگا دیئے وہ ہر وقت گاؤں میں انسانوں کے روپ میں گھومتے اور جس کسی انسان کو مشکل درپیش ہوتی وہ اس کی مدد کرتے تھے اگر گاؤں کے لوگ آپس میں جھگڑتے تھے تو بھوت ان کے درمیان صلح کروا دیتے تھے گاؤں کے لوگ ان تینوں کو فرشتے سمجھتے تھے۔

ایک رات ہمارے گاؤں سے ایک لڑکی غائب ہو گئی وہ لڑکی رات کو اپنے کمرے میں سوئی تھی لیکن صبح وہ وہاں موجود نہیں تھی ایک اور حیران کن بات یہ تھی کہ اس کے کمرے کا دروازہ بھی اندر سے بند تھا صبح جب اس کی ماں نے اسے جگانے کے لیے دستک دی تو اندر سے کوئی جواب نہ آیا ماں نے دوبارہ دستک دی لیکن پھر بھی کوئی جواب نہ آیا اس کے باپ اور بھائیوں نے کمرے کا دروازہ توڑ دیا لیکن یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ لڑکی اندر موجود نہ تھی رفتہ رفتہ یہ بات پورے گاؤں میں پھیل گئی ہر کوئی اس بارے میں اپنی اپنی رائے دے رہا تھا کوئی کہہ رہا تھا کہ اسے کوئی جن بھوت اٹھا کر لے گیا ہے میں نے اپنے ایک بھوت کو اس کام پر لگایا کہ وہ معلوم کرے کہ وہ لڑکی کہاں چلی گئی ہے لیکن جب وہ لوگ تو وہ اس قابل ہی نہ تھا کہ مجھے کچھ بتاتا وہ بہت ڈرتا تھا اس کے جسم سے دھواں اٹھ رہا تھا پھر اس کا پورا

جسم دھواں بننے لگا اور وہ دھواں میں تحلیل ہو گیا میں اس کی اس حالت سے بہت پریشان ہوئی نہ جانے اسے کیا ہوا تھا میں نے فیصل کو جب اس بات سے آگاہ کیا تو وہ بھی بہت پریشان ہوا وقت گزرتا گیا۔

اگلی رات ایک اور لڑکی گاؤں سے غائب ہو گئی اور پھر ایسے ہی ہونے لگا ہر رات ایک لڑکی گاؤں سے غائب ہونے لگی میں نے اپنے تمام غلام جن بھوت چڑیلوں اور بدروحیں گاؤں کی غمرانی پر لگا دیں لیکن پھر بھی کچھ بھی پتہ نہ چل سکا کہ آخر ہر روز لڑکیاں کہاں غائب ہو جاتی ہیں۔

ایک رات میں اپنے کمرے میں سوئی ہوئی تھی کہ مجھے محسوس ہوا جیسے کوئی میرے قریب موجود ہے میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی میرے قریب ہی ایک انسان کھڑا تھا اس کی شکل کافی عجیب تھی چہرہ جھریوں سے بھرا تھا کالا سیاہ رنگ تھا قد اٹھ فٹ لمبا تھا اس نے ایک کالے رنگ کا لباس پہن رکھا ہوا تھا جس پر سفید رنگ کی کی کھوپڑیاں دکھائی دے رہی تھیں گردن میں لالہ تھی اس شخص کو دیکھ کر میرا جسم خوف سے تھر تھرا کھینے لگا مجھے خائف دیکھ کر وہ بھی ایک شخص مسکرایا اور بولا حجاب تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا میں تو تمہیں ایک آفر کرنے آیا ہوا اگر تم میری آفر قبول کر لو تو تم پوری دنیا پر راج کرو گی لیکن اگر تم نے میری آفر کو ٹھکرا دیا تو پھر میں تمہارا دشمن بن جاؤں گا اور تمہیں کبھی چین سے نہیں بیٹھنے دوں گا اتنا کہہ کر وہ کاموش ہو گیا تو میں نے کہا۔ آفر کیسے آفر میں تمہاری بات کبھی نہیں ہوتی کہو جو کچھ بھی تمہیں کہنا ہے میں اپنے خوف پر کافی حد تک قابو پا چکی تھی وہ بولا میں شیطان کا پیجاری ہوں میرے شیطان آقا نے مجھے بہت سی ہتھکڑیاں دے رکھی ہیں میں پوری دنیا پر حکومت کرنا چاہتا ہوں لیکن یہ کام میرے بس میں نہیں ہے۔ اس کے لیے مجھے تمہارے ساتھ کی ضرورت ہے اگر تم میرا ساتھ دو اپنی طاقتوں کو میری طاقتوں میں شامک کرو تو ہم پوری دنیا پر شیطان آقا کی حکومت قائم کر سکتے ہیں وہ چپ ہو گیا تو

میں چٹکھارتے ہوئے بولی میں لعنت بھیجتی ہوں تم پر بھی اور تمہارے شیطان آقا پر بھی میری طاقتیں صرف اور حق کیساتھ ہیں میں نے اپنے دادا سے یہ طاقتیں صرف اور صرف تم جیسے شیطانوں کو قسم کرنے کے لیے لی ہیں میں آج سے تمہاری دشمنی ہوں میں بہت جلد تم کو قسم کروں گی۔

میری بات سن کر وہ مسکرا دیا اور طنز یہ لکھ میں بولا تم مجھے قسم کرو گی شاید تمہیں میری طاقتوں کا اندازہ نہیں ہے اگر میں جاہلوں تو میں کھڑے کھڑے تمہاری جان لے سکتا ہوں لیکن نہیں میں ایسا نہیں کروں گا میں تمہیں تڑپاڑپا کر ماروں گا میں تمہاری دشمنی کو قبول کرتا ہوں آج سے ہم دونوں دشمن ہیں اور ہاں ایک بات اور تمہیں بتانا چلوں تمہارے گاؤں سے جو لڑکیاں غائب ہو رہی ہیں انہیں غائب کرنے والا میں ہی ہوں میں بہت جلد تمہارے پورے گاؤں کو ختم کر دوں گا بابا بابا۔ اتنا کہتے ہی وہ غائب ہو گیا اور میں سوچوں کی دنیا میں گم ہو گئی اس شیطان کے پیجاری نے مجھے پریشان کر دیا تھا وہ واقعی بہت طاقتور تھا میری طاقتیں اس کی طاقتوں کے سامنے بے بس تھیں۔ وہ ہر روز گاؤں سے ایک لڑکی غائب کر کے لے

جاتا تھا اور میری غلام چڑیلوں بدروحوں اور جنوں بھوتوں کو ہوا بھی نہ لگنے دیتا تھا اس سے یہی بات سامنے آتی تھی کہ وہ میری طاقتیں سے زیادہ طاقتور ہے میں نے اس سرخ پتھر کو ہاتھ پر رگڑا جس میں میری طاقتیں تھیں اس میں سے جن بھوت نکل کر میرے سامنے ظاہر ہونے لگے میں نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس شیطان کے پیجاری کے بارے میں معلوم کریں کہ وہ کون ہے کہاں رہتا ہے اور کتنا طاقتور ہے میری بات سننے کے بعد وہ سب غائب ہو گئے میں اسی شیطان کے پیجاری کے بارے میں سوچنے سوچنے لگی۔ اگلی صبح میری آنکھ کھلی تو میرا ایک غلام بھوت میرے پاس کھڑا تھا میں نے اس سے اس شیطان کے پیجاری کے ٹھکانے کے بارے میں پوچھا تو اس بھوت نے مجھے بتایا کہ اس

لگے جہاں سے وہ آواز سنائی دی تھی لیکن ہمیں کوئی بھی نہ دکھائی دیا ہم نے اس آواز کو نظر انداز کر دیا اور ایک بار پھر آگے بڑھنے لگے۔

ہم سب زمین پر اتر چکے تھے اور پیدل چل رہے تھے میں درمیان میں مگی بانی سب میرے ارد گرد تھے اور آگے پیچھے تھے اچانک میرے آگے جو دو چڑیلیں تھیں انہیں آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ وہ پیچھے کی جانب دوڑیں وہ بہت زور زور سے چی رہی تھیں آگ مسلسل ان کو جلائے جا رہی تھیں ان کو دیکھ کر باقی سب پریشان ہو گئے کچھ ہی دیر بعد آگ نے ان کے جسموں کو جلا کر راکھ بنا دیا تھا یہ نہیں انہیں کیا ہوا تھا کس نے انہیں آگ لگائی تھی میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا میں وہیں کھڑی اس کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ ایک اور بھوت آگے بڑھا وہ جب اس جگہ پہنچا جہاں چڑیلوں کو آگ لگی تھی تو وہ بھی جلائے لگا اور پیچھے کی جانب دوڑا جب میری نگاہ اس پر پڑی تو اسے بھی آگ لگی ہوئی تھی چند ہی لمحوں بعد اس بھی آگ نے جلا کر راکھ بنا دیا تھا میں اس صورتحال سے پریشان ہو گئی تھی پہلے دو چڑیلیں جل کر خاک ہو گئیں اور پھر بھوت کا بھی وہی حال ہوا مجھے لگ رہا تھا کہ اس جگہ ضرور کوئی جادو کی چیز ہے جو وہاں جانے والے کو جلا دیتی ہے لیکن وہ چیز دھاتی نہیں دے رہی تھی۔ ایک بار پھر آواز سنائی دی۔

آگے مت بڑھنا ورنہ تم سب کا بھی وہی حال ہوگا جو تمہارے ساتھیوں کا ہوا ہے میں نے اپنے اندر ہمت پیدا کی اور کہا کون ہو تم سامنے کیوں نہیں آتے ہو اگر ہمت ہے تو سامنے آؤ چھپ کر بزدلوں کی طرح دار کیوں کرتے ہو میں خاموش ہو گئی اچانک اسی جگہ دھواں دکھائی دینے لگا جہاں سے آواز سنائی دی تھی پھر اس دھواں نے ایک انسانی روپ دھارنا شروع کر دیا جلد ہی اس نے ایک انسانی شکل اختیار کر لی اور اس انسان کو دیکھ کر میں غصے میں آ پے سے باہر ہو گئی وہ حشام جادوگر تھا اس کے ہونٹوں پر ایک طنز مسکراہٹ تھی میں نے اپنے غلام جن بھوتوں کو حکم دیا کہ وہ حشام

جادوگر کو ختم کر دیں وہ سب اس کی جانب بڑھے اچانک حشام جادوگر نے کچھ بڑھ کر بھوک ماری تو بہت سے آگ کے گولے حشام جادوگر کے منہ سے نکلے وہ آگ کے گولے ہمارن طرف بڑھنے لگے جو بھی وہ گولے جن بھوتوں چڑیلوں اور بدروحوں سے نکلے وہ جل کر راکھ ہو گئے ایک گولا میرے جسم سے بھی ٹکرایا تھا لیکن یہ نہیں کیوں آگ نے مجھے نہ جلا یا تھا میرے تمام ساتھی ختم ہو چکے تھے اور میں بالکل تھراہ گئی تھی میں تو وہاں حشام جادوگر کو ختم کرنے کی تھی لیکن میں خود ہی بے بس ہو گئی تھی مجھے لگ رہا تھا کہ حشام جادوگر مجھے بھی ختم کر دے گا۔

دیکھ لی میری طاقت مجھ سے دشمنی لے کر تمہیں کیا حاصل ہوا حشام جادوگر نے کہا اور جواب طلب لگا ہوں سے میری جانب دیکھنے لگا میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا مجھے خاموش دیکھ کر وہ دوبارہ بولا حجاب تمہارے پاس اب بھی وقت ہے تم اگر میرا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو جاؤ تو میں جو طاقتیں تم نے کھودی ہیں اس سے کئی گنا زیادہ تمہیں دوں گا میری اس رات والی آفرمان لو میرا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو جاؤ پھر تم اس دنیا پر راج کر سکی وہ چپ ہو گیا میں نے کہا میں آج بھی اپنی بات پر قائم ہو میرا فیصلہ آج بھی وہی ہے جو پہلے تھا میں تمہارا ساتھ ہرگز نہیں دے سکتی میں نے ہر حال میں حق کی راہ پر چلنے کی قسم کھا رکھی ہے میں چپ ہو گئی تو وہ قہقہے لگاتا ہوا بولا رہی جل گئی پر تل نہیں گیا تھر کوئی بات نہیں میرا نام بھی حشام جادوگر ہے میں بہت جلد ہی تمہیں اپنا ساتھ دینے پر آمادہ کر لوں گا وہ چپ ہو گیا اور کچھ سوچنے لگا تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ اس کی زبان حرکت میں آئی اور وہ کہنے لگا۔ اب تمہارے پاس یہاں سے واپس جانے کا بھی کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ تمہارے وہ ساتھی جو تمہیں یہاں لے کر آئے تھے وہ اب اس دنیا میں نہیں رہے ہیں تمہارا شہر یہاں سے ہزاروں میل دور ہے اور ویسے بھی تم واپس کا راستہ بھی نہیں جانتی ہو اس لیے تم بھی واپس نہیں جاسکتی تمہارے

لیے بہتر یہی ہے کہ تم میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو جاؤ اور میرے ساتھ جنگل میں چلو میں نے کہا میں نہ تو تمہارا ساتھ دوں گی اور نہ ہی تمہارے جنگل میں جاؤں گی مجھے میرے اللہ پر پورا بھروسہ ہے وہ ضرور کوئی میری مدد کرے گا۔

میری بات سن کر حشام جادوگر قہقہہ لگانے لگا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ غائب ہو گیا میں نے اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا کی اور واپس چل پڑی اچانک مجھے اپنے دادا کی آواز سنائی دی وہ مجھے ہی بلارہے تھے آواز میری بیک سائیڈ سے سنائی دے رہی تھی میں نے جیسے مڑ کر دیکھا تو حیران رہ گئی وہاں واقعی میرے دادا کھڑے تھے دادا آپ میں نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو وہ بولے ہاں میں تمہارا دادا ہی ہوں میں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں میری بات غور سے سنو میں ان کے قریب چلی گئی وہ چپ ہو گئے جی دادا جی کیسے میں آپ کی ہر بات سن رہی ہوں میں نے کہا تو وہ بولے۔ حجاب میں جانتا ہوں کہ فیصل کی موت نے تمہیں بہت دکھی کر دیا ہے اور تم ہر صورت میں حشام جادوگر سے بدلہ لینا چاہتی ہو حشام جادوگر صرف تمہارا ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کا دشمن ہے وہ اب تک ہزاروں انسانوں کی اپنے شیطان آقا کے سامنے جلی دے چکا ہے جی اس کا مرنا بہت ضروری ہے لیکن تم اکیلی اسے کیس مار سکتی ہو اس کے لیے تمہیں ایک ساتھی کی ضرورت ہوگی تمہیں اس کا انتظار کرنا ہوگا۔

اس لڑکے کا نام کاشف ہوگا اور وہ خود تمہارے پاس آئے گا کاشف کے پیار کو بھی حشام جادوگر ہی مارے گا وہ بھہرے تہاری طرح اپنے پیار کا انتقام لینے کے لیے بے چین ہوگا حشام جادوگر کو مارنے کے لیے کاشف کو چلے کرنا ہوگا کاشف لاش پر وہ لاش جس پر کاشف کو چلے کرنا ہوگا ہامون جادوگر کی کی سے ہامون جادوگر حشام جادوگر کا دشمن تھا وہ اپنی ایک غلطی کی وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا کاشف جب ہامون جادوگر کی لاش پر چلے کرے گا تو ہامون جادوگر کچھ عرصے کے لیے زندہ

ہو جائے گا وہ اس وقت کاشف کے کنٹرول میں ہوگا ہامون جادوگر کو اپنی طاقتیں بھی واپس مل جائیں گی اس طرح وہ آسانی سے حشام جادوگر کو مار سکتا ہے اور ہاں بیٹا تمہاری تمام طاقتیں بھی ابھی ضائع نہیں ہوئی ہیں وہ سرخ پتھر جو تمہارے پاس موجود ہے اس کی ابھی آدھی سے زیادہ طاقتیں باقی ہیں تم اس پتھر کو ہاتھ پر رکھ کر جو کام بھی کہو گی وہ ہو جائے گا دادا خاموش ہو گئے کچھ دیر چپ رہنے کے بعد وہ دوبارہ بولے حجاب میرا وقت پورا ہونے والا ہے اب مجھے واپس جانا ہے میں نے کہاں باتیں تمہیں بتائی تھیں جو بتا دیں۔ دادا آپ نے کہاں جاتا ہے میں نے کہا تو وہ بولے بیٹا تمہارے سامنے میرا جسم نہیں بلکہ روح کھڑی ہے تم جانتی ہو کہ میں مر چکا ہوں میں بس تمہاری مدد کرنے آیا ہوں اب مجھے واپس جانا ہے۔

دادا آپ نے یہ نہیں بتایا کہ کاشف مجھے کہاں ملے گا اور ہاں ہامون جادوگر کی لاش کہاں ہے اور کاشف لاش پر چلے کیسے کرے گا۔ دادا بولے آنکھیں بند کر لو میں تمہیں اس جگہ لے چلتا ہوں جہاں کاشف تمہارے پاس آئے گا میں نے آنکھیں بند کر لیں کچھ دیر بعد دادا کی آواز سنائی دی آنکھیں کھول دو میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو میں ایک جنگل میں کھڑی تھی دادا بولے گئے حجاب سرخ پتھر کو اپنے ہاتھ پر رکھ کر کہنا کہ وہ جس میں ہامون جادوگر کی قبر کے پاس لے چلے تو کچھ ہی دیر بعد وہ سرخ پتھر اور کاشف ہامون جادوگر کی قبر کے پاس پہنچے جاؤ گے۔ پھر تم اس قبر کو کھودنا اس میں ہامون جادوگر کی لاش ہوگی اور لاش کے نیچے ایک صفحے پر ایک تحریر ہوگی جس میں چلے گا طریقہ کار لکھا ہوا ہوگا اور کاشف تمہیں اسی جگہ پر ملے گا جہاں ہم کھڑے ہیں تم یہاں سرخ پتھر کو حکم دے کر ایک جادو کا گھر بنا لو اور کاشف کا انتظار کرو اسے آنے میں شاید کچھ وقت لگے جب تک تم یہیں رہو اور اپنی طاقتوں کو بڑھانے کی کوشش کرو تاکہ تم بھی حشام جادوگر کو ختم کرنے میں کاشف کی مدد کر سکو تمہیں جس چیز کی بھی ضرورت ہو

سرخ پتھر کو حکم دینا وہ جس میں لاوے گا۔

اجنباب میں چلتا ہوں دادا نے کہا اور ان کی روح آسمانوں کی طرف اڑنے لگی میں سرخ پتھر کو ہاتھ پر رکھ کر حکم دیا کہ اسی جگہ میرے لیے ایک جادو کی گھر بناؤ کچھ ہی دیر بعد وہاں ایک گھر ظاہر ہوا اور میں اسی گھر میں رہنے لگی۔

کاشف میں پچھلے پانچ برسوں سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں آج تم آگے ہو تو میرا انتظار ختم ہو گیا ہے انشاء اللہ بہت جلد حشام جادوگر ہمارے قبضے میں ہوگا۔ اور ہم اسے تڑپا تڑپا کر ماریں گے وہ ایک بہت لمبی داستان سنانے کے بعد چپ ہو گئی اس کی کہانی سن کر مجھے علم ہوا کہ وہ میرے سے بھی زیادہ دکھی ہے۔ میں نے کہا میری نالہ کو بھی حشام جادوگر نے ہی مارا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی لاش کہاں ہے وہ بولی ہاں نالہ کو حشام جادوگر نے اپنے شیطان آقا کے قدموں میں قربان کر دیا ہے اس کی لاش اسی جنگل میں پڑی ہے جہاں حشام جادوگر رہتا ہے۔ میری آنکھوں کے سامنے بار بار نالہ کا مسموم چہرہ گھوم رہا تھا میرا جی چاہت تھا کہ اپنے آپ کو بھی ختم کر لوں لیکن مجھے حشام جادوگر کو ختم کر کے نالہ کی روح کو سکون دوں میری بات سن کر حجاب بولی کاشف تم ابھی بہت زخمی ہو ابھی تم چلے کر کے کی اجازت نہیں دوں گی تم آرام کرو میں آتی ہوں اتنا کہہ کر وہ اٹھ کر چلی گئی اور میں اس کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگا کافی دیر بعد وہ واپس آئی اس کے ہاتھ میں کھانا تھا میرا کچھ بھی کھانے کوئی نہیں چاہ رہا تھا بس نالہ کی یاد سامنے جاری تھی حجاب نے اصرار کیا تو مجبوراً مجھے کھانا کھانا پڑا اس کے بعد حجاب چلی گئی اور میں سو گیا۔

ایک ہفتے بعد میری صحت کچھ ٹھیک ہوئی زخم کافی حد تک بھر گئے تھے حجاب ہر روز میرے زخموں پر دوائی لگاتی اور پی کرتی تھی جس کی وجہ سے میری حالت بہتر ہوتی چلی گئی میں نے حجاب سے کہا کہ مجھے ہامون جادوگر کی قبر کے پاس لے چلے اس نے سرخ پتھر اپنے

ہاتھ پر رکھا اور اسے حکم دیا کہ ہمیں ہامون جادوگر کی قبر کے پاس لے چلے۔ ہمیں ایک جگہ لگا اور ہمارے دھار تاریکیوں میں ڈوبتے چلے گئے جب ہم ہوش کی دغا میں واپس آئے تو ہم ایک دیرانے صحرا میں کھڑے تھے ہمارے قریب ہی ایک قبر تھی حجاب نے سرخ پتھر کو ہاتھ پر رکھا اور حکم دیا کہ ہمیں قبر کو کھودنے کے اوزار مہیا کرے تو ہمارے قریب ہی قبر کھودنے کے اوزار نمودار ہوئے اور میں قبر کھودنے لگا حجاب بھی اس کام میں میری مدد کر رہی تھی میں نے اپنا بیچین گاؤں میں گزارا تھا اور اکثر کاموں میں لوگوں کی مدد کیا کرتا تھا۔

ہمارے گاؤں میں گورنر نہیں ہوتا تھا لوگ خود ہی اپنے رشتہ داروں کی قبریں کھودتے تھے پورے گاؤں ان کی مدد کرتا تھا بس نے بھی کئی بار گاؤں والوں کے ساتھ قبر کھودوائی تھی اس لیے مجھے قبر کھودنے کا تجربہ تھا میں نے بہت تیزی سے قبر کھودی قبر میں سے ایک تابوت نکلا میں نے اسے تابوت کو کھولا اس میں ایک لاش دفن تھی میں نے لاش کو تابوت سے باہر نکالا وہ لاش ایسی دکھائی دے رہی تھی کہ جیسے اسے ابھی دفن کیا گیا ہے ایک لمحے کے لیے میں نے سوچا کہ شاید زندہ ہے میں نے اس کی نبض چیک کی وہ زندہ نہیں تھا میں نے تابوت کے اندر نگاہ ڈالی تو مجھے اس میں ایک کاغذ نظر آیا میں نے جبکہ کر وہ کاغذ اٹھایا اس میں چلے کا طریقہ لکھا ہوا تھا چلے گیارہ دنوں کا تھا چلے اسی قبر میں کرنا تھا جس سے وہ مردہ جادوگر نکلتا تھا چلے کے دوران مجھے مردے کو اپنے سامنے بٹھانا تھا ساتھ ساتھ منتر پڑھنا تھا اور اس پر چھوئیں بھی ماریں تھیں چلے سورج غروب ہونے کے بعد شروع کرنا تھا اور سورج طلوع ہونے سے قبل اختتام پزیر ہونا تھا اس کاغذ میں یہی باتیں لکھیں ہوئی تھیں اور آخر کار میں اس چلے کا منتر بھی یاد کرنے لگا جلد ہی وہ مجھے یاد ہو گیا ہم نے مردے کو قبر میں لٹایا اور گھر واپس آگئے میں نے اسی رات سے چلے شروع کر دیا کیونکہ میں جلد از جلد اس منحوس حشام جادوگر کا نام و نشان اس دنیا سے مٹا دینا چاہتا تھا وقت گزرتا چلا گیا شام کے

نے لہرانے لگے میں نے کھانا کھایا اور حجاب سے کہا کہ مجھے چلے والی جگہ پہنچا دے اس نے سرخ پتھر کو حکم دیا تو ہم بکھری دیر بعد چلے والی جگہ پر تھے میں نے جادوگر کی لاش کو قبر کے اندر بٹھا دیا اور خود اس کے سامنے بیٹھ گیا حجاب میرے قریب ہی کھڑی تھی اس کے چہرے پر ایک پیاری سی مسکراہٹ چھلی ہوئی تھی وہ بہت خوش تھی میں نے چلے والے منتر کو اپنے ذہن میں دہرایا کہ کہیں بھول ہی نہ گیا ہوں لیکن نہیں وہ مجھے اچھی طرح یاد تھا تھوڑی دیر بعد سورج غروب ہو گیا اور میں نے اپنا چلہ شروع کر دیا۔

میں چلے کا منتر پڑھتا چلا گیا اور ساتھ ہی ساتھ اس مردے پر پھونکیں مارنے لگا تب مجھے اس مردے سے خوف آنے لگا جوں جوں اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا میرے اندر کا خوف بھی بڑھتا جا رہا تھا مجھے یوں لگ رہا تھا کہ ابھی وہ مردہ اٹھے گا اور میری گردن دیوچ لے گا۔ ایک اور بات مجھے پریشان کیے جا رہی تھی کہ میں جوں جوں منتر پڑھ کر اس مردے پر پھونکیں مارتا جا رہا تھا اس کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہوتی جا رہی تھی پھر اس نے ایک روشنی کا روپ دھار لیا جو آہستہ آہستہ تیز ہوتی گئی میرے اندر کا خوف روشنی بڑھنے سے مزید گہرا ہوتا جا رہا تھا وقت گزرتا چلا گیا صبح ہو گئی میرا پہلے دن کا چلہ مکمل ہو گیا میں مردے جادوگر کو قبر میں لٹا کر خود باہر نکل آیا باہر حجاب میری منتظر کھڑی تھی وہ مجھے دیکھ کر مسکرا دی اور اس نے مجھے پہلے روز کا چلہ مکمل ہونے پر مبارکبادی اور ہم سرخ پتھر کے ذریعے دوبارہ اس کے طلسمی گھر آگے میں نے وضو کر کے فجر کی نماز ادا کی اتنے میں حجاب ناشتہ تیار کر چکی تھی ہم دونوں نے مل کر ناشتہ کیا مجھے خند آئی ہوئی تھی سو میں سو گیا۔

اس وقت سورج سر پر تھا جب میری آنکھ کھلی حجاب میرے قریب ہی بیٹھی ہوئی تھی اور پیار بھری نظروں سے میری جانب دیکھ رہی تھی کیا بات ہے حجاب مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو میں نے اس کی آنکھوں کی تاب نہ لاتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دی اور بولی مجھے تم

میں فیصل کی جھلک دکھائی دے رہی ہے مجھے یوں سوں ہوتا ہے کہ جیسے تم کاشف نہیں ہو بلکہ میرے فیصل ہووہ چپ ہو گئی میں بھی خاموش ہو گیا اس طرح دن گزر گیا اور رات کی تاریکی نے ایک بار پھر اپنی سلطنت قائم کر لی میں نے چلہ شروع کیا اس مردے کی آنکھوں سے نکلنے والی روشنی کل کی طرح آج بھی بڑھتی جا رہی تھی آہستہ آہستہ وہ روشنی اتنی تیز ہو گئی کہ مجھے اسکی آنکھوں میں دیکھنے میں مشکل پیش آنے لگی جی چاہتا تھا کہ میں اپنی نگاہیں اس کی آنکھوں سے ہٹا لوں لیکن ایسا کرنے سے میرا چلہ ناکام ہو جاتا تھا اور اس طرح میں اپنی نائیلہ کا انتقام حشام جادوگر سے بھی نہیں لے پاتا۔

آج کا چلہ پچھلی رات سے زیادہ مشکل تھا اس مردے کی آنکھوں کی روشنی آہستہ آہستہ اتنی تیز ہو گئی کہ اس سے پوری قبر روشن ہو گئی تھی قبر کے باہر سے یوں دکھائی دیتا تھا کہ جیسے قبر میں کوئی بلب جل رہا ہو اس روشنی کی وجہ سے میری آنکھوں سے پانی نکل رہا تھا اس کی آنکھوں سے نکلنے والی لائٹ ڈائریکٹ میری آنکھوں میں پڑ رہی تھی مجھے یوں لگ رہا تھا کہ میں چلہ مکمل نہ کر پاؤں گا میں ہمت ہارتا جا رہا تھا۔ وقت گزرتا جا رہا جا رہا تھا دوسری رات کا چلہ بھی مکمل ہو گیا آج بھی کل کی طرح حجاب میری منتظر تھی اس نے چلے کی کامیابی پر مجھے مبارکباد دی اور ہم واپس اس کے طلسمی گھر میں آگئے میں سے نماز پڑھی اور ہم دونوں نے ناشتہ کیا اور میں سو گیا آج میں سارا دن سویا رہا جب آنکھ کھلی تو سورج غروب ہونے کے قریب تھا نائیلہ نے مجھے کھانا لاد کر دیا میں نے کھانا کھایا نائیلہ نے سرخ پتھر کو حکم دیا کہ مجھے چلے والی جگہ پر پہنچا دے اس نے مجھے چلے والی جگہ پر پہنچا دیا میں قبر میں اترا جادوگر کی لاش کو اپنے سامنے قبر کے کنارے سے لیک لگا کر بٹھایا اور چلہ شروع کر دیا۔

آج میں جون جون چلے کا منتر پڑھ کر جادوگر کی لاش پر پھونکیں مارتا جا رہا تھا اسکا چہرہ روشن ہوتا جا رہا تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی روشنی بڑھتی جا رہی

تھی چلہ ختم ہونے تک وہ روشنی نہ بڑھتی تھی جی اس طرح تیسری رات بھی گزر گئی باہر نکلتا تو حجاب کو حسب معمول اپنا منتظر پایا اور پھر میں واپس اس کے ساتھ اس کے طلسمی گھر آیا اسی طرح دن گزرتے چلے گئے اور میرا چلہ کامیابی سے اپنی منزل کی جانب بڑھتا چلا گیا ہر روز جادوگر کے جسم کا ایک ایک حصہ روشن ہوتا چلا گیا اب میرا خوف بھی کافی حد تک کم ہو چکا تھا دسویں دن چلے کے اختتام پر جادوگر کا پورا جسم روشن ہو چکا تھا آج چلے کا گیارہواں دن تھا میں بہت خوش تھا کیونکہ اب وہ وقت زیادہ دور نہ تھا کہ مجھے ایک بہت طاقتور انسان بن جانا تھا اور سب سے بڑی خوشی اس بات کی تھی کہ مجھے اس قابل ہو جانا تھا کہ حشام جادوگر کو ختم کر سکوں۔ میں قبر میں اترا اور حسب معمول جادوگر کی لاش کو اپنے سامنے بٹھایا اور چلہ شروع کر دیا پہلا ایک گھنٹہ تو سکون سے گزرا کوئی غیر معمولی واقعہ رونما نہ ہوا پھر چاکل مردے کی آنکھوں میں حرکت پیدا ہو گئی وہ مجھے سر ہٹا پاؤں کھانے والی نظروں سے گھور رہا تھا آہستہ آہستہ اس کے باقی جسم میں بھی حرکت پیدا ہونے لگی اور پھر وہ کچھ ہی دیر بعد سانس بھی لینے لگا میں چلے کا منتر پڑھ کر کسکسل اس پر پھونکیں مارتا جا رہا تھا میں چاہتا تھا کہ جلد از جلد چلہ ختم ہو جائے کیونکہ میں اس جادوگر سے خائف تھا اس کے ارادے بہت خطرناک دکھائی دے رہے تھے مجھے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ ابھی اٹھ کر مجھ پر حملہ کر دے گا اور مجھے بار کر میرا خون پی جائے گا سورج نکلنے کے آثار دکھائی دینے لگے تھے۔

میرا چلہ بس تقریباً مکمل ہو چکا تھا میں بہت خوش تھا ایک بہت بڑی ہفتی میرے ہاتھ میں آنے والی تھی اچانک وہ اٹھ کھڑا ہوا اور میری جانب بڑھنے لگا میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی خوف سے میرا پورا جسم کانپنے لگا وہ دو قدم آگے بڑھا اور میرے بالکل قریب آ گیا میں نے چلے کا منتر پڑھتا بند کر دیا تھا سورج کی کرنیں زمین پر پڑنے لگیں تھیں میرا چلہ مکمل ہو چکا تھا میں اٹھ کھڑا ہوا وہ مردہ جادوگر میرے سامنے گردن

جھکائے کھڑا تھا میں نے اسے قبر سے باہر نکلنے کا کہا وہ باہر نکلا تو میں بھی باہر نکل آیا۔ آج بھی حجاب میرے انتظار میں کھڑی تھی وہ بہت خوش تھی اس نے ایک حسین مسکراہٹ کے ساتھ مجھے مبارکبادی میں نے ہامون جادوگر سے کہا کہ ہمیں گھر پہنچا دو اس نے ہمیں آنکھیں بند کرنے کو کہا میں نے اوز حجاب نے آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد ہامون جادوگر کی آواز سنائی دی آنکھیں کھول لو ہم نے آنکھیں کھولیں تو ہم حجاب کے طلسمی گھر میں موجود تھے حجاب نے ناشتہ تیار کیا میں نے فجر کی نماز ادا کی اور ساتھ ہی شکرانے کے نوافل بھی ادا کئے پھر میں نے اور حجاب نے مل کر ناشتہ کیا ہامون جادوگر ہمارے قریب ہی کھڑا ہوا ناشتہ کرنے کے بعد میں نے ہامون جادوگر کو حکم دیا کہ ہمیں حشام جادوگر کے جنگل میں لے چلو اس نے ہمیں ایک بار پھر آنکھیں بند کرنے کو کہا ہم نے آنکھیں بند کیں جب ہم نے آنکھیں کھولیں تو ہم ایک جنگل میں کھڑے تھے ہمارے ارد گرد ہر ایک شجر کی شاخوں والی پلائیں کھڑی تھیں وہ سب ہماری جانب بڑھ رہی تھیں میں پہلے تو خوفزدہ ہوا پھر جیسے ہی مجھے ہامون جادوگر کا خیال آیا میں کچھ سنبھل گیا میں نے ہامون جادوگر سے کہا کہ ان سب کو ختم کر دو میرا حکم سنئے ہی اس نے کچھ پڑھ کر پھوک ماری تو اس کے جسم سے روشنی کی شعاعیں نکلنے لگیں جوان بلاؤں کی طرف بڑھنے لگیں جب وہ شعاعیں بلاؤں سے ٹکرائیں تو ان کے جسم پانی بن کر زمین میں جذب ہو گئے۔

حشام جادوگر کہاں سے میں نے ہامون جادوگر سے پوچھا تو وہ بولا وہ یہیں نہیں ہو گا وہ اتنی جلدی ہمارے سامنے نہیں آئے گا پہلے وہ چھپ کر اپنی طاقتوں کے ذریعے ختم کرنے کی کوشش کرے گا اگر وہ کامیاب نہ ہو سکا تو پھر ہمارے سامنے آئے گا چلو اسے تلاش کرتے ہیں وہ چپ ہو گیا اور ایک جانب چلے لگا ہم بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے چلے گئے اچانک ہمیں ارشوں کا ایک ڈھیر دکھائی دیا زیادہ تر ارشوں کے جسم سے گوشت اتر چکا تھا اور وہ ڈھانچوں کی

شکل اختیار کر چکی تھیں لیکن کچھ لاشیں ایسی بھی تھیں جن کے جسموں پر ابھی گوشت باقی تھا ان لاشوں سے بہت گندی بدبو آ رہی تھی وہاں ایک منٹ رکنا بھی محال تھا ہم آگے بڑھنے لگے اچانک لاشوں کے اس ڈھیر میں مجھے ایک ایسی لاش دکھائی دی جسے دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے وہ لاش میری جان نالک کی تھی اس کا سر دھڑ سے الگ تھا میں بھاگ کر اس کی جانب لپکا میں ابھی اس ڈھیر سے تھوڑی دور ہی تھا کہ اس ڈھیر میں موجود لاشوں میں حرکت پیدا ہونے لگی اور وہ سب کی سب اٹھ کھڑی ہوئیں میں نے یہ خوفناک منظر دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں کاشف بھاگ کر ہمارے پاس آؤ۔

کچھ دیر بعد حجاب کی آواز سن کر میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے قریب ہی ان ڈھانچوں کو دیکھ کر میرا سانس رکتے لگا میں نے اللہ کا نام لے کر پیچھے کی جانب دوڑ لگا دی جلد ہی میں ہامون جادوگر اور حجاب کے پاس پہنچ چکا تھا ہامون جادوگر نے دوبارہ منہ میں کچھ بڑھا اور ان ڈھانچوں کی جانب پھوٹک ماری تو اس کے جسم سے ایک بار پھر روشن شعاعیں نکلیں اور ان ڈھانچوں نما لاشوں کی جانب بڑھنے لگیں جیسے ہی وہ روشن شعاعیں ڈھانچوں سے نکلیں ان کا جسم بھی پانی بن کر زمین میں جذب ہو گیا ایک خاص بات جو میں نے اس دوران نوٹ کی تھی وہ یہ تھی کہ جون جون ہامون جادوگر کے جسم سے روشن شعاعیں نکلتی جاری تھیں اس کے جسم کی روشنی جو چلنے کرنے سے پیدا ہوتی تھی کم ہوتی جاری تھی اس کا مطلب تھا کہ روشنی ہی ہامون جادوگر کی طاقت تھی اور وہ روشنی ختم ہونے کے بعد اس کا جسم دوبارہ مردہ ہو جاتا تھا اچانک ہماری نظر ایک کالی شکل والے آدمی پر پڑی وہ ہماری طرف آ رہا تھا اس کی شکل بہت بے ہنگام تھی چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا تھا قد آٹھ فٹ تھا اس کے چہرے سے دھشت لپک رہی تھی اسے دیکھتے ہی حجاب اور ہامون جادوگر کی آنکھوں میں چمک ابھری۔

وہ ہم سے کچھ دور رک گیا اور بولا حجاب آج تمہاری موت تمہیں میرے پاس پہنچ لائی ہے اس دن تو

تم میرے علاقے سے زندہ واپس چلی گئی تھی لیکن آج نہیں جاسکتی آج میں تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گا تم کیا تصدیق ہو کہ تم نے ہامون جادوگر کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے تو تم دونوں مجھے مار دو گے نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا تم دونوں کی طاقتیں میرے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں اب تم تینوں مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ اس سے پہلے کہ وہ ہم پر وار کرتا ہامون جادوگر نے کچھ بڑھ کر اس کی جانب پھوٹک ماری تو ہامون جادوگر کے جسم سے ایک بار پھر شعاعیں نکلیں اور حجاب جادوگر کی جانب بڑھنے لگیں جونہی وہ شعاعیں حجاب جادوگر کے جسم سے نکلیں اس کے منہ سے ایک دلخراش چیخ بلند ہوئی کچھ ہی دیر بعد اس کا جسم بھی پانی بن کر زمین میں جذب ہو گیا میری آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری تھے میں نے اپنی نالک کا انتقام لے لیا تھا وہ سیاہ شکل والا آدمی جو حجاب جادوگر تھا ختم ہو چکا تھا حجاب بھی بہت خوش تھی اس نے بھی اپنے فیصل کی موت کا انتقام لے لیا تھا۔ ہامون جادوگر بولا۔

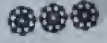
میرا وقت پورا ہو چکا ہے میں جس کام کے لیے زندہ کیا گیا تھا اب وہ مکمل ہو چکا ہے ابھی میرا جسم دوبارہ مردہ ہو جائے گا آپ مجھے اسی تابوت میں بند کر کے اسی قبر میں دفن دیجئے گا جہاں میں پہلے دفن تھا اس کے جسم کی روشنی کم ہونے لگی کچھ دیر بعد اس کے جسم کی تمام روشنی ختم ہو چکی تھی روشنی ختم ہوتے ہی وہ زمین پر گر گیا حجاب نے سرخ پتھر کو حکم دیا کہ ہمیں اس جگہ پہنچا دو جہاں ہامون جادوگر کی قبر ہے ہمارے دماغ تاریکیوں میں ڈوبتے چلے گئے جب ہوش آیا تو ہم ہامون جادوگر کی قبر کے قریب کھڑے تھے میں نے اور حجاب نے ہامون جادوگر کی لاش کو تابوت میں ڈالا اور قبر میں دفن کر دیا میں نے حجاب سے کہا کہ مجھے میرے گاؤں پہنچا دو گاؤں اس نے سرخ پتھر کو حکم دیا تو اس نے مجھے میرے گاؤں پہنچا دیا گاؤں والے میرے اور نالک کے لیے ریت پریشان تھے جب میں نے بتایا کہ نالک اب اس دنیا میں نہیں ہے تو ہر طرف ایک شور برپا ہو گیا

نالک کی امی اپنی یادداشت کو نہیں اسی شام نالک کا پابند نماز جنازہ ادا کیا گیا میں جنازہ پڑھ کر گھر واپس لوٹ رہا تھا میری آنکھوں سے اشک بہہ رہے تھے نالک بہت یاد آ رہی تھی میں اپنے آپ کو بالکل تنہا محسوس کر رہا تھا اچانک کسی نے پیچھے سے مجھے پکارا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حجاب تھی۔

حجاب تم یہاں کیسے میں نے کہا تو وہ بولی کاشف پڑ نہیں کیوں میں تمہارے بغیر رہ نہ سکی تمہارے آنے کے بعد میں اپنے آپ کو بہت تنہا محسوس کرنے لگی تھی مجھے لگتا ہے میں تم سے پیار کرنے لگی ہوں اسی لیے میں اب ہمیشہ ہمیش کے لیے تمہارے پاس آگئی ہوں پلیز کاشف مجھے اپنا لو میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں تمہیں ہمیشہ خوش رکھوں گی کبھی تمہیں نالک کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گی اس نے اپنا ہاتھ میری جانب بڑھا دیا میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور ہم دونوں گھر کی جانب چل پڑے

قارئین کرام یہ تو بھی کاشف کی زندگی کی داستان امید ہے کہ آپ کو پسند آئی ہوگی اس سے پہلے آپ میری بہت سی تحریریں پڑھ چکے ہیں میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری تحریروں کو پسند کیا اس دوران دوبارہ مجھ پر تنقید بھی کی گئی میں ان دونوں حضرات کو جواب دینا چاہتا ہوں مجھ پر پہلی بار تنقید وارث آصف خان نے کی انہوں نے تنقید میری پہلی سنوری پر کی تھی شعیب نیرازی نے طنز یہ انداز میں کہا تھا کہ میری سنوری ظالم جادوگر بچوں کے لیے اچھی تھی تو حجاب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں ابھی ہوں ہی بچہ میری عمر سترہ سال ہے اور سترہ سال کے انسان کا شمار بچوں ہی میں ہوتا ہے لہذا آئندہ میری سنوری کے بارے میں رائے دیتے وقت اس بات کو ضرور مانٹھ میں رکھنا باقی سب کا شکریہ ادا کرتا چاہتا ہوں کہ آپ نے میری سنوری کو پسند کر کے مجھے حوصلہ دیا کہ میں مزید کچھ سکون بخوشی عمران اید بھائی اور ریاض بھائی کے جون ۲۰۱۱ میں شائع

ہونے والے لیڈز نے میری ہمت بڑھائی میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ سب کے لیے اور خوفناک کے لیے کچھ نہ کچھ لکھتا رہوں گا اور آخر میں وارث آصف خان اور شعیب شیرازی آپ اب بھی شکریہ کہ آپ نے تنقید کر کے مجھے مزید محنت کرنے پر مجبور کر دیا ہے اب اجازت چاہوں گا۔ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے گا۔



ذکر الہی کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے لئے ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے بارے میں گمان رکھتا ہے۔

جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے اس وقت میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں۔

اگر وہ مجھے کسی جماعت میں بیٹھ کر یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

میرا بندہ اگر میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں۔

اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی جانب دوڑ کر آتا ہوں۔

☆ ختم

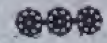
میت کے ساتھی

ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم:

میت کے ساتھ تین چیزیں جانی ہیں جن میں سے دو واپس آ جاتی ہیں اور ایک اس کا ساتھ دیتی ہے۔

میت کے اہل و عیال، اس کا مال، اس کے اعمال۔ چنانچہ اہل و عیال اور مال تو واپس لوٹ آتے ہیں اور عمل باقی رہ جاتا ہے۔

☆ ختم



کالی چٹان

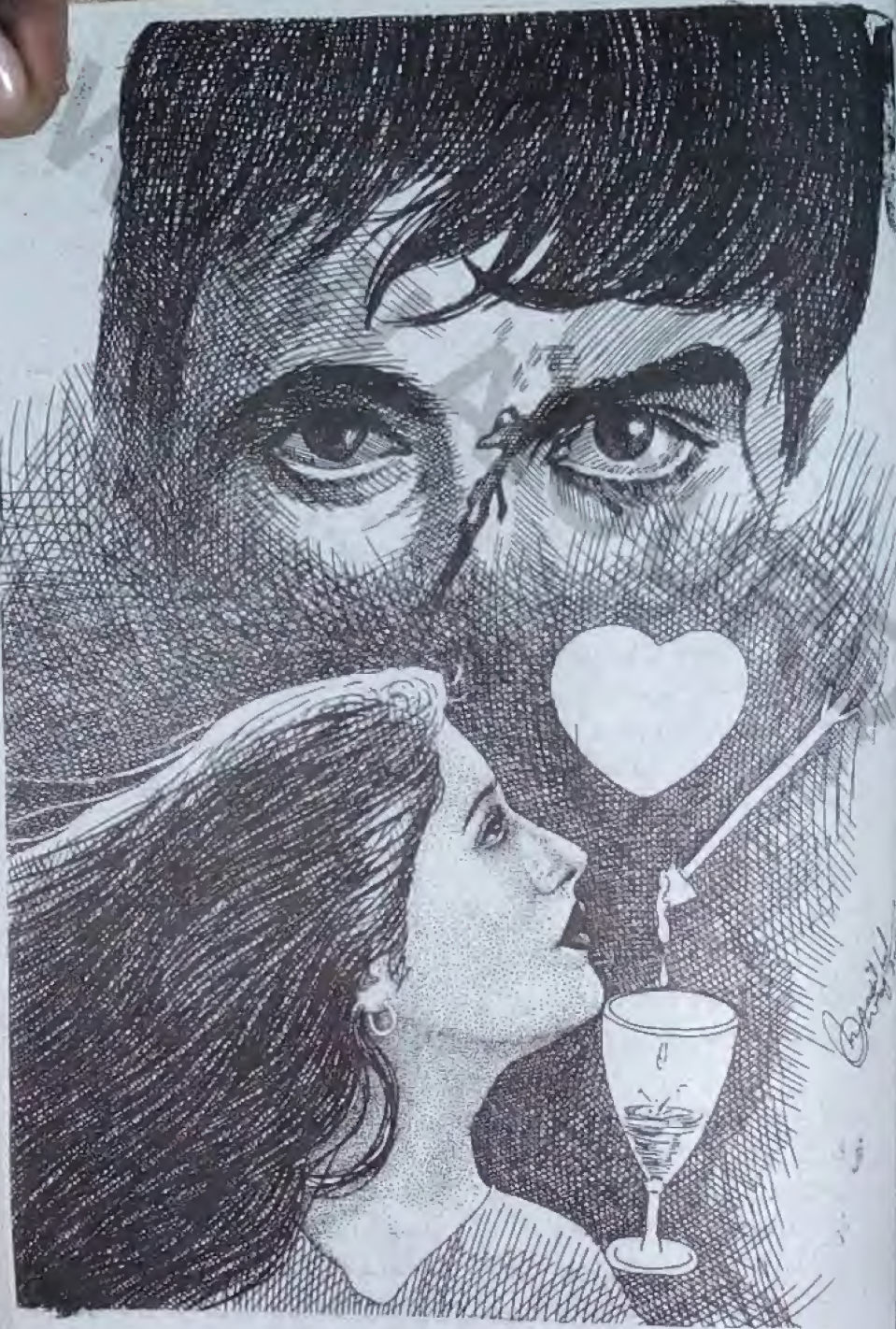
-- تحریر: قیصر جمیل پروانہ۔ ماموں کا بچن۔ 0333.8927285

ثاقب کوئی آرہا ہے شام نے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی ہے چلو بھاگو یہاں سے عرفان نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ تب میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ بولنے سے منع کر دیا اور کہا۔ عرفان خاموشی سے دیکھتے جاؤ۔ بولنا نہیں ہے اپنی یہاں موجودگی کا اسے احساس نہ ہونے دو میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا اتنے میں سفید کفن میں بیٹوں کوئی شخص آگ کے قریب آتا دکھائی دیا اسے دیکھتے ہی دل کو ایک جھٹکا لگا۔ لیکن ہمت نہ ہاری چپ چاپ بیٹھارہا اور اسے پہچاننے کی کوشش کرنے لگا لیکن ناکام رہا۔ اس کا پورا جسم سر نہ سفید کفن سے ڈھکا ہوا تھا چلتے ہوئے وہ آگ کے قریب آیا اور ہاتھوں میں آگ لے کر اس سے کھینے لگا۔ ثاقب بھو۔۔۔ بھوت۔۔۔ بھوت۔ اس کی یہ حرکت دیکھ کر عرفان جیسے ہی چیخ پڑا اور شاید یہ آواز اس نے بھی سن لی تھی آگ کو ایک طرف پھینکنے ہوئے ہماری طرف بڑھنے لگا۔ عرفان کے ساتھ ساتھ میرا جسم بھی کانپنے لگا۔ عرفان جو قرقر آتی آیا زبانی یاد ہوں وہ پڑھتے جاؤ۔ میں نے ڈرنے کے باوجود بھی اپنے حواس بحال رکھتے ہوئے کہا تب عرفان نے بلند آواز میں قرآنی آیات کی تلاوت شروع کر دی اس کے اس اقدام سے چلتا ہوا کفن پوش ایک جگہ ساکت ہو گیا۔ تب ہم نے قرآنی آیات کا ورد زبان پر جاری رکھتے ہوئے واپس دوڑ لگا دی وہ جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا ایک آواز میرے کانوں سے نکلانی ثاقب آج تو بچ کر نکل رہے ہو لیکن دوبارہ بھی نہ بچ سکو گے مجھے خون چاہیے انسانی خون اپنی خشک رگوں کو تر کرنے کے لیے انسان خون ہفت بعد ایک انسان کا خون پینا دل کھایا میرا جیون ہے اور میں اپنا جیون ختم نہیں ہونے دوں گا میں اپنی پیاسی رگوں کو ضرور تر کر دوں گا۔ یہ آواز میرے کانوں سے نکلا میں پھر خاموشی پھیل گئی۔ قریب کھڑے عرفان کی حالت غیر ہو گئی تھی شاید یہ آواز کا ظاہر ہونا برداشت نہیں کر پایا تھا۔ میں نے اسے منہ پھوڑتے ہوئے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا لیکن اس کی نظریں جیسے پھٹ گئی تھیں جسم جیسے بے جان ہو گیا تھا سانس لیے اس جلتی آگ کو گھورتا رہا۔ عرفان۔ عرفان۔ میں چیخا۔ اسے پکڑنا چاہا لیکن اس نے مجھے اٹھا کر ایک طرف پھینکا۔ اور مسلسل اس طرف بڑھنے لگا عرفان میں اتنی طاقت پہلے نہ تھی یہ نئی طاقت اس کی اپنی نہ تھی ضرور سایہ اس پر حاوی ہو گیا تھا۔ اسے مدہوش کر چکا تھا۔ تب میں نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔ سوتے لوگوں کو جگانا شروع کر دیا۔ لوگ ہاتھوں میں ڈنڈے لائیں میرے پاس جمع ہونے لگے وہ عرفان کو بچاؤ۔ اسے میں نے لڑکھرائی ہوئی آواز میں کہا لیکن عرفان سیاہ چٹان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جہاں جاتے ہی وہ اس چٹان کے چپھے غائب ہو گیا۔ جو ہمیں نہیں ملا۔ ایک دلچسپ اور شگنی خیر کہانی۔

حضرات ایک ضروری اعلان سننے اتنا کہتے ہی زور زور سے دھول بجنے لگا پھر بچتا ہی چلا گیا۔ مزیدوں۔۔۔ بوڑھوں کی دوڑیں اس دھول کی جانب

خونفک ڈائجسٹ 152

کالی چٹان



خونفک ڈائجسٹ 153

شمت اللہ کی فطرت تھی۔۔۔ آج وہ لڑکے سا بیٹا
جابر تھا یہ سب جانتے کے لیے چوہدری شمت اللہ
کے ذہن پر پہنچتا ضروری تھا ہر گھر کا ایک فرد وہاں
ذہن پر پہنچتا ہوا ایک اضطرابی کیفیت کا عالم تھا گو گوئی
شمت اللہ کی فطرت تھی۔۔۔ آج وہ لڑکے سا بیٹا
جابر تھا یہ سب جانتے کے لیے چوہدری شمت اللہ
کے ذہن پر پہنچتا ضروری تھا ہر گھر کا ایک فرد وہاں
ذہن پر پہنچتا ہوا ایک اضطرابی کیفیت کا عالم تھا گو گوئی

جس دروازے سے چوہدری شمت
لے برآمد ہوتا تھا اور اس نچے تک آتا تھا اسی روز میرا
دوست عرفان بھی میرے پاس تھا میں نے عرفان کا
بازو کھینچا اور کہا۔

چلو سنتے ہیں چوہدری صاحب کیا کہتے ہیں یہ
دستور یہ طریقہ تھا اس کے لیے بالکل نیا تھا لیکن اسے
اچھا لگا تھا وہ بھی خوشی خوشی ساتھ چلنے لگا لیکن یہ سب
کیوں ہو رہا تھا اس بات سے بالکل انجان تھا

ثاقب بتاؤ تو کسی یہ سب کیا ہے اس نے
منا۔۔۔ بھرے لہجے میں کہا۔
رات کو بتاؤں گا
میں نے تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کہا۔ جلدی
دیر سے پہنچے یہاں بہت کچھ ہو رہا تھا لہذا ڈیرے
پہنچتے ہی لوگوں کا ایک بہت بڑا ہجوم دیکھنے کو ملا

چوہدری صاحب چار پانچ سرفک ملازموں کے
درمیان حویلی سے نکل کر ڈیرے تک آئے۔ ایک نظر
وہاں کھڑے ہجوم پر ڈروائی شاید دیکھنا چاہتے تھے کہ
یہاں پہنچنے والے آدمیوں میں کسی آدمی کی کمی تو نہیں
ہے تب وہ بولے۔ یقیناً آپ بھی جانتے ہیں کہ جس
نے آپ سب کو یہاں کیوں جمع کیا ہے الفت جان کا
قل اس کا منتہی ہم اس کی نگاہی ہوئی آنکھیں اور اس
سے قبل دوئل مجھے یہ ہی انسان کے ہاتھوں قتل
نہیں لگتے بس یوں لگتا ہے کہ جیسے آسیب

چوہدری نے آج ذہن کئے جانے والے نوجوان
کی موت کا خدشہ ظاہر کئے ہوئے کہا آج چوہدری
صاحب کے لیے ان کی شخصیت میں رعونت دکھائی نہ
دی بلکہ ان کے لفظوں میں زیر کی دکھائی دی اور مردانہ

لے نظر آیا۔

جی چوہدری صاحب آپ نے درست کہا ہمیں
بھی یہی گمان گزر رہا تھا اور پھر گاؤں میں الفت جان کا
یہ پہلا قتل نہیں ہے ایک بزرگ نے چوہدری کی بات
کی تائید کرتے ہوئے کہا اللہ وسایا یہ چوہدری شمت
کا گاؤں ہے یہاں قتل ہو رہے ہیں اور شمت اللہ
اس وقت تک سکون کی نیند نہ سو سکے گا جب تک ان
کے قاتل کو آپ لوگوں کے سامنے سزا نہیں دے دیتا
چاہے وہ وحشی انسان ہو یا آسیب آپ سبھی کو جمع
کرنے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ چوہدری اس
باس ارد گرد پر نظر رکھیں کسی پر شک گزرے تو مجھے آگاہ
کردو ایک ماہ میں قتل اور قتلوں قتل کالی چٹان پر
ہوئے ہیں کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ نور دین
قتل ہوا کالی چٹان پر پڑا رہے ہم تو یہی خیال کرتے
رہے کہ وہ اپنی بیٹی کے پاس گیا ہے اس کی لاش گل
ہر چلی تھی تعین زدہ تھی اس پر حشرات کی بہتات تھی
پہنچائی نہ جاری تھی بہر حال تم لوگوں کے ذہن
میں کوئی بات ہو تو مجھے بتاؤ۔

چوہدری صاحب کی اس بات پر میں آگے بڑھا
اور کہا۔
چوہدری صاحب ایک بات میرے ذہن کو
جنمور رہتی ہے اگر حکم کریں تو اپنی سوچ کا اظہار
کروں ہو سکتا ہے کہ میری بات کچھ اثر رکھ سکے۔

ہاں ہاں ثاقب بیٹا بولو کیا بات تیرے دماغ
میں آئی ہے محل کر اظہار کرو چوہدری صاحب نے
دھیمے لہجے میں کہا
چوہدری صاحب بابا نور دین کے قتل کے بعد
میں خفیہ طور پر کالی چٹان پر جاتا رہا ہوں تاکہ جس طرح
اس وحشی انسان نے بابا نور دین کی لاش کو دو حصوں
میں منقسم کیا تھا بالکل اسی طرح اس کے ٹکڑے
کرسکوں لیکن چٹان کا ایک ایک کونا چھان مارا ہے
میں راتوں میں چمکتی روشنی میں بھی یہاں چٹان پر

ہے انسان کا وجود نہیں دکھائی دیا۔ سو اندازہ لگا لیا کہ
ہام انسان کا نہیں آسیب کا ہے غیر مرئی قوتوں کا ہے
یہاں گاؤں میں کسی علم والے کو لانا چاہیے اگر سایہ
ہو غیر مرئی قوتیں ہوں تو علم والا اسے جلا کر بھسم
کر سکے گا اور دوسری صورت میں اگر وہ سایہ نہ ہوا
کوئی گاؤں سے باہر کا آدمی ہوا تو ہر رات
دونوں جوانوں کی ڈیوٹی لگادی جائے کہ صبح ہو کر
گاؤں کی حفاظت کریں گاؤں سے لے کر کالی چٹان
تک کی نگرانی کریں

واہ بیٹا وہ داد دیتا ہوں تیرے دماغ کی لگتا ہے
میری طرح سبھی گاؤں والوں کو تیری یہ بات یہ خیال
دل کو بھایا ہوگا کیوں گاؤں والوں چوہدری شمت
اللہ نے گاؤں والوں سے پوچھا۔

ٹھیک ہے چوہدری صاحب ایسا ہی کرنا چاہئے
بلکہ آج ہی کرنا چاہیے۔

کیوں نہیں کریں گے کرم دین تم میری گاڑی
بکڑو اور شہر سے کسی علم والے کو بلا کر لاؤ۔ اور آج
رات دونوں جوان لڑکے اس گاؤں کی نگرانی کریں گے
آج ثاقب کی ڈیوٹی لگا تاہوں ثاقب بیٹا گاؤں
والوں میں سے کسی ایک کو ساتھ ملا لو۔

میں نے عرفان کا ہاتھ پکڑا اور کہا۔ چوہدری
صاحب شکمیرا دوست ہے کہ کوک شہر کا رہنے والا ہے
لیکن نڈر ہے طاقت ور بھی ہے میرے ساتھ آج یہ
گاؤں کی نگرانی کرے گا

ٹھیک ہے بیٹا آج تم دونوں نگرانی کو گے لیکن
ایک بات کا خیال رکھنا اگر کوئی کالی چٹان یا آگے چھپے
مطلوک انسان دکھائی دے تو اسے قتل نہیں کرنا بلکہ
اسے حویلی لانا ہے تاکہ اس کا منہ کالا کر کے گاؤں کا
ہر لگانے کے بعد اس کے جسم کے ٹکڑے کسے جائیں
چوہدری صاحب نے حکمانہ انداز میں کہا۔

جی چوہدری صاحب ایسا ہوگا۔
اچھا اب تم سب لوگ جاؤ چوہدری صاحب کی

اس بات پر لوگوں کا مجمع منتشر ہو گیا۔ عرفان نے
چہرے پر اضطرابی کیفیت نمایاں کی کہ یہ آسیب کیا
ہے تب اس نے پوچھ لی۔
ثاقب کی آسیب سایہ ان سب کا وجود ہے اس
بات پر میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

صرف ان کا وجود ہی نہیں بلکہ یہ چیزیں انسانی
زندگیوں سے کھینچی بھی ہیں انکی ہر چیز بھی کرتی
ہیں میں تو سمجھا تھا کہ یہ سب کالی کہانیاں ہوں
ہیں لیکن تیرے گاؤں آکر نہ ثاقب نے میں تو تیرے
ساتھ کالی چٹان پر نہیں جاؤں گا مجھے تو ڈر لگنے لگا ہے
خوفناک قسم کی داستانیں پڑھ پڑھ کر خوفزدہ ہو جاتا
ہوں اگر کوئی بھیاک چہرہ سامنے آ گیا تو کیسے دیکھ
پاؤں گا نہ بابا نے میں نہ جاؤں گا تیرے ساتھ مجھے تو
ابھی گاڑی پر سوار کرواد میں تیرے پاس چند دن
گزارنے آیا تھا کہ تیرے گاؤں کی سیر کروں گا
دیہاتی زندگی کو قریب سے دیکھوں گا کبھی کسی
گاؤں نہیں گیا تھا لیکن اب میں ایک ہل بھی نہیں
رکوں گا۔

عرفان کی باتیں سن کر میں ہنسے لگا اور کہا۔ شہر
میں بہت بولا کرتا تھا کالج میں جن بھوتوں کی باتیں
کر کے دماغ خراب کیا کرتا تھا اور اب۔ عرفان نے
میری بات کانٹے ہوئے کہا۔
ثاقب وہ صرف باتیں تھیں اور یہاں حقیقت
بس کہہ دیا ہے اس کو مجھے نہیں جانا کالی چٹان پر کالی
چٹان کتنا ڈرنا نام ہے یہ۔

حوصلہ رکھو پار میں تیرے ساتھ ہوں کچھ نہیں ہکا
اگر کوئی تجھے کچھ کہے گا تو تجھے لینا صبح کا سورج دوں
دیکھ سکے گا تیری لاش دیکھے گا اس کی اور کچھ کوئی میری
لاش سے گزر کر تجھ تک پہنچے گا۔ میں نے جڑوں
باتیں بنا کر عرفان کو مضامند کر لیا۔ تب وہ بولا۔

پارتم تو اپنے گاؤں کی شہ میں بہت تعریفیں کیا
کرتے تھے لیکن یہاں مجھے تو دور دور تک پہنچنے

ویرانوں اور سیاہ چٹانوں سے خوف آتا ہے اس کی بات پر میں نے کہا۔

یار عرفان دراصل ہمارا گاؤں ایک مثالی گاؤں تھا کالج کی چھٹیاں میں خود دو پہاڑوں میں گزارنا چاہتا تھا پھر تجھ سے جدا ہو کر جوئی گاؤں آیا تو پتہ چلا کہ بابا حاکم دیناں مل ہو گیا ہے اس سے مل بابا نور محمد قتل ہوا تھا گاؤں والوں کے چروں پر چھالی زردی دیکھ کر اوردان کی باتیں سن کر پہلے تو میں ڈرا لیکن پھر اس تاک میں رہنے لگا کہ جان سکوں کہ یہ گھناؤنا کھیل کون کھیل رہا ہے قتل کرنے کے بعد لاش کی بے حرشی کون کرتا ہے لیکن کچھ دکھائی نہیں دیا رات کو الفت جان قتل ہو گیا اس کی لاش میں خود کالی چٹان سے اٹھا کر لایا ہوں صبح دفن کیا ہے تم پر کچھ ظاہر نہ ہونے دیا کہ تم چند دن گزارنے آئے ہو میرا گاؤں دیکھنے آئے تھے بہر حال میری باتیں عرفان بڑی دلجوئی سے سنے جارہا تھا تب وہ بولا۔

ثاقب یہاں چند گھنٹوں میں بہت کچھ دیکھ چکا ہوں سنا کرتا تھا کہ گاؤں کے چوہدری جاگیردار بہت ظالم ہوا کرتے ہیں لیکن یہ چوہدری حشمت اللہ خوش طبع رعونت سے پاک اور زبردست انسان دکھائی دیا ہے اس کی بات پر میں چونکا اور کہا۔

تم نے درست سنا تھا یہ چوہدری بھی کبھی بہت سفاک اور وحشی انسان تھا اس کے اندر بھی رعونت بھری تھی ظلم و تعدی میں بہت بڑھ چکا تھا لیکن ان تین قتلوں نے اس کے غرور کو خاک میں ملا دیا ہے اپنے آپ کو بھی چٹان پر مردہ پڑا دکھائی دینے لگا تھا گلوں میں منقسم دیکھتے لگا تھا تب اس کا رعونت کا گھٹنہ ٹوٹ گیا۔ گاؤں والوں کے قریب ہو گیا یہاں کے لوگ کاذب نہیں ہیں راست باز ہیں حوصلہ مند ہیں اور ہمت ہیں گھر میں بیٹھے گاؤں والوں کی باتیں کرتے رہے کہ رات ہوئی اور اندھیرا چھا گیا جو گہرا ہونے لگا تو میں نے اپنا ہسٹول تیز دھار چاٹو

ٹارچ وغیرہ لی اور عرفان کو لیے کالی چٹان کی جانب بڑھنے لگا گاؤں کے سیاہ سناٹے سے ہر طرف۔ یہ چھائی خاموشی سے وہ خوفزدہ اور ڈراؤنا دکھائی دیا عرفان کیا بات ہے بولتے کیوں نہیں نے میں نے اس کی آنکھوں کے ذریعے دل کو پرکھتے ہوئے کہا۔

ہوں ہوں میری بات پر وہ چونک سا گیا ثاقب یار کیسے رہ پاتے ہو تم لوگ ایسی جگہوں پر شام ڈھلنے ہی قدم سناٹے کے ذریعے لڑکھڑانے لگتے ہیں آنکھوں کی چمک ماند پڑ جاتی ہے چپکٹی زبانیں تنگ ہو جاتی ہیں اس کی ڈر اور خوف میں بیٹھتی ہوئی آواز سن کر میں ہنسا۔

واہ دوست واہ تم اتنے بھڈے ہو کہ ہو سکتے ہو یہیں نہ جانتا تھا تم شہری لوگ گاؤں کی زندگی کو نہیں سمجھ سکتے شہر میں سوائے رونقوں کے اور کچھ اور کچھ عمارتوں کے اور ہے ہی کیا یہاں گاؤں میں دیکھ کر فضا میں ہیں ٹھنڈی ہوا میں ہیں لہراتے ہوئے سبزے ہیں دیکھی خوار کیس ہیں۔

وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن مجھے تو راتوں کا کالا سیاہ سناٹا خوفزدہ کئے جا رہا ہے اس نے میری بات کو درمیان میں ہی اچکتے ہوئے کہا۔ چلو واپس چلیں گھر جا کر آرام کرتے ہیں اس نے میرا ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا۔

عرفان عرفان یار بحث مت کرو حوصلہ سے کام لو کچھ نہیں ہوگا جہیں میں ہوں ناں تمہارے ساتھ ابھی یہ بات میرے منہ میں ہی تھی کہ وہ چلایا ثاقب وہ دیکھو آگ اس کا اشارہ کالی چٹان کی طرف تھا۔ مجھے بھی دور کالی چٹان پر چلتی ہوئی آگ دکھائی دی۔ تب میں نے کہا۔

عرفان لگتا ہے اس آگ کے پاس ضرور کوئی ہے میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا اس نے پوزے گاؤں میں وحشت پھیلا رکھی ہے بس تم چپکے چپکے

جہے پیچھے آتے جاؤ اب میری تمام تر توجہ آگ کی جانب تھی جو ابھی اور دم ہی نہیں گئی تھی جوں جوں ہم آگ بڑھتے گئے وہ ہلکی اور دم ہم آگ ایک بھڑکتی ہوئی آگ دکھائی دینے لگی

ثاقب لوٹ چلو واپس مجھے ڈر لگ رہا ہے ایسا لگتا ہے کہ جیسے کچھ ہونے والا ہے۔ عرفان نے چلتے چلتے خوف سے ہلکی آواز میں کہا

کچھ نہیں ہوگا عرفان میرے پیچھے پیچھے چلتے آؤ آگ سے کچھ دور چٹان کی ایک طرف ہم دونوں جھپ کر بیٹھ گئے ہماری نظریں کسی چہرے کی مستلشی تھیں لیکن آگ کے ارد گرد کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا عرفان اس سے قبل ان چٹانوں میں میں نے بھی کبھی آگ جلتی ہوئی نہیں دیکھی ہے آج میرا بھی پہلا موقع ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کیا یہاں چٹان کے پاس کون ہے کون لوگوں کو قتل کرتا ہے۔ کون جسموں کی چر بھاد کرتا ہے میں نے بھی اپنی ہمت و حوصلہ کو یکجا کرتے ہوئے کہا۔

ثاقب کوئی آ رہا ہے سنا تم نے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی ہے چلو بھاگو یہاں سے عرفان نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ تب میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ بولنے سے منع کر دیا اور کہا۔

عرفان خاموشی سے دیکھتے جاؤ۔ بولنا نہیں ہے اپنی یہاں موجودگی کا اسے احساس نہ ہونے دو میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا اتنے میں سفید کفن میں ملبوس کوئی شخص آگ کے قریب آتا دکھائی دیا اسے دیکھتے ہی دل کو ایک جھٹکا لگا۔ لیکن ہمت نہ ہاری یہ چاپ بیٹھا رہا اور اسے پہچاننے کی کوشش کرنے لگا لیکن ناکام رہا۔ اس کا پورا جسم سرخ سفید کفن سے ڈھکا ہوا تھا چلتے ہوئے وہ آگ کے قریب آیا اور اٹھوں میں آگ لے کر اس سے کھیلنے لگا۔

ثاقب بھو۔۔ بھوت۔۔ بھوت۔ اس کی یہ

کالی چٹان۔

حرکت دیکھ کر عرفان جیسے ہی جھپڑا اور شاید یہ آواز اس نے بھی سن لی تھی آگ کو ایک طرف پھینکتے ہوئے ہماری طرف بڑھنے لگا۔ عرفان کے ساتھ ساتھ میرا جسم بھی کانپنے لگا۔ عرفان جو جو قرآنی آیات زبانی یاد ہوں وہ پڑھتے جاؤ۔ میں نے ڈرنے کے باوجود بھی اپنے حواس بحال رکھتے ہوئے کہا تب عرفان نے بلند آواز میں قرآنی آیات کی تلاوت شروع کر دی اس کے اس اقدام سے چلتا ہوا کفن پوش ایک جگہ ساکت ہو گیا۔ تب ہم نے قرآنی آیات کا در زبان پر جاری رکھتے ہوئے واپس دوڑ لگادی وہ جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہا ایک آواز میرے کانوں سے گزرائی ثاقب آج تو بچ کر نکل رہے ہو لیکن دوبارہ کبھی نہ بچ سکو گے مجھے خون چاہیے انسانی خون اپنی خشک رگوں کو تر کرنے کے لیے انسان خون بہتہ بعد ایک انسان کا خون چٹا دل کھایا میرا جیون ہے اور میں اپنا جیون ختم نہیں ہونے دوں گا میں اپنی پیاسی رگوں کو ضرور تر کر دوں گا۔ یہ آواز اس میرے کانوں سے گزرائی پھر خاموشی پھیل گئی۔ قریب کھڑے عرفان کی حالت غیر ہو گئی شاید یہ آسب کا ظاہر ہوتا برداشت نہیں کر پایا تھا۔ میں نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا لیکن اس کی نظریں جیسے پھٹ گئی تھیں جسم جیسے بے جان ہو گیا تھا سانس لیے اس جلتی آگ کو کھورتا رہا۔

عرفان۔ عرفان۔ میں چیخا۔ اسے پکڑنا چاہا لیکن اس نے مجھے اٹھا کر ایک طرف پھینکا۔ اور مسلسل اس طرف بڑھنے لگا عرفان میں اتنی طاقت پہلے نہ تھی یہ نئی طاقت اس کی اپنی نہ تھی ضرور سایہ اس پر حاوی ہو گیا تھا۔ اسے مدد ہوش کر چکا تھا۔ تب میں نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔ سوتے لوگوں کو جگانا شروع کر دیا۔ لوگ ہاتھوں میں ڈنڈے لائیاں لیے میرے پاس جمع ہونے لگے وہ عرفان کو پچاؤ۔ اسے

میں نے لڑکھائی ہوئی آواز میں کہا لیکن عرفان سیاہ چٹان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جہاں جاتے ہی وہ اس چٹان کے پیچھے غائب ہو گیا۔ چٹان کا ایک ایک کونا چٹان مارا لیکن عرفان کہیں نہیں ملا عرفان کا غائب ہونا صرف میں نے ہی بلکہ پورے گاؤں والوں نے دیکھا تھک ہار کر واپس لوٹ آئے ذہن دماغ میں سوچوں کے پہاڑ اٹھائے خرابا خرابا چلتا واپس آنے لگا۔ کہ میں عرفان کے گھر والوں کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ عرفان کے آسب کے ہاتھوں قتل ہونے کی خبر کیسے سناؤں گا انہی سوچوں میں گھرا ہوا چٹارہ آنکھیں ترھیں پلٹیں بیگی ہوئی تھیں آنسوؤں کے قطرے گالوں کو بھگوتے ہوئے زمین بوس ہو رہے تھے

چوہدری صاحب میرا دوست قتل ہو گیا ہے اس سائے کے ہاتھوں چر بھڑا ہو گیا ہے۔ وہ میرا مہمان تھا شہر سے مجھ سے ملنے آیا تھا چوہدری کو دیکھتے ہی میں چیخ پڑا چوہدری صاحب نے میرے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا ثاقب بیٹے میں سب کچھ جانتا ہوں دوسرے لوگوں کی طرح تیرا دوست بھی اس گفن پوش کے ہاتھوں مارا گیا ہے لیکن اب جان گیا ہوں کہ انسانی زندگیوں سے کیلئے والا کوئی زندہ انسان درندہ نہیں ہے آسب سے جس طرح اس نے یہاں دہشت پھیلا رکھی ہے صبح ویسا ہی اس کا حال کریں گے عامل بابا کی خدمات حاصل کریں گے اس کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ کریں گے لیکن چوہدری صاحب کی باتیں میرے اندر حوصلہ نہ پیدا کر سکیں میرے بچے آنسوؤں کو خشک نہ کر سکیں رات بیت گئی صبح سویرے ہی میں اپنے دوست کو دوبارہ تلاش کرنے کی غرض سے کالی چٹان پر جا پہنچا وہاں چٹان پر عرفان کی دو جھونپڑیاں تھیں ہوئی لاش دیکھ کر میں چیخ کر اس اس سے لپٹ گیا عرفان عرفان میرے دوست اخویا میں تیرا دوست ہوں آنکھیں کھولو دیکھو کسی قدر لٹ گیا

ہوں بکھر گیا ہوں بولو یا ایک دفعہ کہہ دو کہ ثاقب یہ ایک خواب ہے سنا ہے لیکن یہ خواب نہ تھا سنا نہ تھا حقیقت تھی کافی دیر تک اس سے لپٹا رہتا ہمارا پھر اس کے جسم کے دونوں حصوں کو کندے پر اٹھائے لڑکھاتے ہوئے قدموں سے گاؤں کی جانب چلتے لگا جو بھی میرے کندھے پر عرفان کی لاش کو دیکھتا اس پر رقت طاری ہو جاتی چلتے چلتے میں چوہدری شہت اللہ کے ڈیرے پر جا کر عرفان کی لاش کو رکھ دیا اور پینچا۔

چوہدری صاحب میں اسکے ماں بپ کو کیا جواب دوں گا کیسے ان کی لاش ان تک پہنچاؤں گا وہ مجھے قاتل کہیں گے۔ کچھ نہیں ہوگا بیٹا تمہیں کھ نہیں ہوگا تیرے ساتھ میں تو کیا پورا گاؤں جائے گا اس کی موت کا کوئی قاتل نہیں ہے اسکو گاؤں والوں نے نہیں مارا ہے یہ کام میں خود سنبھال لوں گا پھر فوری گاڑی کا انتظام کی گیا اور عرفان کی لاش شہر اس کے گھر پہنچائی گئی وہاں کبرام پر رہا ہو گیا۔ بھی گھورنے والی نظروں سے مجھ دیکھنے لگے مجھے اس کا قاتل سمجھنے لگے عرفان کی ماں نے میرا گریبان پکڑ لیا اور چلائی ہوئی بولی ثاقب یہ تم نے کیا کر دیا ہے اپنے ہاتھوں سے اپنے دوست کو قتل کر دیا ہے وہ تو بہت خواہش بہت تمنا میں لئے تیرے پاس گیا تھا لیکن تو قاتل ہے میرے بیٹے کا قاتل عرفان کی ماں جذباتی انداز میں چیختے ہوئے روتے ہوئے بولی۔

چوہدری صاحب آگے بڑھے اور عرفان کے علاوہ گاؤں میں ان قتلوں کے بارے میں انہیں آگاہ کیا۔ جنہیں گاؤں نے مل کر قبر میں اتارا تھا انہیں مطمئن کیا بالآخر اسے بھی سپرد خاک کر دیا گیا میں نے عرفان کی قبر پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کیا کہ جب تک اس گفن پوش کا خاتمہ نہ کر لوں گا جین سے نہ بیٹوں کا شہر سے ہی عامل کو ساتھ لیا گیا اور گاؤں آگئے عامل نے اس علم سے بتایا کہ وہ گفن پوش ہفتے میں ایک بار ظاہر

ہوتا ہے اور انسانی خون سے اپنی خشک رگوں کو تر کرتا ہے اور اپنی روح کو تقویت پہنچاتا ہے یہ ہفتہ گزارنا میرے لیے صدیوں برابر تھا ہر رات کالی چٹان پر جاتا وہاں پہنچ کر چیتا چلا گفن پوش کو پکارتا لیکن کچھ نظر نہ آتا ایک رات میں کالی چٹان کے ابھی قریب ہی پہنچا تھا کہ مجھے چلتی ہوئی آگ دکھائی دی یہ آگ دیکھتے ہی میں واپس گاؤں آیا بزرگ کو ہمراہ لیا اور دوبارہ کالی چٹان تک پہنچا دور سے ہی ہمیں آگ کے ساتھ کھیلتا ہوا وہ گفن پوش دکھائی دیا تو بزرگ نے آنکھیں بند کر لیں اور پڑھنے لگا کافی دیر تک پڑھتے رہنے کے بعد بولا۔

ثاقب یہ میرے علم سے باہر ہے میں کسی بھی صورت اسے تھیر نہیں کر سکوں گا اس پر غلبہ نہ پاسکوں گا واپس لوٹ جاؤ ابھی یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک آواز میرے کانوں سے نکلی۔

ثاقب تمہیں کہا تھا ناں کہ تم دوبارہ مجھ سے نہ بیچ پاؤ گے آج تیری باری ہے یہ لفظ سنتے ہی بابا واپس بھاگ نکلا اور میں ختم بنا سکتے کے عالم میں اسے گھورنے لگا وہ ہوشی مجھ پر طاری ہونے لگی اپنے ہوش کھونے لگا عرفان کی طرح اپنا جسم بھی ٹکڑوں میں منقسم دیکھنے لگا وہ ہوش کے عالم میں خرابا خرابا اس کی جانب بڑھنے لگا میں کس سمت جا رہا تھا کیوں جا رہا تھا کچھ خبر نہ تھی اتنا جانتا تھا کہ آگ کے قریب تھا اس کے بعد ایک ہاتھ میرے دل پر پڑا پھر ہوش نہ رہا جب ہوش آیا تو خود کو اپنے گھر میں پایا مجھے ہوش میں آتے دیکھ کر گاؤں میں ڈھول بجنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں میں تھیر انداز میں ہر کسی کو گھورنے لگا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے بار بار اپنے آپ کو بھی دیکھتا کہ میں زندہ کیسے بچ گیا۔ مرا کیوں نہ اس مایہ کے ہاتھوں ٹکڑوں میں منقسم کیوں نہ ہوا مبارک ہو مبارک ہو کی آوازیں میرے کانوں سے ٹکر رہی تھیں میں نے ماں سے کہا ماں یہ سب کیا ہے

ماں نے میرا ہاتھ چومتے ہوئے کہا بیٹا وہ سایہ جس نے تمہارے دوست عرفان کو قتل کیا تھا گاؤں والوں کے مردوں کو قتل کیا تھا جل مرا ہے بندے قریب اس کی جلتی ہوئی لاش دیکھنے کو ملی ہے جو دھواں بننے بننے غائب ہو گئی بیٹا تم نے بدلے لے لیا اپنے دوست کا گاؤں والوں کا ماں کی اس بات نے مجھے چونکا دیا سوچوں میں الجھا کر رکھ دیا کہ یہ سب کیسے ہو گیا کس نے کیا تب اپنے دل کے ساتھ لگے ہوئے اللہ والے لاکٹ ک جانب دھیان گیا۔ تو سب کچھ سمجھ گیا کہ اس کے مرنے چلنے میں میرا کمال نہ تھا بلکہ اس لاکٹ کا تھا جو نبی اس نے میرا دل نکالنے کے لیے مجھ پر ہاتھ ڈالا ہوگا اسے کرنٹ لگا ہوگا اور پھر شان قدرت سے وہ اپنا وجود کھو بیٹھا ہوگا تب میں نے گلے میں ڈالے گئے لاکٹ کو بوسہ دیا۔ ہونٹوں سے لگایا شکرانے کے نوافل ادا کئے لیکن اپنے دوست عرفان کی موت کو آج تک نہیں بھول سکا ہوں جب گاؤں جاتا ہوں وہ کالی دکھائی دیتی ہے تو کانپ جاتا ہوں وہ کالی چٹان نہیں ہے بلکہ خون کی چٹان ہے انسانی خون سے سرخ نظر آتی ہے تو میرے آنسوؤں کے کئی قطرے آنکھوں سے نکل کر گالوں میں تیرتے ہوئے زمین میں جذب ہو جاتے ہیں۔

قارئین کرام اپنی رائے سے مجھے ضرور نوازے گا کہ میں کہانی لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔

جو اپنی عمر سے آگے نکل رہی نہ تم تمہیں خبر ہے جوانی میں ڈھل رہی ہو تم کبھی تمہیں کبھی دعویٰ تھا سرد مہری کا کسی کے لمس کو پا کر پھٹل رہی ہو تم بتاؤ کیوں نہیں روکا تھا جانے والے کو اب اک عرس سے ہاتھ مل رہی ہو تم ہمارے دل کا کھلو شہی نے توڑا تھا

دھنک کے رنگ

--- تحریر: محمد قاسم رحمان - ہری پور

نشاء کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس کی خوشگوار زندگی کو کسی کی نظر لگ گئی ہو حارث نے اس کو عائشہ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا اور اب عائشہ کی روح نے ان کی زندگی عذاب بنا دی تھی اس وقت نشاء بیٹھی ہوئی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی نشاء نے جا کر دروازہ کھولا سامنے اقبال کھڑا تھا اقبال تم اندر آ جاؤ نشاء ایک طرف بیٹھے ہوئے بولی تو اقبال اندر آ گیا حارث بھائی کہاں ہیں۔ اقبال نے اندر آتے ہی پوچھا۔ آفس چلے گئے ہیں بتاؤ ابو کی طبیعت کیسی ہے نشاء نے پوچھا ابو بالکل ٹھیک ہیں نشاء میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں نشاء بولی ہاں بولو میں سن رہی ہوں تو اقبال نے ساری داستان اس کے گوش گزار دی۔ کیا اقبال تمہاری جان کو خطرہ ہے تم نے کالا جادو سیکھ لیا ہے۔ اور عائشہ کی روح کو ختم کرنے آیا ہوں تاکہ تم دونوں کی زندگی پرسکون ہو اقبال نے کہا نشاء تم ہوشیار ہو جاؤ میں عائشہ کی روح کو بلاتا ہوں پھر اقبال نے عائشہ کی روح کو بلایا اور اسے سمجھایا کہ وہ واپس چلی جائے اس کا پیار بیکطرفہ ہے لیکن عائشہ کسی بھی صورت تیار نہ ہوئی تو اقبال نے اسے جلا کر بھسم کر دیا۔ دینو کالی کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اقبال آیا دینو کو اس کے آنے کی خبر نہ ہوئی اقبال نے پاس پڑا ہوا چھرا اٹھایا اور دینو کی طرف بڑھنے لگا دینو چونکہ چلا کر رہا تھا اس لیے وہ یہ سمجھا کہ نظر کا دھوکہ ہے لیکن اقبال فوراً اس کے سر پر پتھر پھینک گیا اور پتھر سے اس کی شہ رگ کاٹ دی دینو بڑبڑاتے تڑپتے ٹھنڈا ہو گیا اور بلا آخر کسی کے برسوں سے انسانوں خون چوسنے والے کا خاتمہ ہو گیا ان تمام واقعات کو کئی سال گزر چکے ہیں نشاء اور فروا اپنی زندگیوں میں بہت خوش ہیں اقبال نے بھی بچے دل سے توبہ کر لی کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ خدا غفور رحیم اپنے بندوں کو سزاؤں کا پیار دیتے ہیں اور اسے ضرور معاف کر دیں گے۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی

جا عشق فی ضبط کی منزل تلاش کر
اب تو ہم تیرے قابل نہیں رہے
آگ اٹھتا ہوا سورج اور شعلے برساتی
آگ ہوئی زمین گرمی کی شدت حد سے زیادہ
بڑھ گئی تھی ماحول تب کرکند بن چکا تھا۔
آج اس کا لاسٹ سہرہ تھا اور آج اسے کچھ
سکون میسر ہوا دین آج بھی وہ جلدی سے دین میں
بیٹھ گئی لیکن دین میں بھی ویسی ہی تپش تھی دین
رینگنے لگی ٹریفک کی وجہ سے دین نے پندرہ منٹ کا

فاصلہ ایک گھنٹے میں طے کیا دین سے اتر کر جیسے ہی
گھر کے اندر داخل ہوئی اسے کچھ چہل پہل سی
دیکھائی دی اسے یہ جاننے میں ذرہ بھی دیر نہ ہوئی
تھی کہ آج پھر ممائی آن چکی تھی ان کی روز روز کی
آمد کو وہ اچھی طرح جانتی تھی اس نے جا کر ممائی کو
سلام کیا تو عارفہ طنز یہ انداز میں بولی آگئی مہارانی
صاحبہ اس نے عارفہ کو نظر انداز کیا اور ڈائمنڈ روم
سے نکل گئی۔

اقبال ابھی تک نہیں لوٹا تھا اور نشا دانے کام میں بری طرح بڑی تھی اس لیے اس نے کچھ پوچھا مناسب نہ سمجھا اور اپنے روم میں چلی گئی لیکن ڈانٹک روم میں ہونے والی گفتگو اسے اچھی طرح سنائی دے رہی تھی۔

کب تک ان بچیوں کو تعلیم دلواتے رہو گے بس کرو اور ان کے ہاتھ پیلے کر دو۔

نہیں آیا میں چاہتا ہوں کہ یہ پہلے کچھ بن جائیں پھر اس شعلت سوچوں گا۔

ہاں تو تم اپنی بچیوں کو کشتربانا چاہتے ہو ممانی تنزیہ انداز میں بولی لیکن انہوں نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔

اسے دیکھ کر بالکل بھی یہ محسوس ہوتا کہ وہ کالے علم کا بے تاج بادشاہ ہے عوامیہ دیکھا گیا ہوگا کہ کالے علم کے ماہران کو دولت اور خوبصورتی سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی ہے لیکن شاید یہ واحد انسان ہے جسے کالے جادو کے ساتھ دنیاوی چیزوں میں انٹرسٹ تھا وہ امر ہونا چاہتا تھا لیکن اسے اپنے آقا کے دل میں مقام بنائے رکھنے کا اشتیاق تھا اس نے آج ایک بلی چڑھائی تھی اس کے لیے اسے آج ایک چودہ برس کا لڑکا درکار تھا جو اسے ہلرام جن زادے نے فراہم کیا لیکن جب اس نے لڑکے کو کالی کے قدموں میں لٹایا تو آواز آئی نہیں دینو ہمیں اس کی بلی نہیں دینی چاہئے اسے تاقور بنانا ہے۔

اپنے آقا کی آوازیں کر وہ حیرت میں مبتلا ہو گیا کہ یہ تو ایک عام سال لڑکا تھا اسے کالا جادو کیوں سکھائے بہر حال اسے اپنے آقا شیطان کی آگیا کا پالنہ کرنا ہی تھا اس نے لڑکے کو ہوش دلایا اور اور پوچھا تمہارا کیا نام ہے اقبال لڑکے نے معصومیت سے جواب دیا۔

وہ دو بھینس اور ایک بھائی ہے بڑی بہن فردا نے اسے ہر موقع پر گائیڈ کیا تھا اس سے چھوٹی نشاہ اور اس سے چھوٹا اقبال تھا ماں بچپن میں ہی چل بسی تھی لیکن عابد محمود نے اپنے بچوں کی خاطر دوسری شادی کا سوچا بھی نہیں تھا وہ اپنے بچوں پر سوتیلی ماں مسلط نہیں کرنا چاہتے تھے انہیں اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرنی تھی فردا۔ بلی اسے۔ کی سنوڈنٹ تھی حال ہی میں انگریز اسم سے فارغ ہوئی تھی نشاہ فرسٹ ایئر میں پڑھتی تھی اور اقبال آٹھویں کلاس میں پڑھتا تھا۔

عابد محمود کی اپنی ایک شاپ تھی آج اقبال دو کھنے لیت آیا تھا اس وقت تک ممانی اور اس کی بیٹی عارفہ رخصت ہو چکی تھیں جب فردا نے اس سے لیت آنے کی وجہ پوچھی تو وہ کھیر سا گیا فردا کو لگا جیسے وہ اس سے کچھ چھپانا چاہ رہا ہے مگر خوف کے باعث بتا نہیں رہا تھا کیا بات ہے اقبال کیوں لیت آئے ہو بتاؤ نا فردا نے پوچھا فردا وہ میں احمد کے پاس چلا گیا تھا اقبال جلدی سے بول کر اپنے روم میں چلا گیا تھا مگر وہ سوچوں میں کم رہ گئی تھی۔

چکے چکے رات دین آنسو بہانا یاد ہے ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے وہ تیرا پردے کا کوٹا کھینچنا دفعتاً

وہ دوپٹے سے تیرا منہ کو چھپانا یاد ہے دوپہر کی دھوپ میں میرے بلانے کے لیے وہ تیرے نیچے پاؤں کو لے پڑا تھا یاد ہے بے رحمی کے ساتھ سنہار دودل کی زبان وہ کلائی پر تیرا لنگن گھمانا یاد ہے وقت رخصت الوداع کا لفظ کہنے کے لیے وہ تیرا لنگن لیوں کا تھر تھراتا یاد ہے کسی انجان شخص نے نشاہ کے سیل فون پر یہ

غزل سینڈ کی تھی اسے یہ غزل اس قدر پسند آئی کہ اس نے اسے دو تین مرتبہ پڑھا ایک ایک لفظ اسے اپنی روح کی گہرائیوں میں اترتا محسوس ہوا اس نے بھی اسی بھر پر سوچ کیا کہ آپ کون۔ تو پانچ منٹ میں ہی جواب آ گیا کہ بھول گئی ہو مجھے نشاہ حیران رہ گئی کہ یہ انجان شخص کون ہے اور اسے کیسے جانتا ہے پلیز بتائیں آپ کون ہو نشاہ نے سوچ کیا تو جواب آیا حارث نام ہے میرا میٹرک میں آپ کا کلاس فیلو تھا مس نشاہ۔ نشاہ کو یاد آ گیا کہ حارث نام کا ایک لڑکا اس کی کلاس میں پڑھتا تھا انتہائی ذہین ہونے کی وجہ سے وہ قلمی ٹیچرز کا من پسند سنوڈنٹ تھا نشاہ سے وہ بہت اچھی طرح بولتا تھا بس پھر کیا تھا نشاہ نے اسے کال کر ڈالی تھیں میرا نمبر کیسے ملا اس نے پوچھا۔ تم نے ہی دیا تھا یاد کرو حارث بولا۔ اوہ مجھے یاد نہیں رہتا میں بہت جلد ہر بات بھول جاتی ہوں نشاہ بولی تو حارث مسکرا دیا۔

کوئی بھی راز اپنے دل میں چھپایا نہ کرو آنکھیں سچ کہتی ہیں کوئی راز چھپایا نہ کرو تیرے ہاتھوں کی لکیروں میں لکھا ہے میرا نام

اپنے ہاتھوں کو کسی اور کو دکھانا یاد کرو۔ رزلٹ آنے میں دو ماہ تھے فردا نے سوچا کہ کیوں نہ ان دو ماہ میں وہ کسی سکول میں نیچنگ کر لے کیوں کہ وہ بہت بور ہو رہی تھی اس کو فارغ رہنا پسند نہ تھا چنانچہ وہ ایک قریبی سکول میں جاب کرنے لگی اسے تین دن ہو چکے تھے تین دن میں اس نے محسوس کر لیا کہ اس پر کسی کی نظریں لگیں ہوئی ہیں وہ کس کی نظروں میں ہے اس نے آج اس کے دیکھنے اور بات کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا آج جیسے ہی سکول سے چھٹی ہوئی تو اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان اس کو بڑی پرشوق نظروں سے دیکھ رہا

تھا وہ اس کی نظروں سے زور ہو گئی پھر وہ نوجوان اس کے پاس آیا۔ آپ کا کیا نام ہے۔

فردا عابد اس نے نہایت سرد مہری سے اس کو جواب دیا مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے یہ میرا کارڈ ہے اس کا رڈ فردا کو پکڑا لیا اور نو دو گیارہ ہو گیا۔

فردا حیرت زدہ سی گھر میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ اقبال باہر جا رہا تھا اس نے اسے اپنے حال پر چھوڑا اور اپنے روم میں آ گئی اس نے وہ کارڈ دیکھا جس پر سیر زمان کا نام چمک رہا تھا اس نے نمبر ڈائل کیا تو دوسری ہی کال پر رسبو کر لیا گیا تھا یوں لگتا تھا کہ وہ اس کے فون کے انتظار میں بیٹھا تھا شاید۔ آپ سیر زمان ہی بول رہے ہو اور میں نے آپ کو پہچان لیا ہے کہ آپ کون بول رہی ہیں ہماری دگش آواز اس کے کانوں سے گھرائی تو وہ حیران رہ گئی آپ کو کیسے معلوم کہ میں بات کر رہی ہوں اور حیرت کے عالم میں بولی اپنے قریبی لوگوں کی آواز میں اچھی طرح پہچان لیتا ہوں اس نے کہا کیا وہ حیرت کا بت بن گئی میں آپ کی قریبی کس طرح ہوئی میں تو آپ کو جانتی ہی نہیں کہ آپ کون ہیں آپ میرا شمار اپنے قریبی لوگوں میں کیوں کر رہے ہیں اب میں آپ کو بتاؤں کہ آپ کی اہمیت میرے نزدیک کیا ہے میں آپ سے بہت۔

سیر نے بات ادھوری چھوڑ دی ہاں کہو ناں فردا اشتیاق سے بولی تو سیر نے کہہ ہی دیا تو فردا اپنی قسمت پر رشک کرنے لگی کہ اسے ایک چاہنے والا مل گیا ہے۔

یوں ہی چھوڑ کر چلی گئی ہو جان من ہماری غلطی کیا تھی بتا تو دیتی

ہم نے تم سے پیار کیا کوئی جرم تو نہیں

اگر جرم تھا تو سزا تو دیتی

اقبال ذہین تھا تو دینو کا تجربہ بھی بہت وسیع تھا وہ کالا جامد سکھاتا جا رہا تھا آج اسے تین راتوں کا ایک چلا کرنا تھا یہ اس کا پہلا چلا تھا وہ رات کی تاریکی میں تیزی سے قبرستان کی طرف جا رہا تھا اس کے ہاتھ میں تیز سی اس کے دل بے حاشا دھڑک رہا تھا لیکن دینو نے اس کے دل میں کالے علم کے عشق کا دیار روشن کر دیا تھا

وہ تیزی سے قبرستان کی طرف جا رہا تھا آخر اس نے قبرستان کی اور اس کے قریب ہی سبز رنگ کا حصار قائم کر کے بیٹھ گیا اس نے مکمل شروع کر دیا ابھی عمل آدھا ہوا تھا کہ اس نے دیکھا دو آدمی چلے آ رہے تھے ایک سانولا اور دوسرا گورا تھا گورے رنگ والے نے ہاتھ میں ایک دیگ پکڑی ہوئی تھی جب کے سانولے رنگ والے کے کندھے پر کوئی چیز جھول رہی تھی

جب وہ قریب آئے تو پتہ چلا کہ سانولے رنگ والے کے کندھے پر ایک انسان جھول رہا ہے ریش اس کو لٹاؤ اور لکڑیاں جمع کرو گورے رنگ والے نے ریش سے کہا۔ اچھا پریم ریش نے جواب دیا اور کندھے سے اس کو پٹا کر زمین پر لٹا دیا اقبال کی نظر یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اقبال نے لڑکی کو دیکھا تو نہایت حسین تھی اس کے سیال بال اس کے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے اقبال جاہ کر بھی نظریں نہیں ہٹا رہا تھا دیکھتے ہی دیکھتے ریش اور پریم نے لکڑیاں جمع کر لیں اور انہیں جلایا اقبال کے یہ دیکھ کر رو دھنکے کھڑے ہو گئے جب ریش کی آنکھوں سے آگ نکلی تو لکڑیاں جلنے لگیں پھر لکڑیوں کے گرد دونوں نے مل کر پتھر رکھے اور اس پر دیگ بڑھا دیا پھر دیگ میں لڑکی کو اٹھا کر ڈالا گیا لڑکی کی جھپٹیں قرب و جوار کو بھانگی ریش نے دیگ

کے اندر جھانکا اور بولا

اس سے میرا پیٹ نہیں بھرے گا وہ جو سامنے لڑکا بیٹھا ہوا عمل کر رہا ہے اس کو اٹھا کر دیگ میں ڈال دیتے ہیں اس طرح ہم اپنی بھوک مٹا سکیں گے پریم نے کہا تو دونوں اس کی طرف آنے لگے اقبال کو اپنی موت صاف نظر آ رہی تھی اس نے اٹھا کر بھاگنے کا سوچا تو جیسے ہی اٹھا تو دینو کی آواز آئی کہ بیٹھے رہو تو وہ بیٹھ گیا اور آنکھیں بند کر لیں اس کے بعد چلے کا وقت ختم ہو گیا اور اقبال اٹھ کھڑا ہوا۔

گھر میں مل چل بھی ہوئی تھی نشاء اور فروا نے عابد محمود کو جگا دیا تھا رات کے گیارہ بج رہے تھے اور اقبال ابھی تک گھر نہیں آیا تھا اس کا سیل نمبر بھی آف رہا تھا عابد محمود کا پریشان سے برا حال تھا انہیں اپنے بیٹے پر اس وقت بے حد غصہ آیا تھا کہ وہ بتاتے کہاں چلا گیا تھا وہ کھنے کے تینوں کینوں پر بہت بھاری تھے تقریباً ڈیڑھ بجے دروازے پر دستک ہوئی فروا نے دروازہ کھولا پیچھے پیچھے عابد محمود اور نشاء بھی آگئے سامنے اقبال کھڑا تھا وہ مکمل طور پر پینے سے شرابور ہو رہا تھا کہاں تھے تم فروا نے پوچھا اقبال نے دیکھا کہ سب اس کے جواب کے منتظر ہیں اس نے فوراً ایک جھوٹی کہانی گھڑی میں شاپ پر جا رہا تھا کہ دو افراد نے مجھے وین میں بٹھایا اور ایک دیرانے میں لے آئے یہاں ایک حویلی تھی جہاں اور بھی لوگ قید تھے میں رات کو فرار ہو کر واپس آ گیا اس نے کچھ ایسی ایکٹنگ کی تھی کہ گھر میں سب اس سے مطمئن ہو گئے

سنوں عشق میں ہر دم سہنا پڑے گا
ہر دم کو دل سے لگا لینا پڑے گا
کئی بار آئیں گے ایسے بھی لمبے

خونفاک ڈائجسٹ 164

دھنک کے رنگ

جب انکوں کو سمندر میں بہانہ پڑے گا
کوئی بھی روٹھ جائے گی اور دکھوں صحرا ہوگا
جب کبھی جدائی کا غم اٹھانا پڑے گا

اس نے بھی میرے کھل کر اپنی محبت کا اظہار کر دیا میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا میرے اسے اپنے بارے میں صرف یہ بتایا تھا ماں باپ ایک حادثے کا شکار ہو گئے ہیں ان کی تمام جائیداد کا وارث صرف وہ ہے میرے آج اس سے ملاقات کرنی تھی وہ بڑی بے چینی اور بے مبری سے ساحل سمندر پر اس کا انتظار کر رہی تھی جب وہ اچانک آ گیا تو فروا بولی

اتنی دیر کہاں لگا دی میں کب سے تمہارا ویٹ کر رہی ہوں کیا تم میرا تھوڑی دیر بھی دیتے نہیں کر سکتی میرے سردہری سے پوچھا
کیوں نہیں کر سکتی میں یہاں اکیلی تھی اس لیے ایسا کہا فروا نے وضاحت کی تھی
کیا مطلب تمہیں اکیلے یہاں ڈر لگتا ہے میرا لہجہ مضحکہ ہو گیا تھا
یہ بھی سمجھ لو فروا نے کہا۔ مجھے امر جنسی کا کہا تھا تمہیں کوئی ضروری بات کرنی تھی۔
ہاں میرے خیال میں ہمیں ایک ہو جانا چاہئے فروا بولی۔ میرے کہا
کیا تم ہوش میں ہو۔

نہیں بے ہوشی کی حالت میں باتیں کر رہی ہوں وہ پڑ گئی۔
اُف فروا ابھی تم ایک دو ماہ ویٹ کرواؤ گے۔
اُس ادا کے۔

فاصلے تو قریب کی پہچان ہوا کرتے ہیں
بے بس لوگ اکثر پریشان ہوا کرتے ہیں
یہ سچ ہے کہ جہاں نوٹ کر چاہا جائے
دہان پہنچنے کے بھی امکان ہوا کرتے ہیں

اس نے حادثے کے ارسال کردہ شعر کو دیکھا یہ درست تھا کہ نشاء نے اب تک اس سے اپنی محبت کا اظہار نہیں کیا تھا مگر محبت ایک لافانی جذبہ ہے اگر کبھی محبت ہو تو انسان اپنے محبوب کی ان کہی باتوں کو بھی جان لیتا ہے وہ بھی جان چکا تھا مگر نشاء ایسا کرنا نہیں چاہتی تھی وہ صرف اور صرف یہ سمجھ رہی تھی حادثے اس سے کلرٹ کر رہا ہے وہ بھی محض غم نام پاس کر رہی تھی مگر اسے کیا معلوم تھا کہ دونوں کے دل میں عشق لازوا کا جذبہ ابھر آئے گا محبت دھنک کے رنگوں کی طرح خوبصورت ہوتی ہے مگر کبھی کبھی یہ محبت انسان کو جہنم کے شعلوں میں دھکیل دیتی ہے نشاء کو جب سے عشق ہوا تو وہ خوف زدہ رہنے لگی تھی کہ نہانے کب کیا ہو جائے اور ادھر اپنے باپ عابد محمود کی عزت کا بھی خیال تھا وہ ہرگز نہ چاہتی تھی کہ اس کی وجہ سے اس کی والد کی عزت پر کوئی آج نہ آئے

اس نے حادثے کو بیچ کیا حادثے کیا ہم اچھے دوستوں کی طرح رہ سکتے ہیں تھوڑی دیر بعد حادثے کا ریمپلائے بھی آ گیا اس نے بیچ کھولا تو لکھا تھا میں تو سمجھا کہ تمہیں مجھ سے پیار تھا لیکن اگر تم چاہتی ہو کہ ہم دوستوں کی طرح رہیں تو ٹھیک ہے اس کا بیچ پرہ کر نشاء مطمئن ہو گئی۔

تھارنگی ہے دفاداروں کی

جان ہے جانثاروں کی

اُس کا آج کل جو مجھ کو مل جائے

پھر کیا ضرورت ہے استغفاروں کی

بادلوں کے پیچھے سے کبھی بھی جاندا اپنی جھلک

دکھا رہا تھا اقبال کے ہاتھ میں نارنج تھی آج اسے

کسی بھی بات کی ٹینشن نہ تھی کیوں کہ اس نے عابد

محمود کو کہہ دیا تھا کہ آج رات وہ اپنے دوست کی

برٹھ ڈے پر دے گا لیکن پہلی رات اس کے ساتھ

خونفاک ڈائجسٹ 165

دھنک کے رنگ

جو حیرت ناک اور خوفناک واقعہ رونما ہوا تھا نے اقبال کے عصاب پر اچھا اثر نہیں ڈالا تھا کل وہ مکمل پر اعتماد تھا مگر آج وہ ندوس ہو رہا تھا قبرستان کا گیت اس نے چڑھا ہٹ کے ساتھ کھولا اندر ہو گا عالم تھا ہلکی ہلکی بوند باندی ہو رہی تھی اس نے حصار قائم کیا اور اپنا کل شروع کر دیا اس کو کل شروع کئے ہوئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ اچانک موسلا دھار بارش شروع ہو گئی جب اس نے غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ انسانی ہڈیاں اور خون کی بارش ہو رہی ہے یہ منظر دیکھ کر اس کا دل لرز اٹھا اور رواں دواں کانپ اٹھا اقبال نے آنکھیں بند کر لیں جب تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولیں تو وہاں کچھ بھی نہ تھا سب کچھ پہلے جیسا ہو گیا تھا بارش کا زور ٹوٹ گیا تھا اقبال چودہ برس کا ایک عام سا لڑکا تھا مگر جودہ کر رہا تھا وہ ایسا تھا کہ لوگوں کے دل تھرا اٹھیں دشت ان پر اپنا غلبہ جمائے مگر لیکن اقبال بھی بہادری کا مقابلہ کر رہا تھا اب پھر تھوڑی ہی دیر گزری کہ اقبال نے سامنے برگد کے درخت پر سرسراہٹ محسوس کی جب اس نے دیکھا تو اقبال کے جسم پر پسینے چھوٹ گئے کیوں کہ درخت پر ہر طرف سانپ ہی سانپ تھے ہر طرف لہراتے سانپ جیسے تھے گر کے اقبال کا دوسرا دن بھی مکمل ہو گیا۔

شام کے دھندلے سائے جب شروع ہوں تو رات کی حکمرانی کا دور شروع ہو جاتا ہے اس اندھیرے کو چیرنے کی ناکام کوشش اقبال کی تاریخ کر رہی تھی رات کی تاریکی میں اقبال قبرستان جا رہا تھا آج اس کے چلے کی آخری رات تھی وہ جانتا تھا کہ یہ رات اس پر بھاری گزروے گی لیکن اس نے چلا شروع کر دیا تھا اور چلا کسم ہونے تک اس کوئی معمولی واقعہ بھی نہ ہوا چلا ختم کر کے وہ سیدھا دینو کے پاس گیا آؤ اقبال مجھے تمہارا ہی انتظار تھا

دینو بولا۔ اچھا میرا چلا کامیاب ہو گیا۔ لیکن مجھے کوئی طاقت نہیں ملی اقبال نے پوچھا۔ ہاں تمہیں طاقت مل گئی لازوال طاقت تم اب دنیا کے کسی بھی کونے میں اڑ کر جا سکتے ہو بس اپنا منتر تین بار پڑھنا اور خود پر پھونک مار دینا دیکھنا تم ہواؤں میں اڑو گئے یہ سرسراہٹ ہوئی ہو اس اب تمہاری تابع ہیں۔ کیا سچ میں اقبال کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا مجھے یقین نہیں آ رہا اقبال کی آواز میں حیرت کی آمیزش تھی۔

اقبال نے اپنا منتر پڑھ کر خود پر پھونکا اور دماغ میں گھر کا تصور کر لیا وہ ہواؤں میں اڑنے لگا اسکے پاؤں زمین سے بلند ہو گئے جلد ہی وہ اپنے گھر کی چھت آ گیا اسے پھر دینو کی دانش کمرے کا تصور کیا اور چلے والا درود پڑھ کر خود کرتی سر تہ پھونک ماری تو وہ دوبارہ ہواؤں میں اڑنے لگا اور اسے یقین نہ ہو رہا تھا وہ دینو کے پاس پہنچ گیا اس نے دینو دیکھا جو مسکرا رہا تھا اقبال تمہیں یہ طاقت کالی ماما کی وجہ سے ملی ہے ان کا شکر یہ ادا کرو۔

محبت کی یہ منزلیں تھیں جو وہ تیزی کیساتھ طے کرتی جا رہی تھی اب وہ محبت کے اس مقام پر تھی جہاں سے جون کا سفر شروع ہوتا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسکی محبت کی انتہا میر پر ظاہر ہو لیکن پھر بھی وہ خود پر کنٹرول نہ کر پائی اس کے چہرے پر بکھرے دھنک کے رنگوں کو دیکھ کر میر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کس حد تک اس سے شوق کرتی ہے میر اسے جانے لگا تھا اس لیے تو اس نے میر کا نام استعمال کیا تھا

وہ اصل میں کالی کا بچاری تھا اور کالی کے مرضی کے خلاف تو دینو سانس بھی نہیں لے سکتا تھا بس اس لیے ہی اس نے ہر عمل کو خفیہ رکھا تھا مگر وہ آج کالی سے اجازت مانگنے والا تھا اس نے کالی

سے رابطہ کیا اور بولا اے کالی ماں میں جانتا ہوں کہ یہ ناممکن ہے لیکن میں ایک چھوڑی سے پریم کرتا ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں ٹھیک ہے پوچھو لیکن اس چھوڑی کو اپنا دھرم بدلنا ہوگا یعنی ہندو ہونا ہوگا کیا وہ تیرے لیے پانا دھرم بدلے گی۔

اس کا دل زد میں تھا ممانی اسے کے لیے اپنے بھانجے کا رشتہ لائی تھی انکار کی گنجائش کیوں حسن ایک بہت اچھا لڑکا تھا اور شکل و صورت بھی نشاء کو تو وہ شروع سے ہی پسند کرتا تھا بابا بھی خوش نظر آ رہے تھے لیکن پھر بھی انہوں نے اولاد کی رضا مندی کو امتیاز دی مہمانوں کے رخصت ہونے کے بعد عابد محمود اس کے کمرے میں آئے وہ اپنے بیلے کی چادر ٹھیک کر رہی تھی فردا اپنی ادھر آؤ ذرا انہوں نے اپنے پاس بیٹھے کہا تو وہ چپ چاپ بیٹھ گئی

بہن تمہیں معلوم ہے کہ آپا جان کیوں آئی تھی وہ ممانی کو ہمیشہ آپا جان ہی کہتے تھے جی معلوم ہے اس نے اپنے ابو جان کے پاس بیٹھے ہوئے کہا تو بیٹا اب تمہاری کیا رائے ہے کیا تم حسن سے شادی کرنے کو تیار ہو عابد محمود کے ایک لفظ سے محبت انانیت اور مان فک رہا تھا وہ بلاشبہ ایک شرفی لڑکی تھی

بابا وہ بالی حسن ایک نفیس لڑکا ہے یہ میری زندگی ہے اس لیے کیا آپ مجھے سوچنے کے لیے وقت دے سکتے ہیں

کیوں نہیں میری جان تم خوب سوچ سمجھ کر اپنا فیصلہ بتا دیتا۔
میںکس بابا وہ خوشی سے بولی۔

جس کو ہم نے چاہا اس کو چاہ نہ سکے جس کو تم چاہتے تھے اسے اپنا نہ سکے محبت تو دل توڑنے کا کھیل ہے کسی کا نونا ہوا دل بچانے کے

حادث اسے اب دھمی اور ساڈھ میسج کرتا تھا اب کی بار اس نے حادث کا میسج پڑھا تو اسے ایسا محسوس ہوا کہ اس کا دل سوکے پتوں کی مانند ہو گیا ہے اس نے اب تک اپنے جذبات کو صرف اور صرف اپنے تک ہی محدود رکھا تھا اور اب وہ حادث کا میسج پڑھ کر پھٹ پری اور اس نے کانٹے ہاتھوں کے ساتھ اس کا نمبر ڈائل کیا جو پہلی ہی بل پر سیو کر لیا گیا تو آج کیسے یاد کر لیا آپ نے حسن کے ریلے لہجے میں طنز کی آمیزش تھی آخر مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ وہ جل بھن گئی

میں اپنا مسئلہ بتا چکا ہوں یار۔ وہ بولا محبت سے بھر پور لہجہ نشاء کو نبھانے کیوں اپنے وجود میں ایک سرشاری محسوس ہونے لگی تھی اپنے اس مسئلے میں مجھے کیوں پھنسا رہے ہو نشاء بولی یار تمہیں میں کیسے یقین دلاؤں حادث نے کہا اور کالی دسکن کٹ ہو گئی۔

فردا کو میر نے ساحل سمندر پر بلایا دونوں ہی آچکے تھے فردا پریشان تھی کہ آخر کیا بات ہے فردا پریشان تھی کہ آخر کیا بات ہے فردا میں تمہیں اسے مامی سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں میر نے کہا فردا نے محسوس کیا کہ وہ کچھ بجا بجا سا ہے۔

کیا بات ہے میر تم کچھ اپ سیٹ لگ رہے ہاں میں بہت پریشان ہوں کہ میری کہانی

سن کر تھرا دیا کیا رساں ہوگا۔
بتاؤ اپنا ماضی خواں خواں سنہن ست
پھیلاؤ فردا بولی۔

دنوں نے نظریں سمندر کی سرکش لہروں پر لگا
دیں اور پھر کچھ دیر خاموشی چھائی رہی پھر بولا میں
جہاں پیدا ہوا یہ ایک گاؤں تھا وہ ایک متوسط درجہ کا
گاؤں تھا میرے ابو بھی دیگر لوگوں کی طرح کھیتوں
میں کام کرتے تھے گاؤں کا سردار رحم دل انسان
تھا میری دو چھوٹی بہنیں تھیں میرا نام دینو تھا چنا کا
نام دیال سنگھ تھا ہمارے گھر میں ہر طرح سے خوش
حالی تھی ایک دن میں کھیتوں پر کام کرتے کرتے
بہت تھک گیا تھا گھر آیا تو گرمی بہت زیادہ تھی میں
نے اپنی چھوٹی بہن لکشمی سے کہہ کر اپنا بستر چھت پر
لگوا دیا اور لیٹ گیا چاندنی رات تھی چاند کی ساتویں
تھی بادل نہ تھوئے کے برابر تھے ہر طرف تارے
ہی تارے تھے اچانک میں نے نظر اوپر اٹھائی تو
میں نے دیکھا کہ جہاں تین تارے ہیں جو آپس
میں مگر رہے ہیں جب وہ تارے آپس میں ٹکراتے
تویوں محسوس ہوتا کہ جیسے روشنی کا جھماکا ہو پھر وہ
تینوں تارے زور سے ٹکراتے یہ منظر حیرت ناک تھا
میں بڑا کو ہو کر دیکھ رہا تھا پھر جب تارے ٹکرائے تو
اس میں ایک وجود نمودار ہوا وہ میرے پاس آیا اس
کا محسوس جسم نہ تھا سیاہ دھوئیں کا مرغول تھا اس کے منہ
سے آواز آئی جو بادلوں کی گر گر اہٹ سے مشابہت
رکھتی تھی آپ کو شیطان آقا نے یاد فرمایا ہے اس
سیاہ دھوئیں نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا دیا جسے
میں نے تمام لیا اور ہوش و حواس کی دنیا سے بیگانہ
ہو گیا تو خود کو ایک عمار میں بند پایا پھر میں شیطان
آقا کا سیوک بن گیا اور اب میں تمہیں جانے لگا
ہوں لیکن شیطان آقا نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ اگر تم
بند ہو جاؤ اور شیطان آقا کی سیوک بن جاؤ
تو ہماری شادی ہو سکتی ہے۔

کہا میں تم جیسے شیطان سے کبھی شادی نہیں
کروں گی مجھے تو حیرت ہے کہ مجھے ایک غلط
جادوگر سے محبت کیسے ہو گئی فردا غصے سے بولی او
ر پاؤں پختی ہوئی گھر آگئی۔

وہ سیدھی عابد محمود کے کمرے میں آئی اور
شادی کے لیے ہاں کر دی عابد کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ
ہی نہ رہا تھا تم نے درست فیصلہ کیا ہے میری بچی وہ
شفقت سے بولے پھر ان کی شادی ہو گئی حسن بہت
اچھا انسان ثابت ہوا۔
جب دینو کو پتہ چلا کہ فردا شادی کر چکی ہے
اس نے انتقام کا ارادہ کر لیا۔

اڑنے لگے وجود کے ذرے ذرے ساتھ
ساتھ
میں اس قدر مخلوق سے بکھرا کبھی نہ تھا
ذوب گیا ذوبے سورج کے ساتھ میرا دل
بھی

اتنا داس شام کا منظر کبھی نہ تھا
سحارٹ کئی دنوں سے محسوس کر رہا تھا کہ اس
کی پھوپھو زادن کا عائشہ اس میں انٹرست لے رہی
ہے آج حارٹ گھر میں اکیلا تھا اس کی امی جان
اپنی کسی دوست کے ہاں گئی ہوئی تھی اس وقت
دروازہ پر دستک ہوئی تو حارٹ نے جا کر دروازہ
کھولا تو سامنے عائشہ کھڑی تھی۔
کیسے ہو حارٹ عائشہ نہایت بے باکی سے
بولی

ٹھیک ہوں اس کے لہجے میں بزاریت نمایا
تھی جسے عائشہ نے نظر انداز کیا اور اندر آگئی۔
ماں کہاں ہے عائشہ نے پوچھا۔
اپنی کسی دوست کے ہاں گئی ہیں۔
اچھا حارٹ میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں

عائشہ نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا
بولو حارٹ نے کہا تو اسی وقت اس کے موبائل
کی میسج ٹیون بج رہی تھی حارٹ نے میسج کھولا اے
دوست مجھے اپنے خیالوں کی روانی دے جا
جو بھر نہ سکے ایسی کوئی زخم نشانی دے جا
جو باعث تو قیر بھی ہو تیرے لیے میرے

لے
دنیا کو رہے یاد وہ الفت کہانی دے جا
اغبار بھی راضی رہے اپنے بھی رہیں خوش تجھ

اپنو کو تو پیغام یہ غیروں کی زبانی دے جا
کھودیتے ہیں میرے الفاظ معنی کے بغیر اپنا
دور

بے جان میرے لفظ ہیں لفظوں کی معنی دے
جا
ثابت یہ ہوا حسن سے ہے قوت گفتار فوس
کہنے لگے ہیں حسن مگر شعلہ بیانی سے جا
نشاء نے اسے یہ غزل سینڈ کی تھی جو اسے بے

حد پسند تھی
کس کا میسج تھا جو اتنے خوب ہو کر پڑھ رہے ہو
عائشہ نے پوچھا تو وہ چونک سا گیا دل میں
بے تہاشہ لڈو پھوٹ رہے تھے کہ نشاء نے کم از کم
اپنی ناراضگی تو دور کی۔

کسی کا نہیں۔۔۔ تم کیا کہنے والی تھی
حارٹ آئی لو یو عائشہ نے تین الفاظ میں تین
ایہم بلم چھوڑے
واٹ کیا تم جانتی ہو عائشہ تم کیا کہہ رہی ہو
حارٹ نے حیرت سے کہا۔

ہاں جانتی ہوں مگر اس میں برائی کیا ہے
میں تو کسی اور کو پسند کرتا ہوں
اچھا تو یہ بات ہے تم دیکھنا اگر میں جی کر
نہیں پانے کی تو مر کر تمہیں ضرور پالوں گی۔

اقبال تیزی سے کالا جادو سیکھ رہا تھا وقت کا
پہرہ تیزی سے گزر رہا تھا اقبال اب ایک بہت بڑا
جادوگر بن چکا تھا اور دینو نے اسے نیا نام رام لال
دیا تھا دینو کو معلوم تھا کہ رام لال فردا کا بھائی ہے
اب وہ کالی کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا

اے دینو کالی ماما کے منہ سے آواز آئی تمہیں
اقبال یا رام لال کو ہمارے قدموں میں قربان کرنا
ہوگا

لیکن کالی ماما تو آپ کا سیوک ہے دینو بولا
ہاں ہمارا سیوک ہے مگر ہمیں تمہاری وفاداری
پر زیادہ اعتبار ہے اس لیے تم اس کی بلی چڑھا دو
تاکہ مزید اور خلعتیں حاصل کر کے دنیا میں کفر اور
ظلم کا بھول بھالا کر سکو کچھ آئی۔

جی کالی ماما ساتھ ساتھ دینو یہ بھی سوچ رہا تھا
کہ وہ کیسے فردا سے انتقام لے۔

عائشہ کی موت کی خبر پورے گاؤں میں جنگل
کی آگ کی طرح پھیل گئی اس نے خود کشی کی تھی
اس نے اپنی نبض کاٹ دی دیر سے پتہ چلنے کی وجہ
سے کوئی اسے بچانہ سکے حارٹ کے کانوں میں اس
وہ بات گونج رہی تھی کہ اگر میں تمہیں زندہ نہ پاسکی
تو مر کر پالوں گی رات کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی
حارٹ بیٹھا ہوا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ
کیا کرے کہ اچانک حارٹ کو یوں محسوس ہوا کہ
اس کے ساتھ کوئی بیٹھا ہوا ہے اس نے مڑ کر دیکھا
وہاں کوئی بھی نہیں تھا اچانک کمرے میں عائشہ کی
روح کی آواز گھونکی

میں تمہیں معاف نہیں کروں گی حارٹ تم
دیکھنا تمہیں میرے ساتھ جانا ہو گا حارٹ تھر تھر
کا پٹنے لگا اسے یہ ہی حل نظر آیا کہ اگر وہ نشاء سے
شادی کرے گا تو عائشہ کی روح مایوس ہو کر چلی

جائے گی۔

اقبال نے ایک چلہ کیا اسے یہ طاقت ملی کہ وہ مستقبل کا جان سکتا تھا یہ بات اس نے دینو کو نہیں بتائی تھی وہ دینو کو سر راز دینا چاہتا تھا اس نے چلہ ختم ہوتے ہی دور چھوٹک شیشے پر مار تو دینو کالی کے عزائم اور ملاقات طلسمی شیشے پر ظاہر ہوئی ساتھ ہی نشاء کے شوہر کی جان خطرے میں محسوس ہوئی نشاء اور حادث شادی ہو چکی تھی اس نے دیکھا کہ حادث کے سر پر کوئی بڑی آتما منڈلا رہی ہے ساتھ ہی اسے فردا اور دینو کے بارے میں سب پتہ چل گیا اقبال نے دیکھا کہ دینو کا ارادہ اب فردا سے انتقام لینے کا ہے اتنا برا دھوکہ اقبال سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ بھی ایسا ہو گا لیکن اب اسے سب کچھ ٹھیک کرنا تھا سب کچھ اسے ہی اپنے آپ سے نفرت ہونے لگی۔

حسن کے ساتھ فردا کی زندگی بہت خوشگوار گزر رہی تھی زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں تھیں آج جب فردا ابھی تو اس نے نیچے کے بیچے نے ایک کاغذ پڑے ہوئے دیکھا۔

عالم بھائی ہے نہ کوئی اپنا نہ پرایا ہے
میر لازم ہے یہ زخم عشق نے فرمایا ہے
میں کہوں کیا اس وقت بے سروت کو
پیار ہے یہ بھی اس کا اس نے آنا یا ہے
آج جب مرض جسم نے لاچار کر ڈالا
تو درد و دوا کو قصہ یہ سنایا ہے

صرف دینو۔ دینو کا نام پڑھا تو فردا چونک گئی وہ جانتی تھی کہ دینو شیطان کا پوجاری ہے اور اس کے پاس بے شمار کالی ہتھکڑیاں ہیں لیکن اب تو اس کی شادی ہو چکی تھی حسن جیسے ہی نہا کر باہر نکلا اس کے ہاتھ میں کاغذ دیکھ کر ٹھک کر رہ گیا
تمہارے ہاتھ میں کیا ہے فردا

اس نے پوچھا تو

وہ۔ وہ۔ وہ۔ وہ دراصل فردا کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا بولے۔ کو۔ کو۔ کو۔ کچھ نہیں بس میں ایک شعر دیکھ رہی تھی
او کے اتنا بد حواس ہونے کی کیا ضرورت ہے حسن نے کہا۔

نہیں میں بے حواس تو نہیں ہو رہی فردا نے جواب دیا حالانکہ اس کے لہجے میں کچھ پاپا ہٹ واضح تھی تھوڑی ہی دیر میں حسن آفس چلا گیا وہ کچن میں آگئی حسن نے اپنے ساتھ اس کے لیے بھی ناشتہ تیار کر دیا تھا اچانک فردا کو ایسے محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے پیچھے کھڑا ہے فردا نے مڑ کر دیکھا تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے سامنے ایک مکروہ صورت چڑیل کھڑی تھی جس کے پورے جسم پر بے تحاشا بال تھے ہونٹ کٹے ہوئے تھے جن سے خون بہہ رہا تھا ناک ضرورت سے زیادہ لمبی تھی یہ منظر فردا سے دیکھنا نہ گیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر گئی۔

سپنوں سے دل لگانے کی عادت نہیں رہی
ہر وقت مسکرانے کی عادت نہیں رہی
یہ سوچ کر کہ اب کوئی منانے نہیں آئے گا
اب ہمیں روٹھ جانے کی عادت نہیں رہی
نشاء کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس کی خوشگوار زندگی کو کسی کی نظر لگ گئی ہو حادث نے اس کو عائشہ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا اور اب عائشہ کی روح نے ان کی زندگی عذاب بنا دی تھی اس وقت نشاء بیٹھی ہوئی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی نشاء نے جا کر دروازہ کھولا سامنے اقبال کھڑا تھا

اقبال تم اندر آ جاؤ نشاء ایک طرف ہٹے ہوئے بولی تو اقبال اندر آ گیا
حادث بھائی کہاں ہیں۔ اقبال نے اندر

پوچھا۔

اس چلے گئے ہیں بتاؤ ابو کی طبیعت کیسی
ابو بالکل ٹھیک ہیں نشاء میں تمہیں کچھ بتانا
میں نشاء بولی
اس بولو میں سن رہی ہوں تو اقبال نے ساری اس کے گوش گزار دی۔

اقبال تمہاری جان کو خطرہ ہے تم نے کالا
بکھل لیا ہے۔ اور عائشہ کی روح کو شتم کرنے آیا
یہ کم دونوں کی زندگی پر سکون ہوا اقبال نے
یہ جو ہوشیار ہو جاؤ میں عائشہ کی روح کو بلاتا
ہوں اقبال نے عائشہ کی روح کو بلایا اور اسے
ایک کدو واپس چلی جائے اس کا چار بیکٹرنڈ
میں عائشہ کی بھی صورت تیار نہ ہوئی تو اقبال
سے جا کر کہہ کر دیا۔

نوکالی کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا کہ
اقبال آیا دینو کو اس کے آنے کی خبر نہ ہوئی
نے پاس بڑا ہوا چھرا اٹھایا اور دینو کی طرف
لگا کر چونک چلا کر رہا تھا اس لیے وہ یہ سمجھا
کہ وہ اس کے لیکن اقبال فوراً اس کے سر پر پکڑ گیا
اسے اس کی شہ رگ کاٹ دی دینو تڑپے
ٹھٹھا ہوا گیا اور بلا آخر کسی کے برسوں سے
انہن چوسنے والے کا خاتمہ ہو گیا
تمام واقعات کو کئی سال گزر چکے ہیں نشاء
اپنی زندگیوں میں بہت خوش ہیں اقبال نے
بہال سے توبہ کر لی کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ
انہن اپنے بندوں کو ستر ماؤں کا پیار دیتے
تے ضرور معاف کر دیں گے۔۔۔۔۔

اچھی باتیں

☆ اگر کسی کو دعا نہیں دے سکے تو بدنامی مت دو۔
☆ گلے شکوے سے زبان بند رکھو تو راحت نصیب ہوگی۔
☆ کسی سوالی کو اگر کچھ نہ دے سکو تو اسے جھڑکی بھی نہ دو۔
☆ خدا سے دعا کرو اپنے لئے بھی دوسروں کے لئے بھی۔
☆ اگر خدمت کرنا چاہتے ہو تو والدین اور غریبوں کی کرو۔
☆ اخلاق کا اچھا ہونا محبت الہی کی دلیل ہے۔
☆ اگر اپنی عزت کرنا چاہتے ہو تو دوسروں کی عزت کرو۔
☆ کسی سے بدلہ لینے میں جلدی نہ کرو اور کسی کے ساتھ نیکی کرنے میں تاخیر نہ کرو۔
☆ جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے سب ڈرتے ہیں۔
☆ آزادی کا ایک لمحہ غلامی کے ہزار سال سے بہتر ہے۔
☆ کسی کا دل نہ دکھاؤ کہ تیرے پہلو میں بھی دل ہے۔
☆ ہر انسان کا سب سے بڑا دوست ہے۔
☆ بیکٹر علم اور فہم حاصل کا دشمن ہے۔
☆ علم سے بڑا کوئی خزانہ نہیں، نرمی عادت سے زیادہ کوئی دشمن نہیں اور شرم سے بہتر کوئی لباس نہیں۔
☆ خوش کامی ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں سڑ جاتا۔
☆ کھوکھلے قہقہوں کے مقابلے میں پرطمس مسکراہٹ زیادہ قیمتی ہے۔

اپنی مٹی پہ ہی چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مرمر پر چلو گئے تو پھسل جاؤ گے
(بشیر احمد توقیر 'اعظمہ ابو نعیمی')
کیا بتاؤں کہ روٹھ کر تجھ سے
آج تک تجبوں میں کھویا ہوں
تو مجھے بھول کر بھی خوش ہو گی
میں تجھے یاد کر کے رویا ہوں

میں نے ہوا ہے جی، تیری عبادت کی ہے
تجھ کو چاہا ہے منم تجھ سے محبت کیا ہے
محمود عالم حاکم۔ کراچی

سادھو

--- تحریر: منظم عباس۔ اینڈ سدرہ ڈوگر۔ کسودال۔ ---

بیٹا فیصل یہ سادھو بہت خطرناک ہے اور یہ امر ہونا چاہتا ہے اس کا نام رمل ہے اس کے آتے آتے بتایا تھا کہ اگر وہ امر ہونا چاہتا ہے تو وہ بیس آدمیوں کا خون پیئے وہ کل سے اپنا عمل شروع کر رہا ہے۔ اس دنیا پر شیطانی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے بیٹا تم اس کو امر ہونے سے پہلے ہی ختم کر دو بابا یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ لیکن بابا جی میں اسے کیسے ختم کر سکتا ہوں اس کو بیس آدمی نہیں ختم کر سکتے میں اس کیسے ختم کر سکتا ہوں بزرگ فیصل کی بات سن کر سکرا نے لگے اور کہا۔ بیٹے تم نے طاقت سے نہیں ختم سے اس کو مارتا ہے۔ وہ کیسے بابا جی فیصل نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔ وہ ایسے کہ تمہیں یہاں تیرے دن کا چلہ کرنا ہوگا اور یہ کام تم رات کو کرو گے بیٹا یہ کام بہت ہی مشکل ہے اس کے لیے تمہارے اندر جرات اور حوصلہ ہونا چاہیے۔ بابا جی آپ بس مجھے ورد بتا دیں میں یہ سب کر لوں گا۔ پھر بابا جی فیصل ورد یاد کروانے لگے جو اس نے ٹھوڑی ہی دیر میں یاد کر لیا پھر بابا جی نے کہا۔ بیٹا تم نے چلہ کے دوران باہر نہیں نکلتا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے اس کے ساتھ ہی فیصل کی آنکھ کھل گئی۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک ڈروائی کہانی۔

شیطان کے غلام سادھو آخر کس بات پر تم نے ہم سب کو قید کر رکھا ہے۔

بچہ بہت جلد تمہیں یہ چل جائے گا۔ ممبر کرو اس کے ساتھ ہی سادھو نے ایک زوردار بقیہ لگایا۔ آخر ہمارا جرم کیا ہے کچھ تو معلوم ہو قیدیوں میں سے ایک نے کہا۔

اجھا اگر تمہیں ممبر نہیں آتا تو سنو میں تم سب کو ایک ایک کر کے مار کر تمہارا خون پی جاؤں گا۔ اور بیس دن بعد امر ہو جاؤں گا۔

شیطان کے چیلے میں یہ سب نہیں ہونے دوں گا۔ ان میں سے جو فیصل تھا اس نے کہا۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کیا ہوتا ہے سادھو رمل نے غصہ سے کہا۔

شام کا وقت تھا سادھو رمل کا سایہ لہراتا ہوا ایک



خوفناک ڈائجسٹ 173

خوفناک ڈائجسٹ 172

سادھو

رات کو فیصل نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ اس سے کہہ رہے تھے۔

بیٹا فیصل یہ سادھو بہت خطرناک ہے اور یہ امر ہونا چاہتا ہے اس کا نام دل ہے اس کے آقائے اسے بتایا تھا کہ اگر وہ امر ہونا چاہتا ہے تو وہ میں آدمیوں کا خون پیے وہ کل سے اپنا عمل شروع کر رہا ہے۔ وہیں دنیا پر شیطانی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے بیٹا تم اس کو امر ہونے سے پہلے ہی ختم کر دو بابا یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔

لیکن باباجی میں اسے کیسے ختم کر سکتا ہوں اس کو میں آدمی نہیں ختم کر سکتے میں اکیلا کیسے ختم کر سکتا ہوں بزرگ فیصل کی بات سن کر مسکرانے لگے اور کہا۔

بیٹے تم نے طاقت سے نہیں عقل سے اس کو مارا ہے۔

وہ کیسے باباجی فیصل نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

وہ ایسے کہ تمہیں یہاں تین دن کا چل کرنا ہوگا اور یہ کام تم رات کو کرو گے بیٹا یہ کام بہت ہی مشکل ہے اس کے لیے تمہارے اندر جرات اور حوصلہ ہونا چاہیے۔

باباجی آپ بس مجھے ورد بتادیں میں سب کر لوں گا۔ پھر باباجی فیصل کو ورد یاد کروانے لگے جو اس نے تھوڑی ہی دیر میں یاد کر لیا پھر باباجی نے کہا۔ بیٹا تم نے چل کے دوران باہر نہیں نکلتا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے اس کے ساتھ ہی فیصل کی آنکھ کھل گئی۔ پھر وہ مطمئن ہو کر سو گیا۔

صبح اٹھتے ہی اس کا ایک منہوس خبر لی کہ اس سادھو نے ایک آدمی کو مار دیا ہے اور اس کا خون پی لیا ہے۔ انہوں نے بہت افسوس کیا فیصل تو مطمئن تھا کہ تین دن کے بعد میں نے اس کو ختم کرنا ہے مجھے اچانک ہی ایک واقعہ رونما ہو گیا۔ سادھو نے سب کو

ایک بہت بڑے کمرے میں تالا لگا کر بند کر دیا۔ ہر کوئی ڈر کے مارے بھاگ ہی نہ جائے۔ یوں چل کر بہت مشکل تھا کیونکہ وہاں اتنے لوگ تھے اور سادھو بھی وہاں کڑی نظر تھی ایسے ہی پانچ دن گزر گئے چوتھے دن فیصل کو بابا نے خواب میں کہا کہ بیٹا پریشان مت ہو نام رات کو مغرب کے بعد آنکھیں بند کر لیا کرہ میں تمہیں کسی جگہ چھوڑ آیا کروں گا اس طرح فیصل بہت خوش ہوا رات کو مغرب کے بعد اس نے آنکھیں بند کر لیں اور جب کھولیں تو اپنے آپ کو ایک دریاں جگہ پر پایا وہاں دور دور تک کسی انسان کا نام و نشان تک نہ تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہاں بھی کسی انسان کا گزر بھی نہیں ہوا تھا وہاں کوئی چرند پرند بھی نہ تھا ان خیالوں میں اس نے بہت سادقت ضائع کر دیا پتا چلی کہ چلے گا نام ختم ہو رہا ہے بابا کی اس آواز کو سن کر وہ جلدی سے اٹھا اور اپنا حصار قائم کیا پھر دور شروع کر دیا ابھی اس نے آدھا ہی ورد کیا تھا کہ اس کی نظر ایک طرف اٹھ گئی بس وہ وہی دیکھتا رہ گیا اس کا دل چاہا کہ بھاگ جائے منظر ہی کچھ ایسا تو جہاں پہلے کسی انسان کا نام و نشان تک نہ تھا مگر اب وہاں ہر طرف آدمی تھے اس کی طرف بڑھ رہے تھے کسی کے ہاتھ میں بالے تھے تو کسی کے ہاتھ میں نیزے اور تیر وغیرہ تھے تو کسی کے ہاتھ میں پتھر تھے اور یہ سب فیصل کی طرف پھینک رہے تھے جب اس کے قریب ایک نیزہ آیا تو وہ ذخود بخود غائب ہو گیا اس طرح اس کو کچھ حوصلہ ملا آخر میں آدمی بھی غائب ہو گیا اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اب وہاں پر صرف خالی ہاتھ جگہ تھی وہ پھر چلے میں مشغول ہو گیا اس طرح اس کا ایک دن کا چل ختم ہو گیا اب وہ سوچ رہا تھا کہ واپس کیسے جاؤں تو بزرگ نے اس سے کہا کہ آنکھیں بند کر لو اس نے کر کے جب کھولیں تو اسی جگہ موجود تھا جہاں اس کو قید کیا گیا تھا۔ کسی کو معلوم ہی نہیں تھا کہ رات کو کوئی یہاں سے غائب ہوا تھا اور پھر آ گیا ہے۔

اگلی رات پر اس نے آنکھیں بند کیں اور وہ پھر اسی جگہ پہنچ گیا۔ ابھی آدھا ہی چل کیا ہوگا کہ اس کو بزرگ جو خواب میں دکھائی دیتے تھے ایک طرف سے آتے ہوئے دیکھائی دیے بزرگ نے آتے ہی کہا بیٹا تم یہ چل چھوڑ دو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے پھر بابا نے کہا میرے پاس آؤ میں تمہیں اس کو مارنے کا ایک اور طریقہ بتاتا ہوں فیصل محسوس کر رہا تھا کہ یہ آواز بابا کی آواز سے کچھ مختلف ہے وہ ابھی اپنے خیالوں میں گم تھا کہ بزرگ کی آواز سنائی دی کہ بیٹا یہ تمہارا نام خواب کر رہا ہے پھر وہ آنکھیں بند کر کے ورد کرنے لگا تھوڑی دیر بعد جب اس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ وہاں تو کچھ بھی نہ تھا۔

اس طرح چلے کے دو دن مکمل ہو گئے اس نے آنکھیں بند کیں اور جب کھولیں تو وہاں موجود تھا اسی سادھو کو شک تھا کہ یہاں کچھ ہونے والا ہے پھر اس نے اپنے عمل کے ذریعے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ کوئی لڑکا اس کو مارنے کی کوشش کر رہا ہے سادھو بہت پریشان ہوا اور کوئی حل سوچنے لگا اس لیے اس نے اپنے آپ کو غائب کیا اور جس میں اس نے آدمی قید کر رکھے تھے اس جگہ آ گیا رات کو جب فیصل وہاں گیا تو سادھو بھی اس کے پیچھے اڑ کر آ گیا ابھی وہ حصار میں بیٹھائی تھا کہ سادھو اس کے سامنے آ گیا۔

حرام زادے تم مجھ سے بچ کر نہیں جاسکتے تمہیں ابھی بارہوں کا فیصل نے ابھی چل شروع نہیں کیا تھا اس لیے وہ بول پڑا شیطان کے بچاری میں ایک خدا کو مانا ہوں اس لیے میں تمہیں امر ہونے سے پہلے بارہوں کا یہ کہہ کر اس نے ورد کرنا شروع کر دیا سادھو نے کچھ پڑھ کر اس کی طرف پھونک دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں بڑے بڑے سانپ اس کی طرف بڑھنے ہوئے آنے لگے ابھی اس کا دل چاہا کہ بھاگ جائے مگر بابا کی نصیحت یاد آگئی اور وہی بیٹھ گیا جب

کوئی سانپ اس کے حصار سے نکلنا غائب ہو جاتا اس طرح سب کے سب ہی مارے گئے سادھو نے پھر کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو ایک سیاہ آدمی اس کے منہ سے نکلا اور دیکھتے ہی دیکھتے بڑا ہو گیا اور فیصل کی طرف آنے لگا اس نے آتے ہی اپنا ہاتھ اس کی طرف کیا تو اس کے ہاتھ سے آگ کا شعلہ نکلا اور اس کی طرف آیا اور ٹکراتے ہی غائب ہو گیا اس نے بہت سے داؤ کھیلے پھر وہ آپ اس کی طرف آیا جب اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو وہ دور گر گیا اور اس کے جسم میں آگ لگ گئی اس کے ساتھ ہی اس نے کچھ منتر پڑھا اور زور کی آندھی طے کی مٹی اڑا کر اس کی آنکھوں میں پڑنے لگی وہ دیکھنے آندھی چلتی رہی اور پھر کہیں جا کر رک گئی اس کی آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں پھر اس نے آنکھیں صاف کی تب اس کی آنکھیں کھولیں جب سادھو سے اور کوئی کام نہ چلا تو وہ رونے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے معاف کر دو آئندہ میں کسی انسان کو تنگ نہیں کروں گا نہیں شیطان کے چلے میں اب تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا اتنے میں چلے گا نام ختم ہو گیا اور وہ ادھر ادھر بھاگنے لگا اس کو آگ لگ گئی اور وہ وہی راکھ کا دھیر بن گیا مجھے بزرگ کی آواز سنائی دی کہ بیٹا تمہیں سہارک ہونے سے بہت سے لوگوں کو مرنے سے بچا لیا ہے اب آنکھیں بند کر دو جب میں نے آنکھیں کھولیں تو وہاں سے بہت سے لوگ تھے اور وہ جگہ مٹی کا ڈھیر بن چکی تھی میں نے سب کو خوشخبری سنائی اور سب ہی بہت ہی خوش ہوئے پھر سب اپنے اپنے گھروں کو چل دیے کسی نے جگ کہا ہے کہ جیت ہمیشہ کی ہوتی ہے اور شیطان کو ماننے والے اپنے انجام کو پہنچتے ہیں۔

قادر بن کر ام کیسی گئی ہماری کہانی اپنی رائے سے ضرور نوازے گا۔ ہمیں آپ کی رائے کا شدت سے انتظار ہے گا۔

پھول اور کلیاں

۲، تم میری زندگی کی پہلی اور آخری پسند ہو
(استغفار)

۳، موبائل فون سائیکٹ پر تھا جانی

(توپڑ کی کافون وہ بھی سائیکٹ پر

۴، ہماری شادی ضرور ہوگی

(خواب میں)

۵، تمہارے والدین میرے والدین ہیں جان

(شادی سے پہلے)

۶، اگر تم نے مجھ سے شادی نہ کی تو میں کنواری ہی
بچھی رہوں گی

(ایک ماہ تک)

۷، اگر تم نہ ملے تو میں مرجاؤں گی

(کسی اور پر)

..... ادا علی عرف ندیم عباس

جو تمہاری خاموشی سے تمہاری تکلیف کا اندازہ نہ کر

سکے اس کے سامنے زبان سے اظہار کرنا صرف

لفظوں کو ضائع کرنا ہے

..... ملک علی رضا

محبت

بھولی بھری یادوں کو ہم پھر سے یاد کرنے لگے ہیں

ٹوٹی ہوئی راہوں پہ ہم پھر سے چلتے لگے ہیں

تیرے ملنے کی خوشی میں جان جاں

گرتے گرتے سنبھلنے لگے ہیں

زندگی بوجھ لگنے لگی تیرے بن

دیکھ تیرے پیار میں ہم مرنے لگے ہیں

اچھی باتیں

☆ سب سے زیادہ عقل مند وہ شخص ہے جو اچھی طرح

اپنی بات کو ثابت کر سکے

☆ علم ایک ایسی چیز ہے جو کبھی بوزھی نہیں ہوتی

☆ دل ایک آئینہ ہے اگر وہ برائی سے پاک ہے تو اس

میں خدا نظر آتا ہے

☆ ماں باپ کی طرف پیار سے دیکھنا بھی ایک عبادت

ہے

☆ غم اور انسان جڑواں پیدا ہوتے ہیں

☆ کسی کا دل نہ دکھا تو بھی دل رکھتا ہے

☆ کسی کو نصیحت نہ کر کیوں کہ بے وقوف سنتا نہیں اور

عقل مند کو اس کی ضرورت نہیں ہے

☆ جوانی کے دھوکے پہ نا جا کیوں کہ بوڑھا ہونے

سے پہلے بھی کئی جوان گزر چکے ہیں

☆ آخرت کا کام آج کر دنیا کا کام کل پہ چھوڑ دے

..... محمد اعجاز احمد حسن

لطیفہ

سردار کا پڑوسی مر دیا سردار ان کے گھر گیا اور پوچھا

لاش آگئی اتفاقاً اسی وقت لاش ایک بڑی سی

ایسولینس میں آگئی سردار ہنس کر بولا

لو، دوسو مئی کی عمر اے مرحوم دی

..... شاہد اقبال چوکی

لا کیوں کے ٹاپ جھوٹ

انجھے تم سے بہت ہی محبت ہے

(جھولی)

خوشخبری

ہمارے ہاں پرانے ڈائجسٹ و رسائل اور ہر موضوع پر
نئی کتب کی تمام ورائٹی نہایت رعایتی قیمت پر دستیاب ہیں

پُرانے جواب عرض، خوفناک

خواتین، کرن، شعاع، آنجل، پاکیزہ، ورثہ، حنا، جواب عرض، خوفناک، جاسوسی، سسپنس، سرگزشت، عجیب کہانیاں،
دو شیزہ، عمران، حکایت، عجیب کہانی، چرائی، فیشن، میک، فاصلہ لباس فیشن، بچوں کی دنیا، بچوں کا باغ، بگھنہ، بونہال،
تعلیم و تربیت، ڈالڈا، دسترخوان، مصالحہ، بادشاہی خانہ، کوکب خزانہ، مزیدار لطیفے، بچوں کی کہانیاں، ایس ایم ایس،
پیلیاں، ٹوٹکے، بھجائی باپے، شاکر کے دو بڑے، بکھر کا دوا خانہ، شاعری، غزلیں، غزلیں، بگھنہ، جواب شکوہ، کزن کنز،
تمام صوتی بزرگوں کے کلام، اقوال و زریں، اور پرانے ڈائجسٹ کی تمام ورائٹی دستیاب ہیں۔

منصور حسن پرانے رسالوں والے



نزد شاہ عالم مارکیٹ، قیام بازار، ورک مارکیٹ، دکان نمبر ۹ لاہور
موبائل نمبر 0333-4765899



کرتے ہیں تم سے اقرار محبت
محبت ہاں محبت تم سے کرنے لگے ہیں
عابدہ رانی گوجرانوالہ

اقوال زریں

☆ تم میں سے بہت وہ ہے جس سے اس بات کا
اطمینان ہو کہ وہ برائی نہیں کرے گا
☆ اعمال کا اعتبار نیوٹوں کے مطابق ہوتا ہے
☆ تمہارے اعمال ہی تمہارے حاکم ہیں
☆ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو اس سے
کہہ دو کہ پڑوسی کی تکریم کیا کرے
☆ جو شخص دولت کے جتنا قریب ہوتا ہے اللہ اس
سے اتنا ہی دور ہو جاتا ہے
رینا محمود قریشی

لطیفہ

ایک آدمی کو کوخ بڑھتا تھا ایک دن اس کا گزر کسی
قبرستان سے ہوا اچانک اسے قبر سے ٹھوکر لگی تو کہنے
لگا مجھے کیا قبر تھی کہ یہاں خبریں ہی خبریں ہیں
ایم عمر فاروق چانڈیو

بے زبان لفظ

کچھ لفظ ہیں بے زباں سے
کچھ راتیں ہیں انجان سے
کچھ دھڑکنیں ہیں بے چین کی
کچھ خیالات ہیں عجیب سے کچھ الجھنیں ہیں دل کی
کچھ جھگڑے ہیں نصیب کے
کچھ رنجشیں ہیں تم سے
کچھ شکوے ہیں تقدیر سے
کچھ اپنوں نے زخم دیئے
کچھ مقدر بھی تھے غریب سے
کچھ تیری محبت ہم کو لے بیٹھی
کچھ ہم بھی ٹھہرے بد نصیب سے
عابدہ رانی گوجرانوالہ

اچھی بات

ایک آدمی نے ٹوٹے ہوئے پھول سے پوچھا کہ جب
تمہیں توڑا گیا تو تمہیں دکھ نہ ہوا تھا پھول نے ایک
خوبصورت جواب دیا جب میں نے توڑنے والے کی
خوشی دیکھی تو میں اپنا دکھ بھول گیا
محمد آصف دہلی

اچھی باتیں

☆ اپنا کردار عظیم بنان چاہتے ہو تو پہلے اپنا اخلاق
اچھا بناؤ
☆ اگر آپ برف کی طرح صاف شفاف ہو تو بھی
تہمت سے نہیں بچ سکتے
☆ اسان کی عقل پر کوئی چیز بیٹھ جائے آسانی سے
نہیں اترتی

محمد آصف دہلی

ایک سردار اپنے بیمار بھائی کو مار رہا تھا کسی نے پوچھا
کیوں مار رہے ہو اس نے کہا اگر یہ دوائی نہ کھائے تو
اسے مار مار کے کھانا

محمد آصف دہلی

28 مئی کو شب معراج 16 جون کو شب برات
1 جولائی کو رمضان ہے 2 اگست کو عید الفطر ہے اور
16 اکتوبر کو عید اگنی ہے آپ سب کو مبارک ہو اللہ سے دعا
ہے کہ یہ خوشیوں کے دن سب کو نصیب فرمائے آمین
یاد رکھنا سب سے پہلے میں نے دس کیا ہے آپ
سب کو..... شاہد اقبال چوکی

غزل

اکثر چوٹ کھاتی ہے محبت مسکراتی ہے
اپنا گھر لٹاتی ہے محبت مسکراتی ہے
زمانے کی اذیت سے اگر دو چار ہوں بھی تو
محبت گنگناتی ہے محبت مسکراتی ہے
اپنی بے وفائی کا اثر تم بھی ذرا دیکھو

محبت بڑھتی جاتی ہے محبت مسکراتی ہے
کبھی ہنسنا بھی رونا بھی پانا بھی کھونا

کیا کیا رنگ دیکھاتی ہے محبت مسکراتی ہے
کبھی مسکان ہونوں کی کبھی تحریر آنکھوں کی

جب بھی یاد آتی ہے محبت مسکراتی ہے

درد و غم کی طغیانی شہرِ دل میں ہے لیکن

ہر دکھ کو چھپاتی ہے محبت مسکراتی ہے

دسمبر کی بارش اور سب سے بہت ہو اؤں میں

من میں اجلائی ہے محبت مسکراتی ہے

کبھی دیکھی جو بھولے سے تیری تصویر بچپن کی

غم ہجر اں بڑھاتی ہے محبت مسکراتی ہے

سیدہ جیسا عباس۔ مرالی حلقہ کنگ

غم کے بادل

کس کے کٹاؤں کی ملی ہم کو سزا
کس کے کٹاؤں کی ہم سزا پا گئے ہیں
بیای کٹاؤں کو حق سار کی حلق
جو تھے سیراب پیاس وہ بھگ گئے ہیں
اب نہ رہی آس ملن کی ہمیں
وقت ملن کا تو ہم کھو گئے ہیں
آؤ پیار کے سار میں ڈوب سریں
میں نے دھیرے سے پوچھا وہ کھرا گئے ہیں
تہ کسی ہے محبت چاہتہ اور وفا
ہم جس کے زیرِ اعتبار آ گئے ہیں
جس گھری جا نہیں ہم اس کا کیا لینا
ٹھنڈے ہل جن کے کھرا کھاد لگا گئے ہیں
یہ سچ ۰ تھا شخص کی کیا دعویٰ ہے ڈاکر
ایک جگہ پڑے اکیلے ہم بھی اتنا گئے ہیں
محمد اکبر سندھ

۵۵ حضرت کے نام

آج میر تم کے بادل چھا گئے ہیں
آج میر تم کہاں پر آ گئے ہیں
ان لوگوں سے تیری دوستی باقی نہیں رہی
جو تھے جو ان میں یکم تو خیال کر

کھترین شعر اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے شعر لکھا گیا ہے اس کا نام و مقام

نام

شعر

شہر

شعر بھیجنے والے کا نام

شہر

خونناک ڈائجسٹ 179

خونناک ڈائجسٹ 178

نصراً اقبال پر دیکھی۔

خوبصورت باتیں

بہتر ہے خود کوئی ہی کسی۔
 منزل کا تعین کئے بغیر اگر سفر شروع کر دیا جائے تو ہر جگہ ہوا
 قدم آپ کے حوصلے پر پست کرنے لگتا ہے۔
 مگر بھی کسی سے توقعات وابستہ نہ کر دیں کہ توقعات
 انسان کو دوسروں پر انیس کرنا سکھاتی ہیں۔
 کسی کو پانے کی تمنا نہ کر دیکھا اپنے آپ کو اس کے قابل
 بناؤ کہ دنیا والے جھپٹیں پانے کی تمنا کریں۔
 غم کا علاج مصروفیت ہے۔
 شکست کا ایک ہی جواب ہے اور وہ ہے رنج۔
 بہت زیادہ بولنے سے انسان اپنی عزت کھو بیٹھتا ہے۔
 اپنے دوست کو راز نہ دے کہیں یہ اعتماد نگ کی طرح نہ اُس
 لے۔
 عمل علم کا اور علم عمل کا پتہ تاج ہے۔
 تو یہ گناہ گوار جھگڑا رزق کو کھاتا ہے۔
 علم ایک سکڑا پھول ہے جو غم کی آگ سے کھلا جاتا ہے۔
 آدمی کی قابلیت زبان میں پوشیدہ ہے۔
 زبان کو لے سے پہلے سوچ لو کہ تم سے زیادہ عقل مند لوگ
 موجود ہیں۔
 بندوں سے محبت کرنے سے بھی خوشی حاصل ہوتی ہے۔
 شادمانہ اور ایذا اُحسان ملی۔ گورہ

گوشت نہیں

ایک عورت گوشت خریدنے کے لئے آئی اور کہنے لگی
 کہ مجھے نرم اور عمدہ گوشت دے دو لیکن یہ خیال ضرور رکھنا
 اس میں ہڈی، چربی اور جھجھک بے بالکل نہ ہو، سمجھ گئے؟
 ہاں ہاں کیوں نہیں۔ تصاب نے کہا۔ آپ کو کسی پولیٹری فارم
 پر جانا چاہئے اور وہاں سے کچھ اٹھ کر خریدنے چاہئیں گوشت
 نہیں۔

پہل اور مہیاں

موت

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بیٹا مر گیا تو ایک صوبے کے
 عامل نے تعزیت کا خط لکھا آپ نے اپنے میرٹھی سے فرمایا۔
 میری طرف سے جواب لکھ دو۔ میرٹھی قلم تراشنے لگا تو عمر بن
 عبدالعزیز نے اس سے فرمایا۔ قلم ہار یک بناؤ کیونکہ ہار یک قلم
 کے حروف کا ذخیرہ دیر تک رہتے ہیں اور میری طرف سے لکھو۔
 "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ موت ایک ایسی چیز ہے جس کے
 لئے ہم نے اپنے نصیبوں کو پہلے سے تیار کر رکھا ہے اس لئے
 جب وہ آتی ہے ہم اس کا تذکرہ نہیں کرتے۔"

☆..... ہاپے ملان

خوف خدا

منصور بن عمار کو کسی نے خواب میں دیکھا اور دریافت
 کیا کہ تم پر کیا گزری؟ انہوں نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے
 مجھے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا۔ اے منصور تو جانتا ہے کہ میں نے
 تجھے کیوں بخشا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رب اچھے خیر نہیں۔
 پھر خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ایک دن تو بیٹھا ہوا بہت سے
 آدمیوں کو دعا اور نصیحت کر رہا تھا کہ یہ باتیں سنا کر لا رہا تھا
 ان میرے بندوں میں سے ایک بندہ خوف سے ایسا دوبا جو کہ
 کبھی نہ روایا تھا میں نے اسے بخش دیا اور اس کی وجہ سے تجھ کو
 اور تمام مجلس کو بخش دیا۔

☆..... ہاپے ملان

فاسق

سیدنا عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا۔ مسلمان کو گالی دینا (یا اس کا عیب بیان کرنا)
 فسق ہے (یعنی گناہ ہے اور ایسا کرنے والا فاسق ہے) اور اس
 سے لڑنا فحشاء ہے۔

☆..... ہاپے ملان

حلال و حرام

امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
 گھوڑے پر سوار جا رہے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ مسجد
 میں داخل ہوئے اور ایک شخص سے جو دروازے پر کھڑا تھا
 فرمایا۔ میرے گھوڑے کو تھامے رکھو میں نماز پڑھ کر آتا ہوں۔
 وہ شخص بندھ گیا اور گھوڑے کی ناکم اتار کر لے گیا اور
 گھوڑے کو وہیں چھوڑ گیا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نماز سے
 فارغ ہو کر باہر آئے تو جب سے وہ درہم اس شخص کے لئے
 بطور انعام نکالے لیکن دیکھا کہ وہ شخص ناکم چمک لے گیا
 ہے۔ اتنے میں آپ کا غلام آگیا آپ نے درہم اس کو
 دے کر کہی ناکم خرید لگاؤ۔ چور نے ناکم بازار میں بیچ دی تھی
 اور غلام وہی ناکم خرید لایا۔ آپ نے فرمایا۔ اس بے وقوف
 شخص نے اپنی بے مبری سے حلال روزی کو حرام میں تبدیل کر
 لیا جو درہم میں اسے انعام کے طور پر دینا چاہتا تھا وہی اس نے
 ناکم بیچ کر حرام کے طور پر وصول کر لئے۔

☆..... عبداللہ حسن چشتی۔ بیت پور

ضمیر کے پاس

حضرت عبداللہ بن محمدؒ اپنے عہد کے بہت بڑے
 بزرگ گزرے ہیں ایک مرتبہ کپڑا خریدنے کے بازار گئے۔ اتفاق
 سے دکاندار آپ کو جانتا نہیں تھا اس نے کپڑا رکھا اور کچھ
 قیمت بتائی لیکن آپ نے کچھ قیمت کم کرنا چاہی۔ دکاندار نہ مانا
 دکاندار کا پڑوسی انہیں جانتا تھا اس نے دکاندار سے کہا۔ بھائی
 کچھ پیسے چھوڑ دو جانے نہیں یہ کون ہیں؟ یہ عبداللہ بن محمدؒ
 ہیں۔ حضرت عبداللہ نے جب یہ سنا تو اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر
 یہ کہتے ہوئے واپس چلے کہ ہم یہاں بیسوں سے کپڑا خریدنے
 آئے ہیں اپنے ایمان سے نہیں۔

☆..... عبداللہ حسن چشتی۔ بیت پور

کلنے کی فضیلتیں

☆ سب سے افضل ذکر کل طیبہ ہے۔
 ☆ جو شخص سو مرتبہ روزانہ کل پڑھتا ہے اس کا چہرہ قیامت کے
 دن چھوڑ دیں گے رات کے چاند کی طرح چمکے گا۔
 ☆ جو آدمی سو مرتبہ کل پڑھتا ہے تو زمین اور آسمان کا غلام اس
 کی نیکیوں سے بھر جاتا ہے۔

پہل اور مہیاں

☆ کل طیبہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں سے زیادہ روزی
 ہے۔ جو شخص دن میں یا رات میں کل طیبہ پڑھتا ہے اس کی
 برائیاں ستادی جاتی ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔
 ☆..... عبداللہ حسن چشتی۔ بیت پور

فرمودات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ انسان کی قدر منزلت علم کے اعتبار سے ہوتی ہے۔
 ☆ صدقہ خدا کے غنیمت کو ختم کر دیتا ہے۔
 ☆ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔
 ☆..... عبداللہ حسن چشتی۔ بیت پور

رحم

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک
 غلام آٹا نہیں رہا ہے اور ساتھ ہی رو رہا ہے۔ آپ
 اس کے قریب گئے تو معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے لیکن اس کا غلام
 آٹا اس کو بھی نہیں دیتا۔ آپ نے اس کو آٹا رام سے لٹا دیا اور
 سارا آٹا خود میں دیا پھر فرمایا۔ جب تمہیں آٹا دیتا ہوں تو مجھے بلا
 لیا کرو۔

☆..... عبداللہ حسن چشتی۔ بیت پور

زندگی بعد موت

برقیہیت کرنے والے طعنے دینے والے کی خرابی ہے جو
 مال جمع کرتا ہے اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے شاید وہ خیال کرتا
 ہے یہ مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا (موت کے بعد کی زندگی)
 موجب ہوگا مگر نہیں وہ ضرور حور و میں جھونک دیا جائے گا اور
 تم کیا سمجھو کہ حور و کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ
 ہے جو دلوں تک جا پہنچے گی بے شک وہ اس میں بند کر دیے
 جائیں گے جہنم کی آگ کے لیے لیے ستون ہیں۔

☆..... محمد فاروق۔ رحیم یار خان

معلومات

☆ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ہائی مسلمانوں کے عظیم اصلاح
 کار سر سید احمد خان نے چند روزہ رسالہ "تہذیب الاخلاق"
 کی بنیاد رکھی تھی۔
 ☆ زمین اور زمین میں موجود چیزوں کا مطالعہ علم ارضیات کہلاتا

☆ مغل بادشاہ نصیر الدین ہمایوں کے مغل اعظم محمد جلال الدین اکبر شہزادے تھے۔
☆ شب برأت چند روز جب کو سناں ہاتی ہے۔
☆ شب اسلام کے سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر تھے جو سوا دو سال خلیفہ رہے۔
☆ ملک تہان کی کرکھی روپے کھاتی ہے۔
☆ اس کی ٹھکر دھار کی عمارت کو بھٹا گون کہتے ہیں۔
☆ دنیا کا سب سے چھوٹا اسلامی ملک جزائر کاوشٹل مالدیپ ہے۔

☆ پروفیسر ڈاکٹر واجد گینوی - کراچی

خواہش

ایک دلیل صاحب اپنے سونگل سے اپنی خواہش کا اظہار کر رہے تھے۔ جب میں چھوٹا سا تھا تو میری خواہش تھی کہ میں بڑا ہو کر ڈاکٹروں کا سونگل بولا۔ جناب! آپ خوش قسمت ہیں ورنہ اس دنیا میں انسان کی ہر خواہش کب پوری ہوتی ہے۔

☆ پروفیسر ڈاکٹر واجد گینوی - کراچی

تاریخ

آج کیا تاریخ ہے؟ بیوی نے مجھ کو لکھتے لکھتے چمک کر اپنے شوہر سے پوچھا۔ اخبار میں دیکھ لو تمہارے قریب ہی رکھا ہے۔ شوہر نے ٹی وی سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔ خاتون نے اخبار اٹھا لیا اور برسات کا کڑوا کڑوا سا پانی کاغذ پر آج کی تاریخ پوچھ دی ہوں۔

☆ محمد نعمان - ہرٹس پورہ - لاہور

حضرت علیؑ نے فرمایا

☆ پرمیٹناں تذکرہ کرنے سے بڑھ جاتی ہیں۔ سائوس ہونے سے کم، مگر کرنے سے ختم اور شکر یہ کرنے سے خوشی میں بدل جاتی ہیں۔
☆ ہاشم اور ہاشمیوں کے درمیان کا رشتہ خون کے رشتوں سے کھنڈ زیادہ قریب اور گہرا ہے۔
☆ آٹھ سو اس وقت مقدس ہوتے ہیں جب وہ کسی اور کے دھم اور تکلیف کو محسوس کر کے نکلیں۔

پھول اور کھیاں

☆ تم جنت نہ مانگو بلکہ تم دنیا میں ایسے کام کرو کہ جنت جہیں مانگے۔

☆ اگر کسی کا عرف آ زمانہ ہو تو اسے زیادہ عزت دو۔ عالی ظرف ہوا تو ہمیں زیادہ عزت دے گا اگر کم ظرف ہوا تو خود کو عالی سمجھے گا۔

☆ اگر کہیں وہ سب مل جائے جو تمہاری مرضی ہو تو اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تمہاری مرضی پوری کی اور اگر کہیں وہ نہ ملے جو تمہاری مرضی تھی تو بھی زیادہ اللہ کا شکر ادا کرو کیونکہ وہ کہیں اپنی مرضی سے دینا چاہتا ہے اور اللہ کی مرضی بہت بہتر ہے تمہاری مرضی سے۔

☆ جب خدا چاہتا ہے کہ کسی بندے سے دوستی کرے تو اس کی زبان پر اپنے ذکر اور دل پر اپنی فکر کے دروازے کھول دیتا ہے۔

☆ ہر مٹی کی چیز میں ڈھیر ہے سوائے شہد کے اور ہر کڑی چیز میں شفا ہے سوائے زہر کے۔

☆ قبر چار آوازیں دیتی ہے: (1) یہاں اندھرا ہے روشنی لانا (2) میں خاک ہوں سبز لانا (3) تمہاری ہے دوست لانا (4) سانپ چھو جس دولانا۔

☆ لفظ انسان کے غلام ہوتے ہیں مگر صرف بولنے سے پہلے تک بولنے کے بعد انسان اپنے لفظوں کا غلام بن جاتا ہے۔
☆ محمد نعمان - ہرٹس پورہ - لاہور

بخیل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مرتبہ بحری کے وقت بکھری رہی تھیں تو سولی کر گئی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سولی تلاش کرنے لگیں اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ کی روشنی سے سارے گھر میں روشنی ہو گئی اور سولی مل گئی۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کا چہرہ مبارک کتنا روشن ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں یعنی ہلاکت ہے۔ اس بندے کے لئے جو مجھے قیامت کے دن نہیں دیکھ سکے گا۔ آپ نے فرمایا وہ بخیل ہے۔ عرض کیا بخیل کون ہے۔ فرمایا جس نے میرا نام مبارک سنا اور مجھ پر درود پاک نہ پڑھا۔ (القول البدیع)

☆ بہادر عابدانی - مٹوکی

غزلیں نظمیں

غزل

عمر بھر کا بنایا تو نے ہمسفر تمہیں مبارک
میری نئی زندگی یہ نئی منزلیں یہ نیا سفر تمہیں مبارک
تو بن کے دہن سے لپکی ہے شاب حیرا سے مبارک
یہ لال جوڑا یہ مسکراہٹ صدا ہو دلبر تمہیں مبارک
خدا کرے تیری زندگی میں بھی خزاں نہ آئے
بہاروں کا یہ حسین موسم حسین منظر تمہیں مبارک
اب میری ضرورت کہاں رہی تمہیں تو ساقی مل گیا ہے
یہ غم تہائی مجھے ملی ہے خوشیوں کا کھر تمہیں مبارک
تیرے میرے اے جان جانا راستے اب جدا ہو گئے

میں چھوڑ کر جا رہا ہوں زلی یہ تیرا شہر تمہیں مبارک
محمد زکریا زلی - ننڈ اٹھل

قطعہ

نہی ہوو کے دے گلدے ہائے
نہی ہوو کے دے گلدے ہائے
ای چھوٹی جہنم خلاق خدا دی
نہی ہوو کے دے گلدے ہائے
مانوں عارضی سنگت دے لارے دے دے کے نہی
کردے ہوو شکار ہائے
در اصل یاسین تے لت رکھ کے نہی پٹنا چاہندے پار
ہائے

اے سب سائیں عرش دی تختی توں اک نگر دوں لفظ مٹا
چا
ثاقت عبادتاں کراں میں میرے روندے نین ہسا
چا

تو آپ رحیم کریم جو ہیں میرے اجڑے بخت بنا چا
باقی قسمت حسن دی اپنی ہے اک وار تے یار ملا چا

حسن بدنام زمانے میں بد نام تو ہوتا پڑتا ہے
کس دل کو پیار کیا جائے اسے پھر کھوتا پڑتا ہے
یہ دولت دلوں کی یہاں دلوں کا کوئی بھڑ نہیں
دو پلہ کی خوشیاں ملتی ہیں پھر زندگی بھر رونا پڑتا ہے
محمد اعجاز - احمد محسن - خانوال

آنکھیں

بڑی بڑی غزالی آنکھیں
مجھ کو لگتی ہیں زالی آنکھیں
شوخی و چنچل ہے چہرہ تیرا
جس تجھی ہیں مثالی آنکھیں
بھری تجھ میں شرم و حیا سے
حیا جو آتی تو جھکا لیں آنکھیں
دیکھیں تمہیں جو سر اٹھا کے
ہولے ہولے مسکرا دی آنکھیں
نگاہیں تم سے جو مل گئی ہیں
شرم سے پھر جھکا دی آنکھیں
آنکھیں تیری آنکھیں
دیکھا جو تم کو بتا دی آنکھیں
مار ہی ڈالو گے نظروں سے مجھ کو
کہا تو میں نے ہٹا لی آنکھیں
دیکھتے ہو جو روز چہرہ بڑی مدت سے ہیں سنبھالی
آنکھیں
باشاء اللہ چشمے بدور

اللہ اللہ تعریف کردی اس نے کابل سے بجا
کس نے اب یہ تعریف کردی اس نے کابل سے بجا
لی
رودی آنکھوں میں کتنے ہیں دیپ روشن
بھی خوشیوں سے ہوں نہ خالی آنکھیں
عبدالبار رودی انصاری لاہور

غزل

اک روز محبت سے بلاؤ تو کسی تم
آنکھیں میری آنکھوں سے ملاؤ تو کسی تم
اک مدت سے پیاسی ہیں لگا ہیں میری
آپٹل ذرا چہرے سے ہٹاؤ تو کسی تم
ساغر سے تو پیتے ہوئے عمر کئی ہے
ہونٹوں کے بھی جام پیلاؤ تو کسی تم
اے جان جہاں جان وفا جان تمنا
اے جان جگر مجھ میں سدا تو کسی دن
پونجھ تو کسی اشک کسی دیدر کے گرتے ہوئے لوگوں کو
افشاؤ تو کسی تم
مس فوزیہ کنول

غزل

تجھے بھول جانے جانی کی کوشش کروں گی
ستم خود پہ ڈھانے کی کوشش کروں گی
چھپانے سے بھی عشق چھپتا نہیں ہے
مگر میں چھپانے کی کوشش کروں گی
مجھے زہر لگتے ہیں چہروں پہ چہرے
میں پردے اٹھانے کی کوشش کروں گی
سنا ہے دیواریں بھی سختی ہیں باتیں
میں گم دل سنانے کی کوشش کروں گی میں کوشش
کروں گی کہ وعدہ نبھائوں
صدا مسکرانے کی کوشش کروں گی
میں جو دنیا کی بھیڑ میں گم ہوں کنول
میں اس کو بتانے کی کوشش کروں گی

مس فوزیہ کنول

غزل

اپنے ہاتھوں کے لیے کجرا بنا لے مجھ کو
اپنی نازک سی کلائی میں سجالے مجھ کو
بڑی چاہت سے بھی اور بڑی حسرت سے اک ادا
سے بھی سینے سے لگا لے مجھ کو
جس کے لہرانے سے خوشبوئیں ہواؤں کو ملیں
اپنے آپٹل میں کسی روز چھپالے مجھ کو
چہرے کے اور جھوم کے دھیرے دھیرے
تو بھی جھیل سی آنکھوں میں سجالے مجھ کو
اپنے ہاتھوں کے لیے کجرا بنا لے مجھ کو
کلائی میں سجالے مجھ کو
محمد شعیب رسول ہارون آباد

غزل

میں نے الفت کے نقاصوں کو نبھایا اکثر
اور لوگوں نے میرا درد بڑھایا اکثر
میں نے نوٹے ہوئے لوگوں کو اٹھانا چاہا
اور لوگوں نے سر راہ مجھ کو گرایا اکثر
میں نے چاہت کے زمانے میں تماشہ نہ کیا
اپنے ڈھلتے ہوئے اشکوں کو چھپایا اکثر
یوں تیرے ترک تعلق سے شکایت کیسی
چھوڑ دیتا ہے میرا ساتھ بھی سایا اکثر
آمنہ شہزادی جہانیاں

غزل

اک بار کر کے اعتبار لکھ دو
کتنا ہے مجھ سے پیار لکھ دو
کتنی نہیں ہے یہ زندگی اب تیرے بن
تس رہا ہوں مدت سے
اس بار اپنی محبت کا اظہار لکھ دو

ہو جاؤں جسے پڑھ کر میں
ابھی ابھی غزل تم میری جان لکھ دو
زادہ نہیں لکھ سکتے تو مت لکھو
بت بھرے دو چار الفاظ لکھ دو
اک بار لکھو مجھے محبت ہے تم سے
یہی جملہ بار بار لکھ دو
بارت علی ثوبہ فیک سنگھ

غزل

لیکن ملا ہی نہیں
ت کوکبش کی مگر فاصلہ ملا ہی نہیں
ی زمانے نے مجبور ہی اس قدر کر دیا تھا
کہ میری کسی صدا پر وہ رکا ہی نہیں
راک سے سب پوچھا تیرے نہ ملنے کا
راک نے کیا وہ تیرے لیے بنا ہی نہیں
ی تمام تر کوشش کے باوجود تمہیں ہار گیا
وہ اسے مل گیا جس نے تجھے مانگا ہی نہیں
آئینہ سے خادم نے چاہا تھا وہ کسی اور کا ہوا
یوں اس دنیا میں محبت کا کوئی صلہ ہی نہیں
نہال

تاروں بھری راتیں ہیں
خوشبو کی بارائیں ہیں
شام کا ٹھنڈا آپٹل ہے
ایک بھٹکتا بادل ہے
سداں ٹوٹ کے برسا ہے
دل اتنا ترسا ہے
ادبائے رلیوں میں پھر زندگی کے میلوں میں
یاد کی شہنائی ہے
ہوں اور میری تنہائی ہے
خادم جگ ڈیرا مراد بھائی

غزل

مجھ سے ملا تھا تو ملا تھا چرا کر آنکھیں
پھر وہ کس کے لیے رکھتا تھا چرا کر آنکھیں
میں اسے دیکھتا رہتا تھا جہاں تک دیکھوں
اک وہ جو دیکھے نہ اٹھا کر آنکھیں
اس جگہ آج بھی بیٹھا ہوں اکیلا یاد
جس جگہ وہ چھوڑ گیا تھا ملا کر آنکھیں
مجھ سے لگا ہیں وہ اکثر چرا لیتی ہے یاسین
میں نے کاغذ پر بھی دیکھیں ہیں بنائیں آنکھیں

غزل

بات دن کی نہیں مجھے رات سے ڈر لگتا ہے
مگر کیا ہے میرا مجھے برسات سے ڈر لگتا ہے
اس نے تجھے میں دیئے مجھ کو خون کے آنسو
زندگی اب تیری ہر ساغات سے ڈر لگتا ہے
چھوڑو پیار کی باتیں اب کوئی اور بات کرو
اب تو پیار کی ہر بات سے ڈر لگتا ہے
میری خاطر کہیں وہ بدنام نہ ہو جائے
اس لیے اس کی ہر ملاقات سے ڈر لگتا ہے
ایوں میں رہ کر ہم نے ایسے رزم کھائے یاسین
کہ ہمیں تو اب اپنی ذات سے ڈر لگتا ہے
محمد یاسین بلہوآنہ موڑ

غزل

موسم بدل بدل گئے ہم دونوں ہی
اب تو روتے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
کس سے کریں شکوہ اب ہم یہ سوچتے رہتے ہیں
ہم دونوں ہی
اب کی با رجب دور ہوئے ہم
ملنے کو ترستے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
تم بھول جاؤ ہم تو اچھا ہے
اب تو یہی کہتے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
کل شب ہماری ملاقات ہوئی تو
گلے لگا کر روئے پھر ہم دونوں ہی

سونو
یاو رکھنا
وہ جا رہا تھا پولیس میں میرا دل کیا میں روک لوں مگر
میں روک نہ پائی وہ جاتے ہوئے میرا ہاتھ پکڑ کر بولا
اپنا خیال رکھنا دعاؤں میں یاد رکھنا
بے وفا
وہ خود بے وفا تھا ہم کو بے وفا کہتا رہا ہم بھی چپ
چاپ سنتے رہے اور خود کو بے وفا کہتے رہے
سولوں گوندل

غزل
ذرا اچھے نہیں تیرا ہوا کے ستم ڈھانے لگے وہ بلا کے
میری بد نصیبی دیکھو وہ دستک دیتا رہا میں سمجھا جھوٹے
ہیں معلوم ہے اسے میرے گھر کا رستہ کوئی بھٹکا نہ دے
چراغ کون جگر سے کیے روشن اور ساتھ میں گھر کو بھی
رکھا سارا عالم ہے خوش نہال میں کیوں ہوں غموں سے
نڈھا حسد نہیں مجھے زمانے سے تقدیر بتا تجھے کیا ملا مجھے رلا
تھی ریزہ ریزہ میری ذات اس نے ہانپوں میں
سمیٹ لیا افسوس اپنوں نے کیا جگر میرا چھلنی تیر باتوں
کے جی نہ پاؤں گا بن تیرے مجھے عزیز موت تجھے حیات
نہیں در کام مجھے تیری دعا زندگی بعد جاں جدا کی پلا کے
خلیل احمد ملک شیدائی شریف
اک رشتہ تھا تیرے ساتھ میرا تو نے وہ بھی بل بھر میں
توڑ دیا

میں نے سوچا تھا ملے گا ساتھ تیرا تو نے تنہا مجھے چھوڑ
دیا جو وعدے مجھ سے کئے تھے محبت کے ہر وعدہ محبت کا تو
نے دکھلا کر راستہ پھولوں کو کانٹوں کے راستے پہ چھوڑ دیا
جو دیا تھا تجھ دوستی کا تو نے وہ بھی مجھ کو صوف دیا
اپنے فیصلے پہ ذرا غور کرنا کہ تو نے دکھ کے سوا کچھ اور
دیا تو پچھتائے گی بہت جب میں نے اس دنیا کو چھوڑ دیا
بات تیری تو آتی ہے آگے ہم کو رلائی ہے زمانے کو ہم
پہ ہنسائی ہے جب یاد تمہاری آتی ہے
ارشد سانی ڈاہرا نوال

غزل
تجھ کو بھول جانا کتنا مشکل ہے
اس دل سے تیرا نقش مٹانا کتنا مشکل ہے
اس دل کے خریدار تو بہت ہیں
مگر کسی اس دل میں بیٹھنا کتنا مشکل ہے
ہم ایک دوسرے کو جدا کرتا کتنا مشکل تھا زندہ تو ہوں
مگر مردوں میں شامل ہوں
تیرے بنا سانس لینا کتنا مشکل تھا
دل کی ہزروں کرچیا ہوئیں رضا
انہیں ان ہاتھوں سے چننا کتنا مشکل تھا
مگر محبت کا دکھ سہنا کتنا مشکل تھا
ملک علی رضا فیصل آباد

مجھے یاد ہے
وہ تیری قسمیں تیرے وعدے بھی یاد ہیں مجھے
وہ تیرا مسکرا کر دیکھنا بھی یاد ہے مجھے
میرا ہاتھ پانے ہاتھوں میں لے کر کہنا میں تیرا ہوں ار
تیرا ہی رہوں گا یاد ہے مجھے
تیرے بغیر جینا کوئی جینا ہی نہیں
تیرا یوں کہنا یاد ہے مجھے

بکھوں تو میری صبح نہیں ہوتی جان تیری ساری
یاد ہیں مجھے
نہ تو سب کچھ بھول گئے جانا
نہ وہ وعدے اپنے یاد ہیں مجھے
ہم جو زندگی کی تھی آج بھی تیری ہے
بہتری ہوں صدا تیری ہی رہوں گی یاد ہے مجھے
فاطمہ

ہار جاتی ہے
سنا تھا محبت ہار جاتی ہے
بہت بکھڑو ہو وہ چاہت ہار جاتی ہے

باب کی کو دشنی کا درس دیتی کسی پر دعا کا ایک لفظ بھی
کر جاتا ہے
نہا پر برسوں کی عبادت بھی ہار جاتی ہے
بک کسی کو دشنی کا درس دیتی ہے
آصف علی دہی شجاع آباد

شکوہ زندگی
ٹھوڑی زندگی تقدیر لکھ رہا ہوں
بازار بے مول بک رہا ہوں
اے انسان تو راہ منزل سے کیوں بھٹک
جب کہ میں دور سے ہی دیکھ رہا ہوں
جو حاصل نہیں اس تجارتی بازار سے
اذان نہیں ہے تو ازل سے حشر تک سمجھ

مجھ اس زندگی حقیقت کو
مکمل جا میں تجھے پھر سے اپنا رہا ہوں
لہذا انسان کے بدلتے رنگ رہا ہوں
ابا ہے تیری خدائی بس یہ دیکھ رہا ہوں

سوچتا ہوں کبھی کبھی کہ اپنی دعاؤں کو
پار کر لوں
مگر صرف اب تک تیری رضا دیکھ رہا ہوں
کر دے ایسا کرم کہ میں کسی کے کام آسکوں
ہوگا تیرا احسان میری زندگی پر یہ انتہا
کر رہا ہوں

اتنے بھی ستم نہ کر کسی پر کہ وہ زخموں سے
چور چور ہو جائے

ایسا نہ ہو کہ حالات سے لڑتے لڑتے تیری
خدائی سے دور ہو جائے

مانا کہ زندگی بھی امانت ہے تیری اور امتحان
لینا حق ہے تیرا
مگر ساری زندگی بھی کسی کے امتحان نہ لے
کہ اس کی زندگی بے نور ہو جائے

جس کی سوچ ہوتی ہے بلند چنانوں میں
اس کی زندگی بسر ہوتی ہے اکثر بیخانوؤں میں
کھودیتا ہے وہ اپنا سب کچھ اک لفظ وفا کی
خاطر

تنہائی اس کی محفل ہوتی ہے اور منزل ہوتی
ہے آسمانوں میں

شکوہ زندگی
شکوہ زندگی تقدیر لکھ رہا ہوں
سربازار بے مول بک رہا ہوں
اے انسان تو راہ منزل سے کیوں بھٹک رہا ہے
جب کہ میں دور سے ہی دیکھ رہا ہوں
کچھ حاصل نہیں اس تجارتی بازار سے
نادان نہیں ہے تو ازل سے حشر تک سمجھ رہا ہوں
سمجھ اس زندگی حقیقت کو
سنجھ جا میں تجھے پھر سے اپنا رہا ہوں

لے پہلے ہی میری اوقات بتا دی ہوتی

اک کر زخم میرے آنکھیں چر لیں تو نے

اچھ کر کچھ تو زخموں کی دوا دی ہوتی

دھاتے ہم بھی چین سے جا ناں

انے اگر شوق سے آنچل کی ہوا دی ہوتی

بڑی اپنی بھی چین سے گزر جاتی تھی

انے اگر پیار سے دل میں جگہ دی ہوتی

نرگس ناز سکھر

غزل

راست چلے ہو تو بس اتنا اسے کہنا

بکری نہیں حرف تمنا اسے کہنا

ہاؤ کی حال میں بیٹے نہیں دیتی

ہات نہیں ہوتی رسوا اسے کہنا

انے ہی کہا تھا تو یقین میں نے کیا تھا

مید ہے دنیا قائم اسے کہنا

خیر زمینیں کبھی بچر نہیں ہوتیں

اچھا بدل لیتے ہیں رستے اسے کہنا

لہو لگ سڑکے لیے ہوتے نہیں موزوں

لہتے کتنے نہیں تنہا اسے کہنا

خامد چوکی

لاہورف سمجھتے ہو ذرا ایک بات بھی سن لو

کا دن ہم ہوئے مصروف تمہیں شکوے بہت

لگے

ورنہ وہ اپنے زخموں کو خود ہی سی لیتا تھا

وقت حالات کا مارا ہوا یہ بے جان چمچی

بھی عاشقوں کی محفل کی جا ہوا کرتا تھا

کھڑا اسل پہ سمندر کی گہرائی دیکھ رہا تھا

بدلے ہوئے کچھ برستے ہوئے ماحول کو دیکھ رہا تھا

بک رہا تھا ہر انسان کاغذ کے ٹکڑوں کی خاطر اقبال

خوشیوں کے بازار میں ماتم سر عام دیکھ رہا تھا تھا

محمد اقبال۔ انارکلی لاہور

زندگی کی راہوں میں تم بھی چھوڑ گئے اکیلے آخر

بڑے ہمدرد بنے تھے میرا دل تو ڈگے آخر

تم پہ تو بڑے امان تھے میری امیدوں کو

اب کس سے گلہ کروں تم بھی منہ موڑ گئے آخر

لوگ تو لوگ تھے انہوں نے جو کیا سو کیا

بھری دنیا میں آج تم بھی تنہا چھوڑ گئے آخر

تم تو کہتے تھے کہ ہم وہ نہیں کہ چھوڑیں انہوں کو

اپنے وعدے اپنی قسمیں خود ہی تو ڈگے آخر

واہ کیا خوب دوستی بھائی ہے تم نے

دوست کو راہ میں روٹا چھوڑ گئے آخر

نرگس ناز سکھر

غزل

کوئی الزام لگا کر تو سزا دی ہوتی

پھر میری لاش سر بازار جلادی ہوتی

اتنی نفرت تھی تو پھر پیار سے دیکھا تھا کیوں

میں ہر انسان کے بدلتے رنگ رہا ہوں

کیا ہے تیری خدائی بس یہ دیکھ رہا ہوں

سوچتا ہوں کبھی کبھی کہ اپنی حدوں کو پار کر لوں

مگر صرف اب تک تیری رضا دیکھ رہا ہوں

کردے ایسا کرم کہ میں کسی کے کام آسکوں

ہوگا تیرا احسان میری زندگی پر یہ التجا کر رہا ہوں

اتنے بھی ستم نہ کر کسی پر کہ وہ زخموں سے چور چور

ہو جائے

ایسا نہ ہو کہ حالات سے لڑتے لڑتے تیری خدائی سے

ہو جائے

دور مانا کہ زندگی بھی امانت ہے تیری اور امتحان لینا حق

تیرا

مگر ساری زندگی بھی کسی کے امتحان نہ لے کہ اس کی

زندگی بے نور ہو جائے

جس کی سوچ ہوتی ہے بلند چنانوں میں

اس کی زندگی بسر ہوتی ہے اکثر میخانوں میں

کھو دیتا ہے وہ اپنا سب کچھ اک لفظ وفا کی خاطر

تنہائی اس کی محفل ہوتی ہے اور منزل ہوتی ہے

آسمانوں میں

ہو کر دور ساری خدائی سے اس شخص کی بوجا کی تھی

کھو گیا تھا ان آنکھوں میں جس نے محبت کی التجا کی

تھی

اس محفل میں خاموشی نے ہمیں گھیر رکھا ہے

پھر بھی پجاری آنکھوں نے گفتگو محبت کی تھی

طالب چوکی

وہ پتھروں سے مانگ رہے ہیں اپنی قسمت اقبال

ہم تو اس کے ماننے والے ہیں جس کے محبوب کو دیکھ

کر پتھر بھی کلہ پڑھتے ہیں

طالب چوکی

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دی

تیرے نام پہ منا ہوں مجھے کیا غرض نشان سے

طالب چوکی

آخری بات

کیا ایسا کچھ نہیں ہو سکتا

اک روز کہیں ہم مل بیٹھیں کہیں

جب سورج آگے چلا جائے کبھی

جب سر پر رات ٹھہر جائے کبھی

جب چہرہ ڈھانپ دیا جائے کبھی

یہ ورق ہی چھڑا دیا جائے کبھی

ایسا کچھ ہونے سے پہلے کبھی

اک شام کہیں ہم مل بیٹھیں

کسی موز پر شاید پھر نہ ملیں

دکار ساج۔ عکبر علی بکر

چہرے پر نقاب

ایک لڑکی روزانہ گلی سے گزرا کرتی تھی

اس کے چہرے پر نقاب ہوا کرتا تھا

ایک لڑکا اس پر سر مٹا تھا

شاید وہ اسے پیار بھی کیا کرتا تھا

لڑکی نے اس لڑکے کے پردے سے پوچھا

پردے نے اپنا فرض نبھایا اس سے

اپنے آنسوؤں سے قبر کو بھگونے لگی

اے خدا یہ کیا انقلاب آیا ہے

آج میں پردے میں ہوں

اور میرا محبوب بے نقاب آیا ہے

ذیشان بلال۔ مانرکب

سندیے

میری عرض ہے اپنے استاد سے کہ وہ مجھے ملنے لاہور نہیں آتے استاد خالد جی قصور
میری درخواست ہے منظور اکبر اور حافظ شفیق سے کہ وہ دوبارہ جواب عرض کی نگری میں لوٹ آئیں ان کا بہت شکریہ
..... قمر عباس کشمیر

مسکراہٹ روح کا دوزخ کھول دیتا ہے روتی ہوئی عورت اور ہنستے ہوئے مرد پر بھی بھروسہ نہ کرو خوبصورت چہروں پر نہ جاؤ گیوں کہ خوبصورت چہرے اکثر دل کے کالے ہوتے ہیں
..... شاہد اقبال خلک

کے کے نام
اے کہنا مجھے خواب سے بیدار مت کرنا فراق و جبر کے دن رات کو دشوار مت کرنا زمانہ تو زمانہ ہے سے گلہ کیسہ شاید زمانہ آنکھ میں رکھنا حدوں کو پار مت کرنا
..... شاہد اقبال خلک

کسی بھی لڑکی کی عزت کو مت اچھا لو ورنہ کل کو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہو سکتا ہے میں جن کی بات کر رہا ہوں وہ سمجھ گئے ہونگے
..... سمیر ارمان سنگم

این کے نام
یہ سچ ہے کہ ایسے تم بے وفا نہیں ہو سو چو جو یاسین آغاز ہی تیرے نام سے کرتا تھا اس کا اب کیا ہوگا تم تو چلی گئی کسی غیر کی ہانپوں میں
..... محمد یاسین ملہوانہ

میری تنہائی کو دور کرنے والے مجھ سے جھوٹے وعدے

کرنے والے مجھے چند دن کی خوشیاں دے کر ہمیشہ کے لیے غم دینے والے مجھے چھوٹی سی عمر میں برباد کر دیا آج مجھے خود سے نفرت ہو گئی ہے
..... منظور اکبر تبسم

اے دک تھکھ کو روٹا ہے توجی بھر کے رو لے اس دنیا میں جھکھ کوئی دیرانہ نہ ملے گا
..... اشفاق دیکھی ڈکھو

ایم تمہا کہاں گم ہو گئی ہو میں تم سے دور ضرور ہوں مگر دل سے دور نہیں ہوں اگر محبت کرتا ہو تو دل سے یاد رکھنا میں بہت جلد آ جاؤں امیری گول منول جانے
..... من تیرا عباس

ایف زینہ کے نام
ایف میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اپنی جان سے بھی زیادہ پیار کرتا ہوں تم میری زندگی ہو میری جان ہو
..... محمد زبیر شاہد ملتان

پنجاب ایس کے نام
جان میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اور کرتا ہی رہوں گا
..... محمد غنی انک

آمنہ کے نام
بے بسی کا وقت آچکا ہے آج وہ ہو رہا ہے جس کا کہی گماں بھی نہیں تھا آپ کی کہنی نے مجھے زیر میں پھنسا دیا مگر پھر بھی آپ سے کوئی شکوہ نہیں بدنام اگر ہو گئے تو کیا نام نہ ہوگا
..... راجہ فیصل مجید بکر منڈی

سندھ کے نام
سندھ کے نام

آج کل پرانے نام کافی داپس آ گئے ہیں ان سب کو خوش آمدید اور سننے چہرے بھی نظر آرہے ہیں کچھ لوگ صرف اپنا نام دیکھنے کی آرزو میں ہیں پلیز تحریریں پیاری لکھا کرو
..... پرنس عبدالرحمن گجر

قارین کے نام
زندگی میں سب پر اعتبار کرو مگر دل پر نہیں کیوں کہ دل کا اعتبار ٹوٹ جائے گا تو انسان جی نہیں پاتا
..... وسیم احمد تنہا میاں چنوں

علیم چوہدری کے نام
ہیلو علیم کسی بوسوری یا ر میں تمہاری شادی میں نہ آ سکی بہر حال ملنے ہی رہیں گے پریشان مت ہونا تمہاری بہت سی کوشش کے بعد تم نے مجھے ڈھونڈ ہی لیا شادی انوائٹ کرنے کے لیے اس کا بہت شکریہ اور میری طرف سے آپ کو شادی مبارک ہو دعا ہے کہ تم دونوں کی یہ جوڑی ہمیشہ تاقیامت قائم رہے اور خدا اس جوڑی کو نظر بد سے بچائے آمین
..... کشور کران پتوکی

لڑکیوں کے نام
میں حجرہ شاہ مقیم اور گردونواح کی تمام لڑکیوں سے دوستی کرنا چاہتا ہوں پلیز جلد رابطہ کریں
..... محمود سائل شفقت پان شاہد

سندھ کے نام
سندھ کے نام
سندھ کے نام
..... حماد ظفر ہادی گوچرہ

مجھے یہ شعر پسند ہے

• جب بھی میری یاد اس کے دل کو گھسیٹے گی
• میرا ہر ایک کلمہ اس کے دل کو گھسیٹے گی
• تم اپنی زندگی بھر اس کے دل کو گھسیٹے گی
• تم میرا آواز کا دہراؤ کرنا تو اس کے دل کو گھسیٹے گی
• میری ہر بات اس کے دل کو گھسیٹے گی
• میری ہر بات اس کے دل کو گھسیٹے گی
• ہم سے زندگی کی حقیقت نہ پہچانے والے دوست
• بہت باتوں کو کہتے ہیں تو ان کے دل کو گھسیٹتے ہیں
• شوق و میل نہیں جو ہم کوئی بات کہتے ہیں
• ہر بات جہاں ہے ہم جہاں ہے
• تم قریب آ کر بھی کہتے ہو کہ جہاں ہے
• کیا ہمارے دلوں میں اب بھی کوئی دہراؤ ہے
• کچھ لوگ میری دنیا میں خوشبو کی طرح ہیں وہی
• روز محشر تو ہوتے ہیں بے دکائی نہیں دیتے
• موت سے ڈرو اسے بھولے، موت ایک دن آتی ہے
• راتا ہے تو اس سے ار جس نے موت کو بھولی ہے
• میری جان میرے دل پر میرا اعتبار کرنا
• بتا لیت آؤں اے اعتبار کرنا
• پہلے شکوہ تھا یہاں رونق بازار نہیں
• اب جو بازار کھلے ہیں تو خریدار نہیں
• سب کے ہاتھوں میں یہاں لہر کا پیالہ ہے مگر
• اب کوئی لالے کی واسطے تیار نہیں
• اجازت ہو تو خواب میں میرے چہرے کوئی ہر کے دیکھ لیں

• دو کسی کو اپنی زندگی کا ادا کر دے
• کہ کچھ نہ ہوتی رہے اس کے دوش ہاتھ سے
• تیری محسوس ہاتھوں کے نقش کی تم
• سو بھی جاؤں تو تیری یادیں بگاڑتی ہیں
• کبھی یاد آئیں تو پہچاننا اسی اہلی غلط شام سے
• کے شوق تیری ذات سے کہے بیاد تھا میرے نام
• ساری دنیا دھڑکی نہ کوئی آشنا تھا
• دل نے جس کو چاہا وہ ہے وہاں تھا
• تیرے آس پاس گھومتے ہیں میری زندگی کے ساتھی
• تجھے پالنے کے شوق میں ہم نے اپنا آپ گھوڑا دیا
• ہر شاخ چھو گئی جلا دی الو نے
• ہم اتنے دلتے کہ آگ بجھا دی ہم نے
• وہ پھر سے دھڑکے تو آنسو دیکھ کے ہم نے
• تو پھر سے جلا دی شاخ چھو اس داستان کی
• تیرے پاشوب آگ میں یہ سوچ کر آئے تھے ہم
• میرا ساتھ ہو گا اور یہ آگ میں بھی نہ ہوں گے ہم
• تیری عزت میں وہ دم نہیں جو میری محبت کو مٹا دے ارشد
• میری چاہت کا سندھ تیری سوچ سے بھی گہرا ہے
• تو یاد نہیں کیا کر محبت کے لغیروں کو
• یہ خود کو مٹا دیتے ہیں کسی اور کی یاد میں
• ہم نے اس دور کے انسان سے محبت کی ہے
• ہم عین کیا ہے تو رعایت کیسے

محمد انیس مونس سید

اس دہی مگری کے تمام قارئین سے بس یہی
کہوں گی کہ آپ لوگ جو یہ چاہتے ہو کہ لوگ آپ
سے دوستی کرے پیار کریں تو آپ اپنے اندر کچھ ایسا
پیدا کرے کہ آپ دوسروں کے پیچھے نہیں دوسرے
آپ کے پیچھے آئیں
..... بداعلیٰ عباس سوہادہ
رخسار افضل کے نام
میری دلی دعا ہے اللہ پاک آپ کو پورے
زمانے کی خوشیاں دے اور آپ پر بھی رحم کی
پڑ چھائیاں نہ آئیں اور ہمیشہ کوش رہو
..... ایم افضل کھرل عظیم والا

چراغِ حسرت

• میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے
• چراغِ حسرت کھٹکا رہا ہے
• میرے نصیب میں کھٹی ہیں حسیاں
• غلوں کا نتیجہ قش آ رہا ہے
• گردش میں ہیں ایامِ زندگی
• ستارہ قسمت کس طرف جا رہا ہے
• یادِ ماضی بھول گیا ہوں رشتہ رشتہ
• تجھ کو کیا ہو رہا ہے
• قسوں کے بھارتے نہیں رہا ہوں میں
• زخمِ جگر کا جگہ بڑھ رہا ہے
• تنہی بڑھ رہی ہے دن بدن اس سے
• دل چٹ چٹ کھٹک رہا ہے
• تقدیر کا کھٹکا اٹل ہوتا ہے زاکر
• تو یا شکوہ تقدیر کرنے جا رہا ہے
• محمد اکرم آزاد

جواب عرض اور خوفناک بڑھنے والوں کیلئے
دوست رابطہ کریں شماروں کا تبادلہ کر کے ان دونوں
ڈائجسٹوں کا کیڈ لاک مکمل کی جاسکتی ہے
محمد فیاض غوری اقبال فی شال زند آ رہے والی گلی
اسلامی..... کالونی بہاول پور

اے آدرا حیلہ کے نام
زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے ہمارے
ہاتھ میں نہیں آپ رابطہ کریں انشاء اللہ ہمیں مخلص
دوست پائیں گی میں اکرم راہی باجوہ کے ساتھ
شاعری کرتا ہوں
..... بشارت علی تھوٹیاں

مجھے کوثر ریاض اے آدرا حیلہ جاوید نسیم چوہدری
پر یا انک کپور کرن کی کہانیاں بہت پسند ہیں میری
طرف سے مبارکباد قبول ہو
..... عاصم شہزاد پھول نگر سکھیک

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ لاہور کے پیارے
قارئین کرام رانی اسلم عابدہ رانی رانا بابر علی ناز اور
دیگر صاحبان کی خطوط ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ
لاہور میں بہت شوق سے پڑھیں۔ فنکار شیر زمان
پشاور

کسی اپنے کے نام میری جان خدا کے لیے اب
مان جاؤ بہت جلد تم سے جدا ہو جاؤں گا پھر یاد کر کے
رو دیا کرتے گی لیکن کچھ ہاتھ نہیں آئے گا آئی لو یا میں
اے ایم..... عابد علی آرزو

خوبصورت لڑکیوں کے چشم
محبت کا پیغام اگر کوئی سچا پیار کرنے والا ہے تو
ساتھ آئے

مر بھر گئے رہے پھر بھی دوق سادہ رہا
 جانے کیا لفظ تھے جو ہم سے تحریر نہ ہوئے
 عبادت کا نامی۔ ڈیرہ اسماعیل خان
 وہ چاند تھا تو نور کی سوعات پاشا
 یہ کرچیاں سی کیوں میرے دامن میں بھر گیا
 محمد عمر۔ میاں چنوں
 وہ اچھی تھا تو ہر روز یاد کرتا تھا دل
 اسے اپنا ہونے کا احساس دیا تو یاد کرتا چھوڑ دیا
 ربیدار شد۔ منڈی بہاؤ الدین
 زندگی نے بھی آج مجھ سے یہ بات کہہ ڈالی چان ودا
 کہ کہاں گیا وہ شخص جو تجھے مجھ سے بھی زیادہ عزیز تھا
 ربیدار شد۔ منڈی بہاؤ الدین
 خدا کرے میری محبت میں وہ مقام آئے
 آگے بند ہو اور لیوں پہ تیرا نام آئے
 محمد واصف۔ واہ کینٹ
 برسوں بعد ملا تو میرا نام پوچھ لیا مدینہ
 چھڑتے وقت جس نے کہا تھا تم بہت یاد آؤ گے
 مدینہ خان۔ میانوالی
 بلبل کی چوچ میں کچھا انکور کا
 ملنے کو دل کرتا ہے مگر ستر ہے دور کا
 اسد۔ میانوالی
 بڑا کے یاد کو پہلو میں رات بھر غالب
 جو لوگ کچھ نہیں کرتے وہ بھی کمال کرتے ہیں
 عقیل عباس۔ دہلی کلاں
 میری بجلی نکالیں حاش کرتی ہیں
 کوئی خمیر کا لہجہ کوئی اصول کی بات
 عقیل عباس۔ دہلی کلاں
 آشنائی کبھی نہ ہو غلوں سے تجھ کو
 تیرے چہرے پہ سدا بھی یہ مسکان رہے
 محمد عمیر مظہر۔ تنکیاں
 ہم تو بے نام سے بے آسرا لوگ ہیں قمر
 کوئی اگر یاد بھی رکھے گا تو اس کی حمایت ہوگی
 ملک قمر رمضان۔ بریال۔ جلال شریف
 مجھے مسلمان سے کافر بنا کر فقط اس نے اتنا کہا غالب
 تم تو اپنے رب سے وفاتہ کر کے ہم سے کیا کرو گے
 شہزاد احمد۔ پشاور

ایک بل میں لاکھوں تصویریں ہر لمحہ ایک دنیا
 تکتے عالم کو دیتا ہے آگے جھلکے والا
 محمد اسحاق انجم۔ من پور
 ہوتا ہے جو بھی سامنا اتفاق سے چاہت
 وہ دیکھتے ہیں ضرور مگر پہچانتے نہیں
 رائے عیسوی چاہت۔ اڈہ جسوا نہ بنگہ
 اگر دیتا خدا کچھ اختیار کا مجوزہ اسے جان
 میں اپنے ہاتھوں سے اپنے مقدر میں لکھتا تجھے
 رئیس ساجد کاش۔ خان بیلہ
 مت کرنا کبھی بھی غرور اپنے آپ پر اسے انسان
 نہ جانے خدا نے تیرے جیسے کتنے کئی سے بنا کئی میں ملا دیے
 عطاء اللہ شاہ۔ جڑانوالہ
 میں اپنے لبو کا ٹکڑہ نہیں کرتا اسے قاتل
 دکھ ہے کہ میرے پیاروں کو دلا دیا تو نے
 محمد وقاص احمد حیدری۔ سہیل آباد
 یہ کہہ کر میرے ذہن مجھے ہشتا ہوا چھوڑ گئے چاہت
 کہ اس کے اپنے ہی کافی ہیں اسے دلانے کے لئے
 رائے عیسوی چاہت۔ اڈہ جسوا نہ بنگہ
 تم کیا ساتھ دے سکتے ہو میری وفا کا ہمارا
 ہمیں تو وہ شخص بھی چھوڑ گیا جس کا ہم نے دوسرا نام اعتبار رکھا تھا
 رئیس مدام حسین ساحل۔ خان بیلہ
 ہوتی اگر محبت بادل کے سائے کی روح
 شاید کہ ہم تیرے شہر میں بھی دھوپ نہ آنے دیتے
 محمد فاروق۔ رحیم یار خان
 کسی کی آگہ میں میں کھٹکتا ہوں وحید
 کسی کے پل سے دل میں بھی خار ہے میرا
 باطلوم
 نہیں کچھ اس کی پرسش اللہ اللہ کتنی ہے
 سبھی پوچھتے ہیں آپ کی تنخواہ کتنی ہے
 وحید علی عبدالحمید۔ میانوالی
 جب انداز ہے ان کا ہزار ہا ہاتھ کا
 ہونوں پہ دکھ کے ہونٹ کہتے ہیں بولتے کیوں نہیں
 ایم فاروق۔ رحیم یار خان
 ساتھ چلنے کو چلے تھے دوست دشمن سب ابرار
 میری منزل تک کا ساتھ صرف میرا سایہ نکل
 ابرار احمد۔ گکومنڈی

بہت سے راستے آئے ہیں میرے دل کی طرف ارشد
 غلوں پل سے آنا فاصلہ کم لگے گا
 رئیس ارشد۔ خان بیلہ
 میں دشمنوں کے وار سے نہیں ڈرتا انعام
 مجھے تو انہوں کی بے رخی مار دیتی ہے
 انعام علی۔ جند
 جنت کے محلوں میں ہو محل آپ کا پھولوں کی وادی
 میں ہو شہر آپ کا ستاروں کے آگہ میں ہو مگر آپ کا
 ابرار احمد۔ گکومنڈی
 اس کی آنکھوں میں ہم نے وفا دیکھی تھی
 پھول کی ادا دیکھی تھی
 یہ نہ سوچا تھا تھا بے وفا ہو گا
 اس میں جو چاہت کی اجا دیکھی تھی
 کنول تھا۔ بکر
 تم پھولوں سے کیا پوچھتے ہو کیا ہے حسن و جمال
 کبھی تھیں ریت پر ننگے پاؤں چل کے دیکھو
 محمد اختر جمال۔ ڈیرہ نازی خان
 ساقی کی نوازش میں اگر ذرا سی بھی کمی ہو
 غیرت کا تقاضا ہے کہ بیٹھانہ بدل ڈالو
 انضال عباسی۔ راولپنڈی
 کیوں اداس ہوئے ہو اس طرح اندھیرے میں انضال
 دکھ تو کم نہیں ہوتے روشنی بھانے سے
 انضال عباسی۔ راولپنڈی
 وہ مجھ سے پوچھتا ہے کس کس کے خواب دیکھتے ہو انضال
 بے خبر جانتا نہیں کہ یادیں اس کی سونے کہاں دیتی ہیں
 انضال عباسی۔ راولپنڈی
 وہ دن کی زندگی ہے الجھ کے کیا کرو گے انضال
 رہو تو پھولوں کی طرح بکھرو تو خوشبو کی طرح
 انضال عباسی۔ راولپنڈی
 نادان ہیں جو رکھتے ہیں امید کسی پر محسن
 اک ذات خدا کے سوا کوئی کسی کا نہیں ہوتا
 محمد عمیر مظہر۔ تنکیاں
 ہمارے آنسو بھی تمہیں نہ خرید سکے ساحل
 لوگوں کی مسکراہٹوں نے تمہیں اپنا بنا لیا
 محمد منیر سحری۔ کراچی

کتنی آسانی سے مجھ سے یہ زندگی نے کہہ دیا
 تو نہیں میرا تو کوئی اور ہو جائے گا
 عائشہ رحمن۔ کبیروالہ
 تم کیا جانو ہم نے کس کس غم پر پردہ ڈالا ہے
 کتنے درد سمیٹ کر لوگو ہونٹوں پر آئی ہے لمبی
 عائشہ رحمن۔ کبیروالہ
 بیٹھے تھے اپنی مستی میں کہ اچانک تڑپ اٹھے دوست
 آ کر تیرے خیال نے اچھا نہیں کیا
 محمد فاروق۔ رحیم یار خان
 جو لوگ رکھتے ہیں دلوں میں پیار کی شمع روشن
 وہ پیار کے جذبات کو مٹایا نہیں کرتے
 محمد واصف۔ واہ کینٹ
 روٹھ جانے کی ادا ہم کو بھی آتی ہے فرار
 کاش کوئی ہوتا ہم کو مٹانے والا
 ڈی آئی خان
 کتنا اچھا لگتا ہے کسی سے محبت کی ابتدا کرنا اسے دوست
 درد تو جب ہوتا ہے جب کوئی اپنا بنا کے چھوڑ دیتا ہے
 اختر علی۔ صوابی
 چاندنی کی رات تھی آسمان بھرا ستاروں سے
 لگھ رہا ہے کوئی نام تیرا آنسوؤں کی قطاروں سے
 محمد طلحہ۔ فیصل آباد
 اک ہستی ہے جو جان ہے میری
 جو جان سے بھی بڑھ کر مان ہے میری
 خدا حکم کرے تو کر دوں سجدہ اسے
 کیوں کہ وہ کوئی اور نہیں ماں ہے میری
 لقمان حسن۔ ڈیرہ اسماعیل خان
 وفا کے اس شہر میں ہم جیسا سوداگر نہ ملے گا فرار
 ہم تو آنسو بھی خرید لیتے ہیں اپنی مسکراہٹ دے کر
 ابرار آرائیں۔ گکومنڈی
 کسی کی یاد میں اتنا اداس نہ ہوا کر دوست
 لوگ نصیب سے ملے ہیں اداسیوں سے نہیں
 محمد فاروق۔ رحیم یار خان

تہا نہ تو ہر بھی تیکہ لے دنیا کے چال چل چاہت
ہم تو کچھ بھی نہ کر سکے تھے سے محبت کے بعد
① راتے میں دل چاہت۔ سوا نہ بنگ
آج تو تیری یاد میں ایسے گھوٹے ہیں اے دوست
جیسے تہا کشتی کو سمندر میں شام ہو جائے
② خطا بلا شاد۔ جڑا نوال
یاد میں میرے میر کا ہاتھ تو دیکھو
وہ میری ہی ہاتھوں میں سو گیا کسی اور کے لئے روتے روتے
③ قرد باز کوئل۔ گوجرہ
پھول ہیں پھول نہیں چار سو آتے ہیں نظر
گویا جنت کے نظاروں کی یہ نگاری ہے
④ امیر جزہ۔ لاہور
اے میری جان تو جہاں بھی جائے
میت جیسے اور سدا مسکرائیو
⑤ محمد امف۔ واہ کینٹ
سکوں کا ایک لہر بھی میر نہیں مجھ کو
محبت کو سلاتا ہوں تو غرت جاگ اٹھتی ہے
⑥ بہادر عار ہانی۔ کھنگی
میری بہت ہے کہ قائم رہے وفا کا دامن سالی
کوئی کسی کا ہوا بھی ہے میر میر کے لئے
⑦ محمد تابہ نق۔ عارف والہ
ہم نے محبت کے نشان میں آ کر اسے خدا بنا ڈالا
ہوئی تب آیا جب اس نے کہا کہ خود کسی ایک کا نہیں ہوتا
⑧ اسد شہزاد۔ گوجرہ
میری مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام چلا ہے
اسی غفرت سے انسان نور کے سانچے میں ڈھلا ہے
⑨ محمد قاروق۔ کوئٹہ رادھا کشن
ہوا جب زور تہوں کو جدا شاخوں سے کرتی ہے
میں تم سے چھڑ جاتا بہت یاد آتا ہے
⑩ انعام مل۔ جٹ
میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنا گیا
⑪ اعجاز ساحل۔ کوئٹہ رادھا کشن
لوٹ جاتے ہیں بکھر جاتے ہیں کالج کے گھر میں مقدر اپنے
ابھی تو سدا پیار سے ملے ہیں پھول جاتے ہیں تو اکثر اپنے
⑫ محمد قاروق۔ رحیم یار خان

نہیں معروف میں اتنا کہ وہاں کا رست بھول جاؤں اصر
کوئی جب بکھر ہی نہ ہو تو جانا اچھا نہیں لگتا
① انور محمود۔ مندرہ
تجھ سے محبت کرتا ہوں تیری جان لے لوں گا
اگر ان جمیل آنکھوں کو کبھی پرہم کیا تو نے
② محمد وقاس احمد حیدری۔ سہگل آباد
میرے لکھ کر نے پر اس نے ہنس کے یہ کہہ دیا ہادی
تم سے وفا کس نے کی تھی جو ہم وفا کرتے
③ عامر شہزاد۔ گوجرہ
تم فیروں کی بات کرتے ہو ہم نے اپنے بھی آزمائے ہیں
لوگ کانٹوں سے بچ لگتے ہیں ہم نے پھول سے زخم کھائے ہیں
④ محمد انان۔ رکن
گھوں کو بھی نہیں آیا ابھی تک اس طرح کھٹا
صبح جس طرح وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے
⑤ ثویہ کنول۔ 10 میک
محبت کی شام جلا کے تو دیکھو
ذرا دل کی دنیا سجا کر تو دیکھو
⑥ جمہیں ہو نہ جائے محبت تو کہنا
ذرا ہم سے نظریں ملا کر تو دیکھو
⑦ محمد اسحاق انجم۔ کنگن پور
آج ٹوٹ کر اس کی یاد آئی تو احساس ہوا
اتر جائیں جو لوگ دل میں وہ بھلائے نہیں جاتے
⑧ عبادت کالپی۔ ڈی آئی خان
مت پوچھ کہ کیا مانگ کے روئے ہیں خدا سے
یوں چھو ہوا خاتمہ آج اپنی دعا کا
⑨ محمد قاروق۔ کوئٹہ رادھا کشن
اس کے ہونٹوں کی عزت کا خیال ہے فراز
ورنہ پھولوں کو تو ہم سر عام چوم لیتے ہیں
⑩ قاروق ایڈیٹور عبداللہ۔ کوئٹہ رادھا کشن
اشا کے پھول کی پتی نزاکت سے مسل ڈالی
اشارے سے کہا کہ ہم دل کا یہ حال کرتے ہیں
⑪ محمد قاروق۔ ایڈیٹر ہم۔ کوئٹہ رادھا کشن
کیا خاک ہے وہ جیتا جو اپنے لئے ہو
خود مٹ کے کسی اور کو سننے سے بچا لے
⑫ محمد قاروق۔ کوئٹہ رادھا کشن

میر تو ساری کئی عشق تہاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلاں ہوں گے
① ایم عثمان۔ لیہ
آپ یوسف ہیں نہ میں مصر کا کوئی تاجر
قیامت حسن کے اعداد ذرا کم کیجئے
② فرحت خان۔ خوشاب
وہ پڑھتا رہے اور بہادر نہ میں قسم ہوں
دل چاہے کہ کوئی ایسا بڑا باب ہو جاؤں
③ بہادر عار ہانی بلوچ۔ کھنگی
اس جلتے ہوئے چراغ کو کیسے گل میں کر دوں
اس چراغ تلے اندھیرے میں عمر گزر رہی ہے
④ محمد امف۔ مرزا۔ واہ کینٹ
اس نے کہا مفہوم غلط نہیں کیا ہے
میں نے کہا تم سے امید وفا رکھنا
⑤ محمد وقاس احمد حیدری۔ سہگل آباد
مستول بن گیا میرا راتوں کو جاگنا
نیند میرے وجود کی اک غصے لے گیا
⑥ شعیب شہزادی۔ جوہر آباد
وہ لوٹے بھی آئے تو فیروں کی طرح اچھڑ
کاش کوئی لوٹ ہی لیتا ہے بنا کر
⑦ ایڈیٹر۔ سرگودھا
کیا اک لے ہو تیرے ساتھ کامیابی تو کبھی ملے
میں تیرے کے سچے سچے دوست ہیں
⑧ قاروق۔ کوئٹہ رادھا کشن
میں نے اپنے لیے تو نہیں چھوڑا
خدا کی رحمت سے تیرے دوست ہیں
⑨ شعیب شہزادی۔ جوہر آباد
فانسی میں تیرے لیے سوئے ہوئے ہیں
لیکھتے ہیں تیرے لیے ہر لمحہ
⑩ محمد قاروق۔ ایڈیٹر ہم۔ کوئٹہ رادھا کشن
میں نے اپنے لیے تو نہیں چھوڑا
خدا کی رحمت سے تیرے دوست ہیں
⑪ شعیب شہزادی۔ جوہر آباد
فانسی میں تیرے لیے سوئے ہوئے ہیں
لیکھتے ہیں تیرے لیے ہر لمحہ
⑫ محمد قاروق۔ ایڈیٹر ہم۔ کوئٹہ رادھا کشن

میں ایک نور چہ راتوں کی گواہی
میرے لہجہ میں وہ قاری کی گواہی
① ایڈیٹر۔ سرگودھا
وہ جاتے ہیں تو دل میں کہہ دی ہوئی ہے کہ
مجھے ہے غم نہ کہیں اسے ہی تو محبت کہا نہیں چاہ
② قیصر عباس۔ سہگل آباد
اس کے رخسار پہ چھپتی ہوئی خیمہ شخص
ہم نے شعلوں پہ چھپتی ہوئی خیمہ شخص
③ فیضان اللہ۔ سہگل آباد
میرے سجدوں کے قتل کو تو کیا جانے تو
سر جھکا یا تیری خوشی مانگی ہاتھ اٹھائے تو تیری زندگی مانگی
④ وحید علی۔ مانا نوالہ
بس اک بات ہے اس میں نزاع
محبت میں کچھ کچھ غریب سا ہے
⑤ محمد اسحاق انجم۔ کنگن پور
تجھ کو بھولتے ہیں تو تجھ پہ بھی لازم ہے اے میر
خاک ڈال، آگ لگا، نام نہ لے، یاد نہ کر
⑥ ایملہ فزل۔ حافظ آباد
زمانہ جی رہا ہے ہماری ہدائی کا
رشتہ مجھے اتنا غاس لگا ہے
⑦ شعیب شہزادی۔ جوہر آباد
وہ کہتے ہیں کہ ہمارا دل نکال لیا سالی
کون سا دل ہے کہ ہمارا دل نکال لیا سالی
⑧ ایڈیٹر۔ سرگودھا
وہ کہتے ہیں کہ ہمارا دل نکال لیا سالی
کون سا دل ہے کہ ہمارا دل نکال لیا سالی
⑨ شعیب شہزادی۔ جوہر آباد
وہ کہتے ہیں کہ ہمارا دل نکال لیا سالی
کون سا دل ہے کہ ہمارا دل نکال لیا سالی
⑫ محمد قاروق۔ ایڈیٹر ہم۔ کوئٹہ رادھا کشن

میں ریاض بھیا لگتا ہے بہت جلد خوفناک ڈائجسٹ قسط وار کہانیوں سے بھر جائے گا آپ دور انٹروں کی کہانیاں پہلے شائع کیا کریں جب وہ ختم ہو جائے تو پھر اگلے دور انٹروں کی شروع کیا کریں۔ انعم شہزادی آپ ہجرات کی ہیں میری فریڈ کی ہجرات میں شادی ہوئی ہے وہ کہتی ہے کہ ہجرات کے لوگ بہت جھڑوا اور غصے والے ہیں مگر آپ کو دیکھ کر لگتا ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہے مائٹ مت کیجئے گا صرف پوچھا ہے آپ سے ریاض بھیا پلیز ہو پ سو آپ خط نہیں کا میں گے پلیز آئندہ چھوٹا لکھوں گی اب کی بار پورا شائع کر دیں پلیز پلیز اور یہ بھی بتادیں کہ میری کہانی آپ کو ملی ہے یا نہیں پلیز بھیا ضرور بتائیے گا۔

نداعلیٰ آپ کی کہانی مل چکی ہے اور خوشی ہوئی کہ آپ نے خوفناک میں انٹری دی اور امید ہے کہ اب مستقل رائٹر بن جائیں گے اور مبارک ہو کہ ہم نے آپ نے آپ کو رائٹر گروپ میں سب سے پہلے شامل کیا ہے اور دیکھ لیا کہ آپ اس گروپ کی ممبر سب سے پہلے بنی ہیں یہ آپ کا بھائی آپ کی تحریروں پر روز جگہ دے گا آپ اسی طرح لکھتی رہیں بس تمام گروپز آپس میں مقابلے پر پورے اثر رہے ہیں اور اسی بات کی ہے کہ سب کے سب مضبوط ارادے رکھتے ہیں اور پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں باقی کہانیوں کی مینش نل کر لیں یہ تو آگے پیچھے اور اپنی باری آنے پر لگی ہی رہتی ہیں۔ انشاء اللہ ہم نے اس انکسٹ کو ایک کامیاب رسالہ بنانا ہے۔

اسلام علیکم۔ آج کافی عرصہ بعد خوفناک ڈائجسٹ میں شرکت کر رہی ہوں زندگی میں کچھ تبدیلیاں آئیں جس کی وجہ سے میں خوفناک سے دور ہو گئی مجھے یقین ہے کہ آپ سب نے میری کہانیوں کو ضرور لکھا ہوگا میں کافی مہینے سے ڈائجسٹ بھی نہ پڑھ سکی دراصل میری شادی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے میں کچھ عرصہ کے لیے دور ہو گئی شادی کے بعد انسان کی ذمہ داریاں اور بڑھ جاتی ہیں بہر حال نے اپنی مصروف ترین زندگی سے کچھ ناگم نکال کر قارئین کے لیے کچھ سنوریاں لکھی ہیں آپ سب بارادش ہے کہ میرے لیے دعا کریں کہ میری زندگی میں جتنی خوشیاں اب ہیں ویسی ہی ہمیشہ رہیں شہر نے بھی اپنی شاعری بھیجی آپ سب کو بہت پسند آئے گی آخر میں سب کے لیے نیک تمنائے ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوش رکھے آپ کی زندگی میں اتنی خوشیاں آئیں کہ آپ ناگم کا نام ہی بھول جائیں کہانی میری سنوریوں کو پسند کرنے کا بہت بہت شکریہ ادا بہت سارا خیال رکھیے گا اللہ حافظ۔

اسلام علیکم۔ سر ریاض احمد کیسے ہیں آپ سب اور میں آپ کی شکور کرن کی مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے گروپ کا انتخاب کیا ہے کہ رائٹر کی پہچان ہی اس گروپ سے شروع ہوگی میں بھی اس گروپ میں شامل ہونا چاہتی ہوں پہلے میں دوسرے رسائل میں لکھتی تھی مگر اس رائٹر گروپ نے مجھے اپنی طرف راہ لے میں سب کچھ چھوڑ کر آگئی ہوں اب مزہ تب آئے گا آپ مجھے اپنے گروپ میں دیکھ لیں کہ ریاض احمد صاحب۔ واہ جی کیا بات ہے آپ دو دو بچوں کے تانا بان کھٹے پہلے کشف اور اب

خوفناک ڈائجسٹ 205

خطوط

محبت ہے کہ جواب ہی نہیں اور اسی وجہ سے کہ میں شب و روز خوفناک کے لیے کہانیاں لکھ رہا ہوں آپ کو پہلے دو کہانیاں شیطان کے پجاری اور روح کا انتقام ارسال کی تھیں ابھی تک شائع نہیں ہوئی اور ایک اور کہانی شروع کی ہے جلد ہی ارسال کر دوں گا خوفناک کے میرے لیے ایسے ہے جیسے ایک جسم کو روح کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوفناک کی ضرورت ہے خوفناک ڈائجسٹ ہاتھ میں آتے ہی دل باغ باغ ہو گیا اکتوبر کے شمارے میں اپنا تبصرہ نہ پاسکا کیونکہ ناگم ہی نہیں مل سکا نومبر کے شمارے میں سب سے پہلے اسلامی صفحہ بڑھا والدین کی خدمت با بر علی خان ماں کی یاد میں شاید محمود دکل اینڈ حماد ظفر ہادی نے خوب لکھا پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا سب سے پہلے ڈر کے آگے جیت آر کے ریحان خان پشاور سے لکھتے ہیں کیا خوب لکھا ہے دل کی اتھا گہرائیوں سے دعا ہے کہ اس طرح ہی لکھتے ہیں ڈرائیاس سعادت بہت خوب لکھا ہے دولت کے پجاری مانی راجپوت نے بھی کیا خوب لکھا ہے خونی صحرا پاٹ نو محمد ندیم عباس میواتی پہلے کی طرح خوف و ڈر کے شلجے میں جکڑتی ہوئی نوعیت کی بے مثال لا جواب کہانی تھی تیرا راستہ نہ چھوڑوں محمد عثمان غنی نے خوب لکھا ہے پری دیوی آپ کی شکور کرن چوکی نے بھی خوب لکھا ہے باقی سب کہانیاں بہت اچھی ہیں اپنی کہانی شائع ہونے کا انتظار ہے ایم اے راحت۔ امتیاز احمد کہاں غائب ہو جلد سے جلد واپس آ جاؤ آپ سب کے چھوٹے بھائی کی گزارش پر خالد شاہان کی بھید سنوری کا بھی تو جلدی سے جلدی حل نکالیں اور خونی دلدل کا شف عبید ابھی تک آپ کی کہانی کی دوسری قسط نہیں آئی کہیں خود ہی دلدل میں تو نہیں پھنس گئے آخر میں میں آر کے ریحان سے کہوں گا کہ میں ان کے گروپ میں شامل ہونا چاہتا ہوں اور آپ مجھے اپنے گروپ میں انشاء اللہ جگہ دیں گے خط پورا شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں اور میری ایک کر کے کہانیاں بھی شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں آخر میں خوفناک کے لیے شب و روز دعا گو ہوں دل کی اتھا گہرائیوں سے دعا ہے کہ خوفناک ایک دن آسمان پر تارہ بن کر چمکے گا اینڈ قارئین در انٹر کوئیڈ وائس میں نوا نیر مبارک ہو۔

اسلام علیکم۔ ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ اس بار بھی سولہ تاریخ کو ملا بہت لیٹ مل رہا ہے بھیا خیر اپنا خط اور آپ کی شکور کرن کی کہانی دیکھ کر غم کہیں دور جاتا ہا ریاض بھیا میں نے بھی ایک کہانی لکھی ہے آنکھیں نام سے کیا آپ کو ملی ہے میرے لیے خوفناک کی کہانی لکھنا بہت مشکل ہے بٹ میں کوشش کر رہی ہوں ڈر کو اپنے اندر سے بالکل ختم کرنے کی اس بار شمارے میں پہلے تو ندیم عباس میواتی آپ کی کہانی پہ تبصرہ کروں گی کہانی اچھی تھی ویسے ایک مشورہ دوں اس کہانی پہ فلم بڑی شاندار بننے والی ہے کہانی میں نادر شاہ کی اینڈ میں انٹری مزے دار تھی ویسے ایک سوال ہے آپ سے کہانی میں ہیرو آپ خود کو ہی کیوں رکھا اور آمت سحر مانی مصباح۔ اقراء۔ صائمہ۔ نشاء ان سب کو صرف اینڈ میں ہی کیوں لایا گیا درمیان بھی انکا کوئی رول ہونا چاہئے تھا ناں۔ مانی راجپوت آپ کی کہانی بھی بیٹھی مگر ایک بات کہوں مانتو تو نہیں کریں گی آپ کی اور ندیم عباس کی کہانیاں الگ تھی کردار بھی الگ تھے مگر ناپاک ایک جیسا ہی تھا چھوڑا سوا چھینچ کر لیا ہوتا آپ ویسے کہانی سپر تھی شاہد رفیق۔ عثمان غنی۔ آپ کی شکور کرن سب کی کہانیاں پر

خوفناک ڈائجسٹ 204

آپ کے خطوط

حذیفہ صاحب بھی نانا واہ مبارک ہوا قراء آبی کو میری طرف سے مبارکباد کہنا کیونکہ میں ان کی تحریروں کی بہت بڑی فہم تھی مگر انہوں نے شادی کی بعد بالکل بھی نہیں لکھا کشف تو اب ماشاء اللہ فر فر بولتی ہوگی۔ کوئی بات نہیں ایک سال بعد حذیفہ بھی آپ کی انگلی پکڑ کر دکان پر جایا کرے گا۔ اور آپ کے بیٹے کی منتفی کی بھی بہت بہت مبارک ہو سر آپ بہت چھپرے ستم ہیں بتاتے ہی نہیں ہیں مگر بات کہیں نہ کہیں سے نکل ہی آتی ہے۔ کرن آبی آپ کسی ہیں آپ نے میرا دل جیت لیا ہے اور مجھے آپ کی باتوں نے آپ کے پاس آنے پر مجبور کر دیا میں نے بہت سوچا کہ میں خوفناک میں نہیں لکھوں گی مگر کیا کروں آپ کی باتیں سن کر رہا بھی نہیں گیا آپ نے ایسا گروپ ایجاد کیا ہے کہ ہر کوئی اس میں ضرور اثر ہوگا۔ آپ بہت بہت مبارک ہو اور دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کو ہر قدم پر کامیابی عطا کرے آمین۔

صاحب قلم اور اردو ادب کے شائقین کرام اور محترم ایڈیٹر صاحب اسلام علیکم آج کچھ باتیں لکھاری حضرت اب سے کرپنے کو دل چاہ رہا ہے لیکن دل نادان کو اس امر کا بھی شدت سے احساس ہے کہ بخدا شاید کوئی لکھاتی اپنے خیال کی بے لگام سواری کو حرکت دے اور اس کے دل میں یہ احساس بیدار ہو کہ واہ بلوچ صاحب ہماری اصلاح کے درپے ہو گئے ہیں قارئین کرام یہ بات ہرگز نہیں نہ تو کسی کی اصلاح مقصود ہے اور نہ ہی کسی پر تنقید و استہزا، محترم ایڈیٹر صاحب امید ہے کہ میری اس بات کی موافقت کریں گے کہ آج کل ہماری اکثر تحریروں ادبی شہ پاروں سے خالی ہوتی ہیں میں سب کی بات نہیں کر رہا ہوں ہر معاملہ میں کچھ افراد کا رشتہ ضرور ہوتا ہے ہمارا مقصد اپنی تحریروں سے اردو ادب کی ترویج و اشاعت نہیں بلکہ اپنا نام پیدا کرنا اور تعلقات کا وسیع کرنا ہوتا ہے جس کے لیے میں ہم مختلف ذرائع استعمال کرتے ہیں جب ہمارا مقصد اردو لغت کا فروغ ہوگا تو جس محلہ میں آپ اپنی دلکش اور پراثر تحریروں بھیجیں گے آپ کی تحریروں کو شرف قبولیت ملنے کے ساتھ ساتھ اس رسالہ کی بھی ترقی ہوگی باتیں تو بہت ساری ہیں جس چند اشارات گوش گزار کر دیں کیونکہ غفلت کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اچھے لکھاریوں کی تحریروں کو پڑھا جائے دوسری بات یہ ہے کہ یہ گروپ ہماری پہچان کے لیے ہیں ان گروپ کے کسی بھی رکن کا مقصد آپس میں لڑائی یا طعن نہیں ہونا چاہئے بس سب مل کر خوفناک کی ترقی کے لیے کام کریں ماہ نومبر کا شمارہ ہاتھ میں آیا تو بہت خوش ہوئی کہ رسالہ دن بدن ترقی کر رہا ہے سب لکھاریوں نے اچھا لکھا ہے شاہین گروپ۔ کنگ گروپ۔ اور خوفناک رائٹر گروپ کے سربراہوں نے مقابلے کی کہانیاں لکھی ہیں بھائی ندیم عباس میوانی بہت خوب سلسلہ وار کہانی خوب رہے گی ابو ہریرہ بلوچ آپ نے کہانی لکھنے کو کہا دعا کرو فرست مل جائے تو ضرور لکھوں گا نادر شاہ کہاں غائب ہونے تو آپ نے ہمیں یاد کیا اور نہ ہی آپ کی شہزادی نے ویسے بہاد پورا اکثر ایہوں کو بھول جاتے ہیں لیکن جن شہزادیوں نے ہمیں یاد کیا۔ انم شہزادی۔ نشاء شہزادی۔ ہم بھی دل کی گہرائیوں سے آپ کو یاد کرتے ہیں محترم ایڈیٹر صاحب رسالہ روز بروز ترقی کی طرف گامزن ہے اگر آپ کی محنت اسی طرح جاری رہی تو رسالہ ضرور سابقہ معیار پر آجائے گا اور ہاں قارئین و لکھاری حضرات میرا نام عثمان غنی نہیں بلکہ عثمان بلوچ

ہے احتیاط کریں والسلام

اسلام علیکم پیارے انگل ڈیر رائٹر اینڈ ریڈر کیسے ہو آپ سب امید ہے کہ سب ٹھیک ہوں گے انگل جی ہمیں پچھلے ماہ کا بھی رسالہ مل گیا ہے آپ نے کہا تھا کہ ایڈیٹر بلوچ دیں آپ رسالہ بھیج دیں گے بھوادو شکر یہ ہمیں مل گیا تھا اب بات کرتے ہیں نومبر کے شمارے کی۔ رحمان بھائی کی سنوری ڈر کے آگے جیت بہت اچھی لگی۔۔۔ پری دیوی آپ کی کشور کرن۔۔۔ روح کی کہانی محمد سلیم۔۔۔ خونی صحرا پارٹ نو ندیم عباس میوانی۔۔۔ ڈر اربنا س سعادت۔۔۔ دولت کے بچاری ماہی راجپوت۔۔۔ عثمان غنی کی تیرا راستہ چھوڑ دوں ناں۔۔۔ اس بار بھی سب سنوریز بہت اچھی تھیں کوئی چاند رکھ میری شام پر خولجہ عاصم سرگودھا بہت ہی اچھی سنوری بھی میری فیورٹ۔ اسلامی صفحہ ماں کی یاد میں کچھ بہت اچھا تھا اس بار احسان سحر کی سنوری نہیں تھی آپ بھی جلدی سے سنوری لکھو بھائی۔ انگل جی میری اس سنوری کو اور جو پہلے بھیجی ہیں شائع ضرور کر دیجئے گا اور جنہوں نے کالا جادو میری سنوری کو پسند کیا کلثوم شجاع آباد۔۔۔ راجہ کامران کسوال ساہو انم شہزادی سحرات جنہوں نے میری کہانی کے بارے میں اچھا بولا سب کا مصباح کی طرف سے شکریں اللہ تعالیٰ خوفناک کو ترقی دے اور ہم سب کو راہ حق پر چلائے آمین۔ مائی آل فرینڈز اللہ حافظ۔

اسلام علیکم ایڈیٹر صاحب مزاج گرامی کیسے ہیں امید ہے کہ ٹھیک ہی ہو گئے قارئین اور لکھاریوں کی صحت یابی کے لیے دعا گو ہوں رسالے کے لیے کافی انتظار کرو یا اس قدر تاخیر اسے کم عرصہ میں بڑھ چڑھ کر اس پر تبصرہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے مہربانی کریں کوئی کل سوچیں۔ دس نومبر کو شمارہ میرے ہاتھ میں آیا ناکل کافی حد تک پرانا تھا آگے بڑھے تو اسلامی صفحہ بڑھ کر کافی معلومات حاصل کی کہانیوں کی فرمت کی جانب پیش رفت ہوئی تو اپنی بھیجی کہانی نظر نہ آئی لیکن جان کو خوشی ہوئی کہ آپ نے اگلے ماہ اس کی اشاعت کا وعدہ کیا ہے چلیں اب وعدہ خلافی نہ کر جانا انگل جی۔ آپ کی کشور کرن صاحبہ ویکم کہ آپ نے پہلی ہی فرصت میں کہانی بھیج ڈالی پری دیوی واقعی لا جواب تحریروں یقیناً آپ میں دونوں موضوعات پر لکھنے کا قابل حسین فن موجود ہے جس میں مزید نکھار کی دعا کرتا ہوں۔ عثمان غنی تیرا راستہ نہ چھوڑ دوں ناں مزید ار کہانی تھی۔ شاہد رفیق سو خوفناک جن واہ بھیا واہ جی کیا کہتے لیکن یہ کیا اختتام بھی کر ڈالا چلوئی کہانی کے منتظر ہیں۔ مائی راجپوت ویلڈن پہلی ہی انٹری میں کہانی لکھ ڈالی آپ سچ میں ہی کمال کی لکھاری ہو۔ شاہین گروپ کی طرف سے ڈیڑھوں مبارکباد خدا کرے آپ اسی طرح گروپ کا مان بڑھائیں۔ ندیم عباس میوانی خونی صحرا پارٹ نو کا کافی انتظار کے بعد لیکن واقعی انتظار کا پھل بیٹھا ہوتا ہے پہلی تحریروں کی طرح دوسرا جو بھی زبردست رہا تیسری کب کروا رہے ہو یہ کیا شادی کر لی اور ہمیں انوائٹ تک نہیں کیا مرضی ہے۔ ننھی گریبا ایمان فاطمہ کی بہادری قابلِ وار رہی اختتام دلچسپ رہا۔ خولجہ عاصم آپ کی سنوری کی بڑھتی طوالت بھی کبھی اکتاہٹ دلا دیتی ہے یہ شاید جواب عرض کے لیے موزوں تھی۔ خطوط میں آپ کی کشور کرن۔ اور ندیم عباس میوانی۔ انم شہزادی۔ صائمہ۔ کلثوم۔ نیشاء۔ مائی راجپوت

خطوط کے پسند آئے جو شاہن گروپ کے روشن ستارے ہیں ایک بات پھر نکل سے یاد دہانی کروادو کہ اگلے ماہ سٹوری لگا دیں گے رسالے کے لیے دعا گو ہوں سب کو سلام رب را کھا۔

محمد ابو ہریرہ بلوچ۔ بہاولنگر

اسلام علیکم۔ ریڈ اینڈ رائٹرز کیسے ہیں آپ میں خوفناک کی خاموش قاری ہوں اور کافی عرصہ سے خوفناک ڈائجسٹ پڑھ رہی ہوں آج آپ کی کشور کرن کی لیٹر پڑھا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ انہوں نے ایک ایسا گروپ ایجاد کیا ہے جس کا نام خوفناک رائٹرز گروپ ہے میں بھی اس میں انٹر ہونا چاہتی ہوں آپ کی کشور کرن سے ریکویسٹ ہے کہ مجھے ویکلم کہیں مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اور مجھے پوری امید ہے کہ آپ میرا یہ خط ضرور شائع کرنا اور میں تمام قارئین کو یہ سال کی مبارکباد پیش کرتی ہوں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو خوشیاں اور پانچ وقت کی نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین آپ کی کشور کرن کو اللہ تعالیٰ ڈیڑھ سو خوشیاں نصیب فرمائے اہ خوفناک ڈائجسٹ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔۔

شاکلہ لاہور

اسلام علیکم۔ پیارے قارئین اور جواب عرض سٹاف میری طرف سے سب کو سلام۔ اور نیا سال مبارک ہو۔ میں ایک سٹوڈنٹ ہوں اور میرا نام صوفیہ ہے اور میں 9th میں پڑھتی ہوں جب سے میں نے خوفناک ڈائجسٹ بہت شوق سے پڑھتی ہوں اور میں کافی عرصہ سے خوفناک ڈائجسٹ کی خاموش قاری ہوں اور آج پہلی بار لکھنے کی جسارت کر رہی ہوں امید ہے آپ مجھے ویکلم کہیں گے اور آپ کی کشور کرن کی کہانیاں بہت شوق سے پڑھتی ہوں جب سے آپ کی کشور کرن کا لیٹر اور رائٹرز گروپ کا پڑھا ہے مجھے بہت خوشی ہوئی میرا ایک پاگل سا بھائی بھی بہت شوق سے پڑھتا ہے جب بھی میں رسالہ لیتی ہوں وہ مجھ سے پہلے پڑھنے کو تیار ہوتا ہے مجھے پڑھنے نہیں دیتا اس لیے پاگل کہا ہے منصور بھائی نو مانسٹو۔ آخر میں سب کو سلام اور خوفناک ڈائجسٹ کے لیے دعا گو ہوں اللہ دن دگنی رات چوگنی اسے ترقی نصیب فرمائے آمین۔

صوفیہ اور لیس لاہور

محترم قارئین کرام۔ امید ہے کہ آپ ٹھیک ہوں گے۔ میں آج پہلی بار اپنے خط کے ساتھ آپ کی محفل میں حاضر ہو رہی ہوں میں اصل میں جواب عرض کی رائٹرز ہوں لیکن کب تک میں خوفناک کی دنیا سے دور رہتی مجھے بھی آج خوفناک میں حاضر ہونا پڑا کیونکہ جواب عرض اور خوفناک ڈائجسٹ ایک ہی ادارے کے رسالے ہیں اور ان کے ساتھ ہم نے چلنا ہے جواب عرض میں تو میں بہت ہی مشہور ہوں ہر کوئی مجھے جانتا ہے لیکن خوفناک میں شاید مجھے جاننے والے بہت ہی کم ہوں گے لیکن بہت جلد میں خوفناک میں لکھ کر آپ قارئین کے دلوں میں اپنا راج قائم کر لوں گی۔ مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اس شوق کو پورا کرنے کے لیے میں بہت جلد ایک سٹوری کے ساتھ جلد ہی حاضری دوں گی امید ہے کہ مجھے ویکلم کہیں گے۔ اب کی بار اس خط کے ساتھ ہی اجازت چاہتی ہوں۔

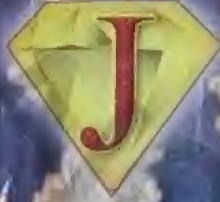
سیدہ الام علی۔ کہوڑ۔

ویکلم ادارہ خوفناک ڈائجسٹ آپ کو خوفناک میں بھی ویکلم کہتا ہے۔ آفس منیجر ریاض احمد۔

خوفناک ڈائجسٹ 2018

آپ کے خطوط

ماہنامہ خوشحال کالجسٹ



ماہنامہ جواب عرض میں باتا رنگی سے پڑھتی ہوں
آپ بھی اسے فوراً خریدیں